مرزا غلام قادیانی

اور

اس کے ہم عصر علماء اسلام

تحقیق و تالیف

حافظ عبید اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا قادیانی اور اس کے ہم عصر علماء اسلام

قادیانی مذہب ہندوستان کے ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے ایک قصبے "قادیان" میں انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں معرضِ وجود میں آیا، اس مذہب کے بانی کا نام "مرزا غلام احمد قادیانی" تھا جو سنہ 1839ء یا 1840ء میں پیدا ہوا اور مورخہ 26 مئی سنہ 1908ء کو بمقام لاہور اس دنیا سے کوچ کر گیا، مرزا قادیانی نے اپنی پیدائش کے بارے میں خود یوں لکھا ہے:

" میری پیدائش سنہ 1839ء یا سنہ 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے، اور میں سنہ 1857ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔" ۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 177 حاشیہ)

اب آیئے اس خاندان کا سیاسی تعارف بھی ہو جائے، غاصب انگریز کو اپنے خاندان اور اپنی وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے مرزا لکھتا ہے:۔

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکارِ انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکارِ انگریز کی امداد میں دیے تھے..." ۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 4، نیز تحفہ قیصریہ، رخ 12، صفحات 270 و 271)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

مرزا قادیانی نے غاصب انگریز کے لئے اپنے اور اپنے خاندان کی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد انگریزی غاصب حکومت سے یوں التماس کی:۔

"صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکّام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریز کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں۔ اس خودکاشتہ پودہ کی نسبت نہایت عزم واحتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں"۔

(کتاب البریہ، رخ 13 صفحہ 350)

اس تحریر میں مرزا نے اپنے آپ کو انگریز کا خودکاشتہ پودا لکھا ہے، جماعت مرزائیہ کے محققین کہتے ہیں کہ ہمارے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نہیں بلکہ اپنے خاندان کو انگریز کا خودکاشتہ پودا فرمایا ہے، تو عرض ہے کہ جب مرزا قادیانی بھی اسی پودے کی ایک ٹہنی اور شاخ ہے تو وہ بھی تو انگریز کا خودکاشتہ ہوا، درخت کا پھل بھی تو اسی کا کاشتہ شمار ہوتا ہے جس نے درخت لگایا، ہاں اگر مرزا غلام احمد کے حکیم غلام مرتضی کا بیٹا اور مرزا غلام قادر کا بھائی ہونے میں بھی کوئی شک ہے تو پھر وہ یقیناً اس پودے کا حصہ نہیں۔

مرزا قادیانی کے مذہب کے دو حصے

یہی نہیں، مرزا قادیانی نے تو اپنے مذہب کے جو دو حصے بتائے ہیں وہ یہ ہیں: ۔

"سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے"۔

(شہادۃ القرآن، رخ 6 صفحہ 380)

مرزا قادیانی کے استاد

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد کے مطابق اس کے والد نے جن استادوں سے تعلیم حاصل کی ان میں ایک " مولوی فضل الٰہی " حنفی تھے، ایک استاد " مولوی فضل احمد " اہل حدیث اور ایک استاد " مولوی سید گل محمد " شیعہ تھے "

(سیرۃ المہدی، حصہ اول صفحہ 232 روایت نمبر: 253 جدید)

مرزا قادیانی شروع سے نیچری ذہن کا حامل تھا اور سر سید احمد خان کے خیالات سے متاثر تھا، اور اگر اس کا اٹھنا بیٹھنا دیکھا جائے تو وہ زیادہ تر اس وقت کے اہل حدیث حضرات کے ساتھ تھا، لیکن یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ اہل حدیث تھا، ہاں خود مرزائی محققین کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ عقائد و تعامل کے لحاظ سے مرزا قادیانی کا طریقہ حنفیوں کی بنسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا تھا، شاید اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ مرزا کی اولین زندگی کے دوست اور ہم مکتب اہل حدیث تھے؟ بہرحال مرزا قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے:

"اگر عقائد و تعامل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ کا طریق حنفیوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا ہے" .... (پھر اسی صفحے پر یہ بھی لکھا) ... "حضرت مسیح موعود بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے"

(سیرۃ المہدی، حصہ دوم" صفحہ 334 روایت نمبر: 359 اور 361)

قادیانیوں کی کتاب "فتاویٰ مسیح موعود" میں مرزا قادیانی کا یہ فتویٰ آج بھی موجود ہے کہ "فاتحہ خلف الامام پڑھنا ضروری ہے"

(فتاویٰ مسیح موعود، صفحہ 35 قدیم ایڈیشن)

یہی مرزا بشیر احمد اپنے والد اور والدہ کی شادی کے بارے میں لکھتا ہے:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میری شادی سے پہلے حضرت صاحب کو معلوم ہوا تھا کہ آپ کی دوسری شادی دلی میں ہوگی، چنانچہ آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس اس کا ذکر کیا تو چونکہ اس وقت اس کے پاس تمام اہل حدیث لڑکیوں کی فہرست رہتی تھی اور میر صاحب (یعنی مرزا قادیانی کا سسر اور نصرت جہاں بیگم کا والد_ ناقل) بھی اہل حدیث تھے اور اس سے بہت میل ملاقات رکھتے تھے اس لیے اس نے حضرت صاحب کے پاس میر صاحب کا نام لیا، آپ نے (یعنی مرزا نے_ ناقل) میر صاحب کو لکھا، شروع میں میر صاحب نے بوجہ تفاوت عمر ناپسند کیا مگر آخر رضامند ہو گئے اور پھر حضرت صاحب مجھے بیاہنے دلی گئے، آپ کے ساتھ شیخ حامد علی اور لالہ ملاوامل تھے، نکاح

مولوی نذیر حسین نے پڑھایا یہ 27 محرم 1302 ہجری بروز پیر کی بات ہے، اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی، حضرت صاحب نے نکاح کے بعد مولوی نذیر حسین کو پانچ روپے اور ایک مصلی نذر کیا تھا"

(سیرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ 51، روایت نمبر: 69)

اسی نکاح کا ذکر کرتے ہوئے ایڈیٹر "الحکم" شیخ محمود احمد عرفانی نے لکھا ہے کہ یہ نکاح سنہ 1883 عیسوی میں ہوا تھا

(سیرت نصرت جہاں بیگم، حصہ اول، صفحہ 205)

یعنی جس وقت یہ نکاح ہوا اس وقت تک مرزا کی کتاب براہین احمدیہ کہ پہلے تین حصے شائع ہو چکے تھے اور مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے مرزا کے لیے یہ رشتہ بتایا اور میاں نذیر حسین دہلوی مرحوم نے پڑھایا اور پانچ روپے اور ایک مصلی بھی بطور نذرانہ وصول فرمایا، لیکن اس سے بھی یہ ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا قادیانی مسلک اہل حدیث کا پیروکار تھا.

معروف اہل حدیث عالم شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رح نے کیا خوب تجزیہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بریلوی حنفی ظاہر کرتے تھے، لیکن حقیقت میں وہ حنفی بھی نہ تھے، اہلحدیث تو کیا ہوئے، البتہ غیر مقلد ہو سکتے ہیں، کیونکہ وہ نہ فقہ حنفی کے پابند تھے نہ وہ صحابہ و تابعین اور ائمہ سلف کی روش پر چلنا پسند کرتے تھے"

(تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ رح کی تجدیدی مساعی، صفحہ 221 تا 222 طبع مسجد المکرم ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ)

کسی بھی شخصیت کے بارے میں اس کے ہم عصروں اور کسی بھی زمانے یا کسی بھی واقعہ کے بارے میں اس زمانے کے لوگوں اور اس واقعہ کے وقت موجود لوگوں کی بات سب سے اہم ہوا کرتی ہے، اور علماء اسلام میں سے مرزا کے سب سے قریبی مولانا محمد حسین بٹالوی تھے، اس بات کا اظہار مولانا بٹالوی نے سنہ 1884ء میں خود یوں فرمایا:

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے، مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں، بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملّا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب، اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط و کتابت وملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے اس لیے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں مبالغہ قرار نہ دیے جانے کے لائق ہے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 176)

مولانا بٹالوی صاحب نے ایک اور جگہ لکھا کہ:

"جب میں کادیانی (یعنی مرزا قادیانی_ ناقل) کے ساتھ مولوی گل علی شاہ بٹالوی سے شرح ملا پڑھتا تھا تو اس وقت میری ڈاہڑی موچھ کا نام نشان نہ تھا"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 16، صفحہ 140، 141)

اسی بات کی تائید خود مرزا قادیانی نے بھی ان الفاظ میں کی:

" مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کہ جو کسی زمانے میں اس عاجز کے ہم مکتب تھے..."

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، رخ جلد 1 صفحہ 621 حاشیہ) .

نیز ایک اور مقام پر انہیں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

" یہ شخص میری ابتدائی عمر میں میرا ہم مکتب بھی رہا ہے اور وہ اور اس کا بھائی حیدر بخش دونوں میرے مکان پر آتے تھے"

(تریاق القلوب، رخ جلد 15 صفحہ 283)

بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے والد صاحب کے ساتھ بھی مرزا قادیانی کی واقفیت تھی، کیونکہ ایک وقت مرزا انہی کے نام سے اپنے مضامین بھی چھپوایا کرتا تھا، تاریخ احمدیت کا قادیانی مصنف زیر عنوان "قلمی جہاد کا آغاز" لکھتا ہے کہ :

"ابتداء میں آپ کا (یعنی مرزا قادیانی کا_ ناقل) کا معمول کہ کبھی کبھی شیخ رحیم بخش صاحب والد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا بعض دوسرے ناموں سے اپنے مضامین چھپواتے تھے".

(تاریخ احمدیت، جلد 1 صفحہ 118)

لہٰذا ہماری کوشش ہوگی جہاں تک ہوسکے ہم معروف اہل حدیث عالم مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے حوالے سے ہی اس زمانے کے حالات و واقعات کو پیش کریں کہ آپ مرزا قادیانی کے ہم مکتب رہے تھے نیز آپ مرزا کے حالات و خیالات سے اچھی طرح واقف بھی تھے, اور مرزا کے ہم عصر بھی تھے اور رہنے والے بھی مرزا کی تحصیل بٹالہ ہی کے تھے.

تو آیئے آگے چلتے ہیں.

مرزا قادیانی کا گمنامی کے پردے سے باہر نکلنا

سنہ 1839 یا 1840 میں اپنی پیدائش سے لے کر سنہ 1880 تک مرزا غلام احمد قادیانی گمنامی کے پردے میں رہا، پھر اس نے مشہور ہونے کا منصوبہ یوں بنایا کہ ایک اشتہار جاری کردیا کہ وہ اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی عظیم الشان کتاب لکھنے جارہا ہے جس میں تین سو لاجواب دلائل ہوں گے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس کتاب کو خریدنے کے لئے پیشگی قیمت جمع کروائیں، وہ خود اقرار کرتا ہے کہ اس وقت تک وہ ایک غیر معروف شخص تھا، چنانچہ لکھتا ہے: ۔

"واضح ہو کہ براہین احمدیہ میری تالیفات میں سے وہ کتاب ہے جو 1880 عیسوی میں یعنی 1297 ہجری میں چھپ کر شائع ہوئی تھی ۔ اس کتاب کی تالیف کے زمانے میں جیسا کہ خود کتاب سے ظاہر ہوتا ہے میں ایک ایسی گمنامی کی حالت میں تھا کہ بہت کم لوگ ہوں گے جو میرے وجود سے بھی واقف ہوں گے ۔ غرض اس زمانے میں میں اکیلا انسان تھا جس کے ساتھ کسی دوسرے کو کچھ تعلق نہ تھا اور میری زندگی ایک گوشہء تنہائی میں گذرتی تھی"۔

(نصرۃ الحق مع براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 65)

مرزا قادیانی کا پہلا تصنیفی کارنامہ اور مجدد و مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی کا سیالکوٹ کچہری میں عرضی نویسی اور مناظرہ بازی کے بعد سب سے پہلا تصنیفی کارنامہ "براہین احمدیہ" نامی کتاب ہے، کتاب کا مختصر تعارف اس کے پہلے حصے کے ٹائٹل پر کتاب کے نام کے نیچے یوں لکھا ہے:۔

"جس کو فخر اہل پنجاب جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرین اسلام پر حجت پوری کرنے کے لئے بوعدہ دس ہزار روپیہ شائع کیا"۔

(براہین احمدیہ، حصہ اول، رخ 1 صفحہ 1)

قادیان کے اس "رئیس اعظم" نے کتاب کی طباعت کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے اپیلیں شائع کیں، اور چندہ کی اپیل کرتے ہوئے اس کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا تھا کہ:۔

"کتاب ہذا بڑی مبسوط کتاب ہے یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جزو سے کچھ زیادہ ہوگی اور تا اختتام طبع وقتاً فوقتاً حواشی لکھنے سے اور بھی بڑھ جائے گی"۔

(براہین احمدیہ، حصہ اول، رخ 1 صفحہ 2)

لیکن مرزا کی پوری زندگی میں اس کتاب کی صرف ساڑھے چار جلدیں ہی دنیا کے سامنے آسکیں بلکہ آخری حصہ تو مرزا کی موت کے بعد اکتوبر 1908 میں شائع ہوا، اور اس وقت تک خود باقرارِ مرزا قادیانی بہت سے وہ لوگ جنہوں نے اس کتاب کی پوری قیمت ادا کی تھی کتاب کے مکمل ہونے کا انتظار کرتے کرتے دنیا سے جاچکے تھے، چنانچہ مرزا نے لکھا:۔

"بہت سے لوگ جو اس کتاب کے خریدار تھے اس کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی دنیا سے گذر گئے"۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21 صفحہ 3)

یہ سنہ 1880 عیسوی کی بات ہے جب براہین احمدیہ نامی اس کتاب کا پہلا حصہ شائع ہوا، اس پہلی جلد کے شروع میں کتاب کی خریداری کا اشتہار ہے، اس کے بعد "التماس از مصنف" ہے جس میں کتاب کی طباعت کے لئے چندہ دہندگان کے نام ہیں، صفحہ 13 سے کتاب کا دیباچہ شروع ہوا جو صفحہ 24 پر ختم ہوا، اس کے بعد موٹے حروف کا اشتہار ہے (اتنے موٹے حروف کہ ایک صفحے پر صرف آٹھ سطریں ہیں) یہ صفحہ نمبر 52 پر ختم ہوا، اور اس کے ساتھ ہی اس لاجواب کتاب کی پہلی جلد ختم شد۔ یعنی پہلی جلد کے صرف 52 صفحات ہیں۔

اس کے بعد دوسرا حصہ سنہ 1881 میں شائع ہوا، اس میں پہلے 20 صفحات اشتہارات ہیں (قارئین کے لئے وضاحت کردوں کہ براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے جب ایک ساتھ روحانی خزائن جلد 1 کے نام سے شائع ہوئے تو ان کے صفحہ نمبر مسلسل ہیں) تو ان مسلسل صفحات کے حساب سے روحانی خزائن کے صفحہ 55 سے دوسری جلد کا آغاز ہوا اور صفحہ 70 پر جاکر آخر کار اصل کتاب براہین احمدیہ کا مقدمہ شروع ہوا، یہ دوسرا حصہ یا دوسری جلد صفحہ 113 پر اختتام پذیر ہوگئی، اس طرح دوسری جلد کے کل 76 صفحات ہیں۔ گویا سال بھر میں مجددیت، مامور من اللہ اور ملہم من اللہ ہونے کا یہ مدعی صرف 76 صفحات پر مشتمل جلد تیار کرپایا، اسے جماعت مرزائیہ کہتی ہے "سلطان القلم"۔

سنہ 1882 میں اس کتاب کی تیسری جلد شائع ہوئی، حسب سابق ابتداء میں 10 صفحات کے اشتہارات، پھر کہیں پہلی فصل شروع ہوئی، اس میں تمہید در تمہید، اور مسلسل صفحات کے صفحہ 143 سے شروع ہوکر صفحہ 310 پر پہنچے تو یہ جلد بھی ختم کردی، آخر میں پھر "عذر واطلاع" کے عنوان سے دو صفحے کا اشتہار لگادیا جو صفحہ 311 اور 312 پر ہے۔ لیکن یہاں دنیائے تصنیف وتالیف کا ایسا لازوال کمال دکھایا جو مرزا قادیانی کے سارے کمالات پر بھاری ہے، براہین احمدیہ کے تیسرے حصے کا اختتام کیا تو اس کا آخری جملہ نامکمل چھوڑ دیا، آخری جملہ یہ لکھا "مگر جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کرچکے ہیں خدا کے خواص کا ضروری ہونا"، اور ان الفاظ پر تیسری جلد ختم ہوگئی (دیکھیں رخ جلد 1 صفحہ 310)۔ اب مسلسل صفحات کے صفحہ 313 سے جلد نمبر چار شروع ہوئی، صفحہ 322 تک حسب عادت اشتہارات ہیں اور پھر صفحہ 322 پر تیسری جلد کے ناتمام جملے کو مکمل کیا گیا، تیسری جلد کے آخر میں صفحہ نمبر 310 کا آخری جملہ تھا "خدا کے خواص کا ضروری ہونا" اب چوتھی جلد میں صفحہ 322 پر اس جملے کا باقی حصہ اس طرح ہے "یعنی اس کی ذات وصفات اور افعال کا شرکت غیر سے پاک ہونا"، آج تک تصنیف کی دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جملہ کا ایک حصہ کسی کتاب کی ایک جلد میں اور دوسرا حصہ دوسری جلد میں ہو اور پھر درمیان میں مسلسل 12 صفحات کا فاصلہ بھی ہو، ایک ناتمام جملہ دوسری جلد میں صفحہ 310 پر لکھا اور جلد ختم، اگلی جلد میں 12 صفحات کے بعد جاکر اس جملے کو مکمل کیا۔ یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی، مجدد، مامور، ملہم اور سلطان القلم کی قابلیت اور حماقت کا ایسا ریکارڈ جسے آج تک کوئی احمق سے احمق انسان بھی نہیں توڑ سکا۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ مرزا نے اپنی کتاب کے بارے ایک اشتہار بھی شائع کیا تھا جس مضمون تھا کہ:۔

"کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالی کی طرف سے مؤلف نے ملہم ومامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1 صفحہ 23 تا 25 ، تین جلدوں والا ایڈیشن/ برکات الدعاء، رخ 6 صفحہ 38)

1880 سے 1884 تک مرزا نے براہین کی چار جلدیں شائع کیں ، ان چاروں جلدوں کے کل صفحات 673 ہیں، گویا فی جلد 168 صفحات ہوئے، چار سالوں میں مرزا قادیانی کی یہ کاوش سامنے آئی، جبکہ مرزا نے وعدہ کیا تھا کہ یہ کتاب سو جزو سے بڑھ جائے گی (جس کے صفحات تقریباً 4800 ہونے تھے جیساکہ مرزا نے اپنے ایک اشتہار میں صاف لکھا ہے۔دیکھیں:برکات الدعاء، رخ 6، صفحات 38 تا 40 اور پھر ان صفحات کا انگریزی ترجمہ) لیکن چار جلدیں لکھنے کے بعد براہین احمدیہ شائع کرنے کا سلسلہ نامعلوم وجوہات کی بناپر بند کر دیا، جی ہاں شائع کرنے کا سلسلہ بند کیا کیونکہ بقول مرزا بشیر احمد ایم اے ولد مرزا غلام احمد قادیانی جب اس کے باپ نے 1879 میں پہلی بار اس کتاب کے متعلق اعلان کیا تھا تو اس وقت وہ پوری کتاب تصنیف کر چکا تھا اور کتاب کا حجم تقریباً دواڑھائی ہزار صفحات تک پہنچ چکا تھا (سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول صفحات 99 و 100) وہ باقی تصنیف کہاں گئی؟ کسی کو کچھ پتہ نہیں۔

اس کے تقریباً 20 سال بعد 1905 میں مرزا نے ایک اور عجوبہ دکھایا، ایک کتاب لکھنا شروع کی جس کا نام "نصرۃ الحق" بتایا، جب اس کے 72 صفحات لکھ چکا تو نہ جانے ایک دم کیا خیال آیا کہ صفحہ نمبر 73 سے اس کا نام "براہین احمدیہ حصہ پنجم" لکھنا شروع کر دیا، آج بھی روحانی خزائن نامی مجموعے کی جلد 21 میں یہ عجوبہ دیکھا جاسکتا ہے، صفحہ 72 تک صفحات کے سرورق پر کتاب کا نام "نصرۃ الحق" لکھا ہوا ہے اور صفحہ 73 سے نام بدل کر "براہین احمدیہ حصہ پنجم" لکھا ہے، اور یہی نہیں پھر دوبارہ صفحہ 411 سے اس کا نام "خاتمہ نصرۃ الحق" لکھا ہے، اور جیساکہ پہلے بیان ہوا یہ کتاب مرزا کے مرنے کے بعد اکتوبر 1908 میں شائع ہوئی۔ جبکہ مئی 1892 میں خود مرزا قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم کا نام "ضرورت قرآن" بھی تجویز کر چکا تھا (دیکھیں: مرزا کا اشتہار، نشان آسمانی، رخ 4، صفحہ 407) اسی لئے میں نے لکھا تھا کہ مرزا نے براہین احمدیہ کے ساڑھے چار جلدیں لکھیں کیونکہ پانچویں جلد دو کتابوں کا مجموعہ ہے۔

بہر حال اس پانچویں جلد (نصرۃ الحق اور براہین حصہ پنجم دونوں کے) کل صفحات 428 ہیں ، اور سابقہ چاروں جلدوں کے کل صفحات 673 ہیں، یہ سب ملا کر 1101 بنتے ہیں، لیکن جیساکہ آپ نے پہلے پڑھا مرزا نے اشتہار شائع کیا تھا کہ یہ کتاب سو جزو سے بھی بڑی ہوگی (بلکہ برکات الدعاء میں یہ لکھا کہ اس کے تین سو جزو ہونگے اور اس

کے صفحات تقریباً 4800 ہوں گے۔ حوالہ پہلے گذرا) ، نیز مرزا کا بیٹا مؤلف سیرۃ المہدی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ اس کتاب کے پہلے اعلان کے وقت اس کتاب کا مسودہ دو اڑھائی ہزار صفحات تک لکھا جاچکا تھا، اور ان صفحات میں اسلام کی صداقت کے تین سو دلائل لکھے تھے، ملاحظہ فرمائیں:۔

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی۔ ناقل) نے 1879 میں براہین کے متعلق اعلان شائع فرمایا تو اس وقت آپ براہین احمدیہ تصنیف فرما چکے تھے اور کتاب کا حجم تقریباً دو اڑھائی ہزار صفحات تک پہنچ گیا تھا اور اس میں آپ نے اسلام کی صداقت میں تین سو ایسے زبردست دلائل تحریر کیے تھے کہ جن کے متعلق آپ کا دعویٰ تھا کہ ان سے صداقت اسلام آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گی" (پھر آگے جو لکھا وہ بھی غور سے پڑھیں) "تین سو دلائل جو آپ نے لکھے تھے اس میں سے مطبوعہ براہین احمدیہ میں (یعنی ساڑھے چار حصوں میں۔ ناقل) صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر"۔

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول طبع جدید، صفحہ 99 تا 100)

تو یہ ہے مرزا قادیانی کا سب سے پہلا تصنیفی کارنامہ، مرزا بشیر احمد کے مطابق اس کے باپ نے اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل لکھے تھے لیکن جب کتاب چھاپنے کا وقت آیا تو پوری زندگی میں صرف ایک دلیل چھاپی اور وہ بھی نامکمل، باقی ساڑھے 299 دلیلیں آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی؟ اس راز سے آج تک پردہ نہیں اٹھایا گیا۔

یہی بات خود مرزا قادیانی نے بھی ان الفاظ میں لکھی تھی: ۔

"یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم، رخ 1 صفحہ 129)

جیسا کہ بیان ہوا مرزا قادیانی نے 1880 سے 1884 تک "براہین احمدیہ" کی چار جلدیں شائع کیں، چونکہ اس وقت تک بہت سے لوگوں کو یہ خوش فہمی تھی کہ مرزا قادیانی ایک "مناظر اسلام" ہے اور وہ اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لیے عیسائیوں اور ہندوؤں وغیرہ سے بحث مباحثے بھی کرتا رہتا ہے، نیز مرزا قادیانی نے اس کتاب "براہین احمدیہ" کا اعلان جس انداز سے کیا تھا اس سے بھی بہت سے مسلمانوں کو غلطی فہمی ہوئی کہ یہ کتاب واقعی منکرین اسلام پر حجت پوری کرنے کے لئے لکھی گئی ہے، لہٰذا اکثر لوگوں کے وہم وخیال میں نہ تھا یہ کتاب مرزا قادیانی کے گمراہ کن اور کفریہ دعووں کی پہلی اینٹ ہے، لیکن اس وقت کے بعض علماء نے یہ بات بھانپ لی، مثال کے طور پر مرزا قادیانی نے اپنی اس کتاب "براہین احمدیہ" کا ایک پیکٹ معروف اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان مرحوم کو بھی بھیجا تھا، جو نواب صاحب نے پھاڑ کر واپس کر دیا چنانچہ "تاریخ احمدیہ" کا قادیانی مصنف دوست محمد شاہد لکھتا ہے:

"انہوں نے براہین احمدیہ کا پیکٹ وصول کرنے کے بعد اسے چاک کرکے آپ کو واپس کر دیا (حافظ حامد علی صاحب کا بیان ہے کہ) جب کتاب واپس آئی تو اس وقت حضرت اقدس (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) اپنے مکان میں چہل قدمی کر رہے تھے، کتاب کی یہ حالت دیکھ کر کہ وہ پھٹی ہوئی ہے اور نہایت بری طرح اس کو خراب کیا گیا ہے حضور کا چہرہ مبارک متغیر اور غصہ سے سرخ ہو گیا، عمر بھر میں حضور کو ایسے غصے کی حالت میں نہیں دیکھا گیا..."

(تاریخ احمدیہ، جلد 1 صفحہ 188)

اسی طرح لدھیانہ کے تین علماء (جو آپس میں بھائی تھے) مولانا محمد، مولانا عبد اللہ اور مولانا عبد العزیز نے بھی بھانپ لیا کہ مرزا قادیانی کی اس کتاب میں ایسی باتیں ہیں جو گمراہ کن اور کفریہ ہیں، چنانچہ لدھیانہ کے ان تین علماء نے اہل اسلام میں علی الاعلان اس بات کا اظہار کرنا شروع کیا کہ براہین احمدیہ کا مصنف مرزا قادیانی کافر ہے...

اس بات کو اُس وقت کے معروف اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم جنہوں نے ایک وقت مرزا قادیانی کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے اس کی کتاب "براہین احمدیہ" کے حق میں ایک مفصل تبصرہ (ریویو) لکھا اور اپنے مجلّہ "اشاعۃ السنۃ" کی جلد 7 کے نمبرز 6، 7، 9، 10 اور 11 اس تائیدی ریویو کے لئے مخصوص کیے، انہوں نے خود بعد میں لکھا کہ:

" قادیانی نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے، اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص اپنے لیے نبوت کا مدعی ہے مگر چونکہ بیان وحی اقسام کے ضمن میں بصفحہ 242 وغیرہ اس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ یہ مرتبہ حقیقی طور پر آنحضرت ہی کا ہے اور وہ ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنی امتی ہونے کی وجہ سے ان برکات کا محل ہے لہٰذا خاکسار (یعنی بٹالوی صاحب_ناقل) نے اس پر حسن ظنی کرکے اس کو تحقیر سے بچایا اور دھوکا کھایا اور اور کی حمایت میں ریویو براہین احمدیہ لکھا، مجھے اس وقت تک اس کے خبث باطن کا (بحکم ع کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم) علم نہ ہوا تھا اور کیونکر ہوتا جب تک کہ وہ اپنے منہ سے اس نجاست کو جو اب نکال رہا ہے نہ نکالتا اس کا یہ حال و خیال اس وقت معلوم ہوتا تو میں سب سے پہلے اس پر کفر کا فتویٰ لگاتا".

(بلفظہ : اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119، 120)

مولانا بٹالوی مرحوم کی اس تحریر سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

1) مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے وحی کے وہ اقسام ثابت کیے (جو کہ انبیاء کا خاصہ ہے) تو پنجاب کے بعض علماء نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا.

2) میں نے (یعنی بٹالوی صاحب_ناقل) مرزا پر حسن ظنی رکھتے ہوئے دھوکہ کھایا اور اسی دھوکے کی وجہ سے مرزا کی کتاب کے حق میں ریویو لکھ دیا.

3) اگر بٹالوی صاحب پر مرزا کا خبث باطن اس وقت کھل جاتا سب سے پہلے بٹالوی صاحب اس پر کفر کا فتویٰ لگاتے (لیکن چونکہ ان پر اس وقت ان پر مرزا کا خبث نہ کھلا تھا اس لیے وہ سب سے پہلے اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگا سکے).

قارئین محترم! ایک مسئلہ میں مختلف مفتیوں کے مختلف فتوے ہو سکتے ہیں، کیونکہ ممکن ہے ایک مفتی کے سامنے ایسے قرائن و آثار موجود ہوں جن کی بناء پر اس نے اپنا فتویٰ دیا ہو اور وہ قرائن دوسرے مفتی کے سامنے نہ ہوں اس لیے اس کا فتویٰ پہلے مفتی سے مختلف ہو، جیسے مثال کے طور 1857ء کی جنگ آزادی کے بارے میں اس وقت کے بعض بڑے علماء کی یہ رائے تھی کہ انگریز کے خلاف جنگ "غداری" اور "بغاوت" کے زمرے میں آتی ہے، جبکہ بہت سے علماء کا فتویٰ تھا کہ یہ "جنگ آزادی" اور جہاد ہے.

لہٰذا اس میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم پر کوئی قابل اعتراض بات نہیں کہ انہوں نے ایک وقت مرزا قادیانی پر حسن ظن رکھتے ہوئے اس کی باتوں کی تاویل کی اور اس کی کتاب پر تائیدی تبصرہ لکھا اور اس کی تکفیر کرنے والے بعض علماء لدھیانہ پر بھی سخت تنقید کی، کیونکہ مولانا بٹالوی کی اس وقت رائے یہ تھی کہ مرزا نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں کوئی صریح کفریہ بات نہیں لکھی اس لیے اس کی ایسی باتوں کی تاویل ہو سکتی ہے جن باتوں کی بناء پر بعض علماء لدھیانہ اس کی تکفیر کر رہے ہیں، لیکن جب کچھ عرصہ بعد مرزا قادیانی نے کھل کر ان باتوں کا اظہار کر دیا جن کے بارے میں علماء لدھیانہ پہلے سے متنبہ کر چکے تھے تو پھر مولانا بٹالوی کو بھی مرزا قادیانی کی تکفیر میں کوئی تامل نہ رہا۔

بہر حال ، یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے اس زمانے میں مرزا قادیانی کی تائید اور حمایت میں میں سب سے مفصل ریویو لکھا اور نہ صرف لکھا بلکہ مرزا قادیانی کی گزارش پر اس ریویو کو مفت تقسیم بھی کرتے رہے، چنانچہ بعد میں خود بتایا کہ :

"ہم کو خوب یاد ہے کہ جب یہ ریویو شائع ہوا ہے تو انہوں (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) نے اپنے ایک لاہوری دلال (یا ایجنٹ) الٰہی بخش اکاؤنٹینٹ کی معرفت ہمارے پاس پچاس روپیہ بھجوا کر یہ لکھا تھا کہ اس پچاس روپیہ کے عوض میں اشاعۃ السنۃ کے وہ نمبر جن میں ریویو درج ہے لوگوں کو مفت تقسیم کیے جاویں اور ہم نے اس روپیہ کے عوض میں لدھیانہ میں (معرفت آپ کے سابق حواری میر عباس علی صوفی کے جو آخر آپ کی مکاری دیکھ کر آپ سے منحرف ہو گئے اور تائب ہو کر اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں) اور دیگر مقامات میں وہ رسائل مفت تقسیم کیے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 7 جلد 18 صفحہ 206، 207)

یاد رہے! یہ تقریباً 1884ء کی بات ہو رہی ہے جب تک مرزا قادیانی کی صرف ایک کتاب "براہین احمدیہ" کے پہلے چار حصے ہی منظر عام پر آئے تھے، اس وقت مولانا بٹالوی مرحوم کی طرح اور بھی بہت سے علماء اسلام نے احتیاط کی وجہ سے مرزا قادیانی کی تکفیر سے اجتناب کیا البتہ کئی ایک نے مرزا کو نیچری اور بے دین ضرور کہا، لیکن مرزا قادیانی کی کتاب کے حق اور اس کی تائید میں مفصل تبصرہ یا اتنا طویل ریویو کسی معروف عالم نے نہیں لکھا تھا جتنا مولانا بٹالوی مرحوم نے لکھا، آج بھی قادیانیوں کی طرف سے روحانی خزائن نامی مرزا کی کتب کے مجموعے کی پہلی جلد کے

شروع میں جس میں براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے ہیں، مولانا بٹالوی کے اس تائیدی تبصرے کے اقتباسات شائع کیے جاتے ہیں (اگرچہ بعد میں مولانا بٹالوی نے یہ تسلیم کیا تھا کہ وہ تائیدی ریویو انہوں نے اس وقت کے مرزا کے ساتھ اپنے حسن ظن کی بنا پر لکھا تھا اور یہ ان کی غلطی تھی اور اب مرزا کو کوئی حق نہیں کہ وہ میرے ریویو کو دلیل بنائے، جس کا ایک حوالہ پہلے پیش کیا جا چکا).

یہاں اس بات کی طرف اشارہ بھی از حد ضروری ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی بعد والی کتابوں میں کئی جگہ اپنے کفریہ دعووں کو ثابت کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ اس کے اس دعوے کی بنیاد براہین احمدیہ میں لکھا اس کا فلاں الہام ہے، مثال کے طور صرف تین حوالے پیش خدمت ہیں، مرزا لکھتا ہے:

1) آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالی نے براہین احمدیہ میں اس عقدہ کو کھول دیا ہے کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسی رکھا ہے..." (تتمہ حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 501)

2) خدا تعالی نے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کرکے فرما دیا ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ**" (ایضاً: صفحہ 502)

3) ایک جگہ براہین احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: "پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب یہ وحی اللہ ہے **محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم** اس وحی الہی میں میرا نام محمد بھی رکھا گیا اور رسول بھی" (ایک غلطی کا ازالہ، رخ 18 صفحہ 207)

قارئین محترم! جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ دنیا کے تمام مفتی ایک مسئلہ میں متفق ہوں، اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے شائع ہوئے (تقریباً 1884ء میں) تو اس وقت پنجاب (لدھیانہ) کے بعض علماء نے مرزا کی تکفیر کی تھی، جبکہ دوسرے بہت سے علماء اسلام نے اس وقت مرزا کی عبارات کو قابل تاویل قرار دیتے ہوئے اس کی تکفیر سے اجتناب کیا تھا اگرچہ ان میں سے کئی ایک نے مرزا کو ایک گمراہ اور بے دین شخص ہی بتایا، یہ علماء کی آراء کا اختلاف تھا اور ہر ایک کو اپنی رائے رکھنے کا حق حاصل تھا، لیکن تاریخی حقیقت یہی ہے کہ بعض علماء نے سنہ 1884 میں ہی مرزا کی تکفیر کردی تھی، اس حقیقت کا بار بار اقرار مولانا بٹالوی مرحوم نے خود کیا ہے (جس کی تفصیل اگلی قسط میں پیش ہوگی) اس لیے یہ دعوی کرنا کہ "1891 سے

پہلے کسی ایک عالم نے بھی مرزا کی تکفیر نہیں کی تھی" درست نہیں ، ہاں آپ کو ان علماء کی تکفیر کی وجوہات سے اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ "سنہ 1891 سے پہلے کسی ایک عالم نے بھی مرزا کے بارے میں کفر کا فتویٰ نہیں دیا تھا" یہ سراسر خلاف حقیقت بات ہے.

تو بات ہو رہی تھی مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی طرف سے مرزا کی اولین کتاب "براہین احمدیہ" کے دفاع اور تائید میں لکھے گئے مفصل ریویو اور تبصرے کی، اس کا سبب یہ بنا کہ جب مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" پر مختلف علماء اور لوگوں کی طرف سے اعتراضات اٹھائے گئے تو اس وقت چونکہ مرزا قادیانی نے اپنی شہرت ایک مناظر اسلام کے طور پر کروا رکھی تھی اس لیے مولانا بٹالوی مرحوم بھی بہت سے دیگر لوگوں کی طرح اس کے بارے میں حسن ظن کا شکار تھے، نیز جیسا کہ پہلے بیان ہوا، مولانا بٹالوی مرحوم مرزا قادیانی کے ہم مکتب بھی رہے تھے اور ان کی مرزا قادیانی سے اچھی خاصی شناسائی بھی تھی (جس کا ذکر خود مولانا بٹالوی مرحوم کے حوالے سے ہم پہلے کر آئے ہیں) بلکہ مرزا قادیانی کے سسر میر ناصر نواب کے ساتھ بھی مولانا بٹالوی کے اچھے تعلقات تھے، چنانچہ مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا قادیانی کے دوسرے نکاح کا ذکر کرتے ہوئے اپنی ماں "نصرت جہاں" کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ :

" مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ تمہارے نانا (یعنی مرزا بشیر احمد کے نانا اور نصرت جہاں کے والد میر ناصر نواب_ ناقل) کے بہت تعلقات تھے انہوں نے کئی دفعہ تمہارے ابا (یعنی مرزا قادیانی کے نکاح کے لیے_ ناقل) کے لئے سفارشی خط لکھا اور بہت زور دیا کہ مرزا صاحب بڑے نیک اور شریف اور خاندانی آدمی ہیں"

(سیرۃ المہدی، جلد 1، حصہ دوم، صفحہ 400 روایت نمبر 441 طبع جدید)

تو چونکہ مولانا بٹالوی کی اس وقت تک مرزا قادیانی اور اس کے سسرال والوں کے ساتھ اچھی شناسائی تھی اس لیے ان کا حسن ظن تھا کہ مرزا قادیانی جیسا آدمی کوئی غلط بات نہیں کر سکتا، اسی بات کا اظہار مولانا بٹالوی نے اپنے ریویو میں مرزا قادیانی کے الہامات کا دفاع کرتے ہوئے ان الفاظ میں کیا کہ :

" "مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں نیز شیطانی القا اکثر جھوٹ نکلتے اور الہامات مؤلف براہین احمد سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی میں) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا (چنانچہ ان کے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 7 صفحہ 284)

ایک جگہ یوں لکھا:

"ہماری تحقیق و تجربہ ویقین و مشاہدہ کی رو سے یہ سب نکتہ چینیاں (یعنی مرزا پر کیے گئے اعتراضات_ناقل) مذہبی ہوں خواہ پولیٹیکل از سر تا پا سوء فہمی یا دیدہ دانستہ دھوکہ دہی پر مشتمل ہیں" (آگے لکھا) "اس لئے ہم حسبۃً للہ و نصیحۃ لخلق اللہ اس ریویو میں ان نکتہ چینیوں کا جواب دیتے ہیں اور ان تہمتوں سے کتاب (یعنی "براہین احمدیہ"_ناقل) اور مؤلف (یعنی "مرزا قادیانی"_ناقل) کے دامن کو پاک کرتے ہیں"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 175)

یہاں تک کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے اسی حسن ظن کی بناء پر مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے بارے میں یہ تک لکھ دیا کہ:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلک اِمرا، اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم ہی پائی گئی ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 169)

بلکہ مولانا بٹالوی نے اپنے اس ریویو کے اختتام پر مرزا قادیانی اور اس کی کتاب "براہین احمدیہ" کے لئے یوں دعا کی:

"اے خدا اپنے طالبوں کے رہنما ان پر ان کی ذات سے ان کے ماں باپ سے تمام جہانوں کے مشفقون سے زیادہ رحم فرما، تو اس کتاب (یعنی "براہین احمدیہ"_ناقل) کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے اور اس کی برکات سے ان کو مالا مال کردے، اور کسی اپنے صالح بندہ کے طفیل اس خاکسار شرمسار گناہگار کو بھی اپنے فیوض اور اس کتاب کی اخص برکات سے فیض یاب کر۔ آمین. وللأرض من کأس الکرام نصیب.

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 11 جلد 7 صفحہ 348)

تو مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے اسی حسن ظن کی بناء پر مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" پر اٹھائے گئے اعتراضات کا تفصیلی جواب اپنے ریویو کی صورت میں دیا، اس کتاب میں مرزا کی طرف سے لکھے گئے ایک ایک الہام کا دفاع کیا اور تاویل کی، اور معترضین کے ایک ایک اعتراض کا ذکر کرکے اس کا جواب دینے کی کوشش کی...

نوٹ: یہاں یہ بات ایک بار پھر عرض کردوں کہ یہ بات ہو رہی ہے سنہ 1884 کی جب تک مرزا کی ابھی پہلی کتاب "براہین احمدیہ" ہی منظر عام پر آئی تھی، بعد میں جب مرزا نے کھل کھلا کر تقیہ کی چادر اتار کر اپنے گمراہ کن نظریات کا برملا پرچار شروع کیا تو مولانا بٹالوی مرحوم کا حسن ظن ختم ہو گیا اور آپ نے 1891 میں مرزا کے خلاف فتوائے کفر لیا اور بہت سے علماء اسلام کی اس پر تصدیقات لے کر شائع کیا.. لہٰذا ہمارا مقصد اس ساری تفصیل کو بیان کرنے سے مولانا کے سابقہ موقف کو لے کر ان پر اعتراض کرنا نہیں، بلکہ صرف واقعات کا تاریخی تسلسل بتانا ہے کہ کب کیا ہوا.

مولانا بٹالوی نے "براہین احمدیہ" پر اپنے تائیدی تبصرے یا ریویو میں اس کتاب پر اعتراض کرنے والے 2 قسم کے لوگوں کا ذکر کیا ہے، فریق اول امرتسری اور فریق دوم لدھیانہ کے تین بھائی مولوی عبدالعزیز، مولوی عبداللہ اور مولوی محمد پسران مولوی عبدالقادر... مولانا بٹالوی مرحوم کے مطابق فریق اول یعنی امرتسری حضرات نے مرزا قادیانی کی تکفیر نہیں کی تھی، صرف اس کے چند الہامات پر اعتراضات کیے تھے (جن کا جواب اپنی طرف سے مولانا بٹالوی نے اسی ریویو میں دیا ہے) جبکہ فریق دوم یعنی لدھیانوی برادران نے مولانا بٹالوی کے بقول مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا.

مولانا بٹالوی نے لدھیانہ کے ان بھائیوں کا نام لے کر ذکر کیا ہے اور یوں لکھا ہے:

" ناظرین ان کا یہ حال سن کر متعجب اور اس امر کے منتظر ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنے مہربان گورنمنٹ کے (جس کے ظل حمایت میں باامن شعار مذہبی ادا کرتے ہیں) جہاد کو جائز سمجھتے ہیں. ان کے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لیے ان حضرت کے نام بھی ظاہر کردیتے ہیں، وہ مولوی عبدالعزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر ہیں جن سب کا سنہ 57 سے باغی و بدخواہ گورنمنٹ ہونا ہم اشاعۃ السنۃ نمبر 10 جلد 6 وغیرہ میں ظاہر و ثابت کر چکے ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 6، صفحہ 171 حاشیہ)

مولانا بٹالوی کی اس تحریر سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1) اس ریویو کے لکھنے کے وقت تک یعنی سنہ 1884 میں صرف لدھیانہ کے یہی مولوی عبد القادر صاحب کے فرزندان تھے جنہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی.

2) اس وقت تک مولانا بٹالوی حسن ظن رکھتے ہوئے، مرزا قادیانی کو "ایک جلیل القدر مسلمان" ہی تصور کرتے تھے.

3) مولانا بٹالوی کے نزدیک انگریز کے خلاف جہاد درست نہ تھا اور وہ سنہ 1857 کی جنگ آزادی کو "غدر" اور "بغاوت" سمجھتے تھے.

4) مولانا بٹالوی اس سے پہلے انھیں لدھیانوی حضرات کے خلاف انگریز کے خلاف جہاد کو جائز سمجھنے کی وجہ سے اپنے اشاعۃ السنہ میں لکھ چکے تھے اور ان حضرات کو انگریزی حکومت کا باغی اور بدخواہ سمجھتے تھے.

ہم نے پہلے عرض کیا کہ ضروری نہیں کہ ایک زمانہ کے تمام علماء کا ایک ہی مسئلہ میں فتویٰ ایک ہی ہو، اب تاریخ کو دیکھ لیں، اس وقت کے بہت سے بڑے علماء انگریز کو غاصب سمجھتے تھے اور اس کے خلاف جنگ کو جہاد اور جنگ آزادی کہتے تھے (اسی لیے 1857 کی جنگ کو "جنگ آزادی" کہا جاتا ہے)، جبکہ مولانا بٹالوی اور کچھ دوسرے علماء اور لوگ ایسے بھی تھے جو انگریز کے خلاف جنگ کو بغاوت اور غدر کا نام دیتے تھے اور اس کے خلاف جہاد کو ناجائز سمجھتے تھے (مرزا قادیانی میں بھی ان میں سے ایک تھا).

اسی طرح مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے پہلے چار حصوں کی اشاعت کے بعد لدھیانہ کے ان علماء نے یہ نتیجہ نکالا کہ مرزا کی یہ کتاب کفریات پر مشتمل ہے تو انہوں نے مرزا کے بارے میں کفر کا فتویٰ دے دیا، جبکہ دوسرے حضرات میں کچھ تو مولانا بٹالوی جیسے مرزا کے ساتھ انتہائی درجے کا حسن ظن رکھنے والے تھے، انہوں نے تو مرزا کی کتاب کا بھرپور دفاع کیا، اور کچھ ایسے تھے جو مرزا سے زیادہ واقف نہ تھے اور نہ ہی انہوں نے مرزا کی یہ کتاب پڑھی تھی، انہوں نے صرف احتیاط کی وجہ سے فتوائے کفر دینے میں جلدی نہ کی البتہ انہوں نے مرزا کی کتاب کا بے جا دفاع بھی نہ کیا بلکہ اسے ایک بے دین اور نیچری قسم کا آدمی سمجھا، لیکن تاریخی حقیقت یہی ہے جو مولانا بٹالوی مرحوم نے بار بار لکھی ہے کہ "لدھیانہ کے ان بھائیوں نے سنہ 1884 میں بھی مرزا کی تکفیر کی تھی"، اب رہی یہ بحث کہ ان حضرات کی یہ تکفیر درست تھی یا غلط؟ ان کے دلائل کیا تھے؟ یہ بحث اس تاریخی حقیقت کو تو ہرگز تبدیل نہیں کر سکتی

کہ مرزا قادیانی پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ لدھیانہ کے ان علماء کی طرف سے ہی لگایا گیا تھا، یہ بات ہمیں مولانا بٹالوی نے بھی بتائی ہے اور انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا، بلکہ خود مرزا قادیانی نے بھی لدھیانہ کے بارے میں صاف کہا کہ:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا"

(لکچر لدھیانہ، رخ 20 صفحہ 249)

لیکن ہمیں مرزا قادیانی کے اس بیان کی ضرورت نہیں، اور نہ ہی ہم اس کے بیان کو قابل اعتماد سمجھتے ہیں کہ مرزا ایک کذاب اور جھوٹا شخص ہے، اس لیے ہم مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریرات سے ہی چند اقتباسات نقل کرتے ہیں جن سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ لدھیانہ کے ان علماء نے مرزا قادیانی کی تکفیر کیوں کی تھی؟ آیئے یہ ہم مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم سے ہی پوچھتے ہیں، مولانا بٹالوی مرحوم لکھتے ہیں:

"اور فریق دوم (لودھانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مؤلف (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) نے پیغمبری کا دعوی کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے..."

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 172)

اس کے بعد مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتاب براہین احمدیہ سے پوری 11 آیات قرآنیہ نقل کی ہیں (مثلاً:

"قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني" .. اور **"انا اعطيناك الكوثر"**.. اور **"ياأيها المدثر قم فانذر"**.. اور **"انا فتحنالك فتحاً مبيناً"** اور **"يا آدم اسكن انت وزوجك الجنة"** .. اور **"يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي"** وغیرہ) جن کے بارے میں مرزا نے یہ لکھا تھا کہ یہ اس پر الہام ہوئی ہیں... آگے مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

"اس قسم کی بیسیوں آیات اور ہیں جس کے مورد نزول ہونے کا مؤلف کو دعوی ہے، علاوہ براں بہت سے عربی و انگریزی فقرات ایسے اس کتب میں درج ہیں جن سے مؤلف کا دعوی نبوت مترشح ہوتا ہے جیسے یہ فقرات (عربی زبان میں)..**انت وجيه في حضرتي اخترتك لنفسي ... انا انزلناه قريباً من القاديان وبالحق**

انزلناہ وبالحق نزل .. ان آیات و فقرات کو دیکھ کر فریق مکفر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مؤلف کتاب ان آیات قرآنی کا جو انبیاء کے شان و خطاب میں وارد ہیں اپنے آپ کو مخاطب ٹھہراتا ہے اور ان کمالات کا (جو ان آیات یا ان عربی فقرات میں مذکور اور وہ انبیاء سے مخصوص ہیں) محل ہونے کا مدعی ہے پھر اس کے دعوائے نبوت میں کیا کسر رہی" (آگے لکھا) "ان ان دلائل تکفیر و انکار کے علاوہ فریقین ان الہامات پر کئی اعتراضات بھی کرتے ہیں جن سے ان الہامات کا غلط اور نا قابل اعتبار ہونا ثابت ہو"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحات 172 تا 174)

مولانا بٹالوی مرحوم کے قلم سے لکھی اس تحریر سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1) فریق دوم یعنی لدھیانہ کے علماء نے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگانے کی جو وجوہات بتائیں ان کا ذکر مولانا بٹالوی نے تفصیل کے ساتھ کیا (لہٰذا وہ حضرات جو آج بھی یہ سوال کرتے ہیں کہ لدھیانہ کے ان علماء نے مرزا کی تکفیر کن وجوہات کی بناء پر کی تھی وہ مولانا بٹالوی کی یہ تحریر غور سے پڑھ لیں).

2) مولانا بٹالوی نے اپنی تحریر میں لدھیانہ کے ان علماء کو "**فریق مکفِّر**" لکھا ہے یعنی وہ فریق جس نے مرزا کی تکفیر کی، اب ظاہر ہے مولانا بٹالوی کے سامنے اگر ان حضرات کا فتوائے کفر نہیں آیا تھا تو کیا مولانا ان حضرات پر یہ الزام لگا رہے تھے؟ ہم تو مولانا بٹالوی کو اس سے بری سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بلاوجہ ان حضرت کو "فریق مکفر" کہا ہو.

3) مولانا بٹالوی نے خود مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" سے بہت سی آیات قرآنیہ نقل کیں جن کے بارے میں مرزا قادیانی کا دعوی تھا کہ بعینہٖ یہی آیات اسے بھی الہام ہوئی ہیں، اور مولانا نے مرزا کی اس بات کی تردید نہیں کی (اگرچہ مولانا بٹالوی نے تاویلات کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا کا اس سے مطلب فلاں فلاں تھا، جو ابھی ہمارا موضوع بحث نہیں) .

4) مولانا نے ایک بار پھر لفظ "دلائل تکفیر" لکھ کر بتا دیا کہ لدھیانہ کے وہ علماء جنہوں نے مرزا کی تکفیر کی تھی ان کے "دلائل تکفیر" یہ تھے، اب ظاہر ہے یہ دلائل تکفیر مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنی طرف سے تو ان علماء

لدھیانہ کے ذمہ نہیں تھوپے ہوں گے، یقیناً مولانا بٹالوی مرحوم کے سامنے یہ دلائل تکفیر اور علماء لدھیانہ کا فتویٰ آیا ہوگا.

قارئین محترم! یہاں سے ایک مسئلہ تو اچھی طرح حل ہو گیا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے پاس لدھیانہ کے اس "فریق مکفر" کا فتویٰ بھی پہنچا تھا اور جن دلائل کی بنیاد پر انہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی وہ دلائل بھی پہنچے تھے، خواہ مولانا بٹالوی کو ان حضرات کے فتوے اور ان کے بیان کردہ دلائل تکفیر سے اختلاف تھا، لیکن مولانا نے لدھیانہ کے ان حضرت کا موقف صاف صاف لکھ دیا تھا، اب جس کے نزدیک مولانا بٹالوی مرحوم ایک ثقہ آدمی تھے اسے اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہ جاتا کہ لدھیانہ کے ان علماء نے واقعی مرزا کی تکفیر دی تھی اور تکفیر جن دلائل کی بنیاد پر کی بھی وہ دلائل بھی مولانا بٹالوی نے ذکر کر دیے.

تو ذکر ہو رہا تھا، مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی طرف سے مرزا قادیانی کی اولین کتاب پر لکھے تائیدی اور دفاعی تبصرے یا ریویو کا، اور لدھیانہ کے ان علماء کے فتوے کا جنھیں مولانا بٹالوی نے "فریق مُکفِّر" لکھا.. اور ایک بار پھر یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ قصہ ہے سنہ 1884ء کا، اور یہ بات بھی پہلے بیان ہو چکی کہ اس وقت تک بہت سے لوگ مرزا قادیانی کے بارے میں اس حسن ظن میں گرفتار تھے کہ یہ شخص اسلام کا حامی اور مناظر اسلام ہے، اس میں ان لوگوں کا کوئی قصور نہیں، کیونکہ بعد میں تمام علماء اسلام بشمول مولانا بٹالوی مرحوم نے کھل کر مرزا کی تکفیر کردی تھی، لہٰذا مولانا بٹالوی مرحوم کے اس ریویو کو ذکر کرنے کا مقصد، مولانا بٹالوی پر تنقید نہیں بلکہ صرف تاریخی حقائق کو بیان کرنا ہے.

اب آگے چلتے ہیں، اور بات کرتے ہیں "براہین احمدیہ" میں مذکور مرزا قادیانی کے الہامات پر، سنہ 1900ء میں (یعنی براہین احمدیہ کی جلد اول کی اشاعت کے بیس سال بعد) مرزا قادیانی نے چالیس اشتہارات لکھنے کا اعلان کیا اور اس سلسلے کا نام "اربعین" رکھا (اگرچہ اس سلسلے کے صرف چار اشتہار شائع کرکے یہ سلسلہ روک دیا)، اسی سلسلے کے دوسرے اشتہار یعنی "اربعین نمبر 2" میں مرزا قادیانی نے اپنے اوپر کیا گیا ایک اعتراض یوں نقل کیا ہے کہ:

"بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے"

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 349)

یعنی مرزا قادیانی پر یہ اعتراض کیا گیا کہ تمہارے پیروکار تمہارے نام کے ساتھ "علیہ الصلوۃ والسلام" بولتے ہیں جو کہ غلط ہے... تو اس کا مرزا نے جو جواب دیا وہ یوں ہے:

"اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اس کو کہے، اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوۃ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے"

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 349)

(نوٹ: یہ مرزا کا دجل ہے، احادیث میں عیسی ابن مریم علیہما السلام کے بارے میں یہ سب لکھا ہے نہ کہ غلام احمد بن چراغ بی بی کے بارے میں_ناقل)

آگے مرزا قادیانی نے مولانا محمد حسین بٹالوی کو یوں مخاطب کیا:

"اور مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس المخالفین نے جب براہین احمدیہ کا ریویو لکھا اس کو پوچھنا چاہیے کہ کتاب مذکور کے (یعنی "براہین احمدیہ"_ناقل) صفحہ 242 میں یہ الہام اس نے درج پایا یا نہیں — **اصحاب الصفة وما ادراك ما اصحاب الصفة ترى اعينهم تفيض من الدمع يصلون عليك ربنا اننا سمعنا منادياً ينادي للايمان وداعياً الى الله وسراجاً منيرا**- ترجمہ یہ ہے کہ یاد کر صفہ میں رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کس مرتبہ کے آدمی اور کس کامل درجہ کی ارادت رکھنے والے ہیں صفہ کے رہنے والے، تو دیکھے گا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے، اور تیرے پر درود بھیجیں گے، اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا، یعنی اس پر ایمان لائے، اور اس کی بات سنی، اس کی یہ آواز ہے کہ اپنے ایمانوں کو خدا پر قوی کرو، وہ خدا کی طرف بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ ہے، اب دیکھو کہ اس الہام میں نیک بندوں کی یہ علامت رکھی ہے کہ میرے پر درود بھیجیں گے، اور مولوی محمد حسین سے پوچھو کہ اگر یہ اعتراض کی جگہ تھی تو کیوں اس نے ریویو لکھنے کے وقت اس پر اعتراض نہ کیا بلکہ اس الہام میں تو اس اعتراض سے سخت تر ایک اور اعتراض ہو سکتا تھا اور وہ یہ کہ داعی الی اللہ اور سراج منیر یہ دو نام اور دو خطاب خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دیے گئے ہیں، پھر وہی دو خطاب الہام میں مجھے دیے گئے، کیا یہ اعتراض درود بھیجنے سے کچھ کم تھا- پھر اس سے بھی بڑھ کر براہین احمدیہ کے دوسرے الہامات پر اعتراض ہو سکتے تھے جن کا مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو لکھا اور جابجا قبول کیا کہ یہ الہامات خدا تعالی کی طرف سے ہیں بلکہ اس کے استاذ میاں نذیر حسین دہلوی نے چند گواہوں کے روبرو براہین احمدیہ کی نسبت جس میں یہ الہام تھے حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف و تصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی..."

(اربعین نمبر2، رخ17 صفحات 350و351)

اور مرزا نے یہیں یہ دعوی کیا ہے کہ:

"پنجاب اور ہندستان کے تمام علماء نے بجز معدودے چند ("چند" سے ان علماء کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے مرزا کے ان الہامات کو شیطانی بتایا_ناقل) ان الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھ لیا تھا جو حقیقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں"

(اربعین نمبر2، رخ 17 صفحہ 351)

پھر اسی صفحہ کے حاشیے میں مرزا نے لکھا:

"براہین احمدیہ کی تصنیف کو بیس برس گزر گئے ہیں، اس کتاب میں وہ پیش گوئیاں ہیں جو سالہا سال کے بعد اب پوری ہو رہی ہیں"

(اربعین نمبر2، رخ 17 صفحہ 351 حاشیہ)

اس کے بعد اسی صفحے سے مرزا قادیانی نے اپنے وہ عربی الہامات نقل کیے ہیں جو اس نے براہین احمدیہ میں درج کیے تھے، اربعین نمبر2 میں تقریباً چار صفحات پر مرزا نے وہ سارے عربی الہام نقل کیے ہیں جن کی ابتداء اس الہام سے کی ہے "يا أحمد بارك الله فيك" (دیکھیں: رخ 17 صفحات 351 تا 355) اور پھر براہین احمدیہ کے انہی الہامات پر اپنے دعووں کی بنیاد رکھی ہے.. انہی عربی الہامات میں سے ایک الہام "جری اللہ فی حلل الانبیاء" کی تشریح کرتے ہوئے پہلے مرزا نے اس کا اردو ترجمہ لکھا:

"یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں"

اور پھر حاشیہ میں اس کی مزید تشریح یوں کی:

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لیے نبی کا لفظ آیا ہے (نوٹ: قرآن وحدیث میں صرف ایک نبی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو نبی کہا گیا ہے اور وہ اللہ کے نبی ہی ہیں، اس کے علاوہ کسی اور عیسیٰ یا مثیل عیسیٰ کے نبی ہونے کا کہیں کو ذکر نہیں یہ مرزا کا دھوکہ ہے کہ وہ عیسیٰ ابن مریم کو "مسیح موعود" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے_ناقل) ظاہر ہے جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے، اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں، اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں، اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں، اس جگہ محض لغوی معنی

مراد ہیں، ان سب مقامات کا مولوی محمد حسین صاحب نے ریویو لکھا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان الہامات کو براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا، آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور عبدالعزیز کے "

(اربعین نمبر2، رخ 17 صفحہ 366)

اسی کتاب میں آگے مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا:

"اب دیکھو کہ یہ وہ الہامات براہین احمدیہ ہیں جن کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا اور جن کو پنجاب اور ہندوستان کے تمام نامی علماء نے قبول کر لیا تھا اور ان پر کوئی اعتراض نہ کیا تھا حالانکہ ان الہامات کے کئی مقامات میں اس خاکسار (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) پر خدا تعالیٰ کی طرف سے صلوۃ وسلام ہے"

(اربعین نمبر2، رخ 17 صفحہ 368)

اور پھر مرزا نے یہ اعلان کیا کہ:

"اور سوچنے سے ظاہر ہو گا کہ میرے دعوائے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے (یعنی براہین احمدیہ میں درج الہامات_ناقل) اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں، اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے"

(اربعین نمبر2، رخ 17 صفحہ 369)

قارئین محترم! ہم نے مرزا قادیانی کی اپنی تحریر سے یہ جو طویل اقتباسات نقل کیے ہیں، ان سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں:

1) براہین احمدیہ میں درج ایک الہام میں مجھ پر صلوۃ وسلام بھیجنے کا ذکر ہے، اور اس کتاب پر مولانا محمد حسین بٹالوی نے ریویو بھی لکھا ہے اگر یہ اعتراض کی بات تھی تو بٹالوی صاحب نے اپنے ریویو میں اس پر اعتراض کیوں نہ کیا؟

2) بلکہ براہین احمدیہ میں درج اسی الہام میں تو مجھے (یعنی مرزا قادیانی کو_ناقل) "داعی اللہ" اور "سراج منیر" بھی کہا گیا ہے یعنی جو خاص خطاب قرآن میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے گئے، یہی دو خطاب الہام میں مجھے بھی دیے گئے، لیکن مولانا بٹالوی صاحب نے اس پر بھی اپنے ریویو میں کوئی اعتراض نہ کیا.

3) براہین احمدیہ کے دوسرے کئی الہامات پر بھی اعتراض ہو سکتے تھے جن کا مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو لکھا اور جابجا قبول کیا کہ یہ الہامات خدا تعالی کی طرف سے ہیں

4) بلکہ (بقول مرزا) مولانا بٹالوی کے استاذ میاں نذیر حسین دہلوی نے بھی براہین احمدیہ کی نسبت جس میں یہ الہام تھے حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف و تصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی.

5) (بقول مرزا) ان سب مقامات کا مولوی محمد حسین صاحب نے ریویو لکھا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان الہامات کو براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا، آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور عبدالعزیز کے.

6) یعنی مرزا اقرار کرتا ہے کہ براہین احمدیہ میں درج الہامات کو لدھیانہ کے دو تین مولویوں نے قبول نہیں کیا تھا جنھیں مرزا "ناسمجھ مولوی" کہتا ہے.

7) (بقول مرزا قادیانی) اس کے دعوائے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی براہین احمدیہ میں درج الہامات سے پڑی ہے، اور انہی میں خدا نے اس کا نام عیسی رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ اس کے حق میں بیان کردیں.

8) (مرزا کے بقول) اس کے الہام "جری اللہ في حلل الانبياء" میں اسے "رسول" بھی کہا گیا ہے.

9) اگر (ان الہامات پر اعتراض نہ کرنے والے_ناقل) علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے.

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ خود مرزا قادیانی اقراری ہے کہ اس نے براہین احمدیہ میں جو اپنے الہامات درج کیے تھے اس کے دعوائے مسیحیت کی بنیاد انہی الہامات پر ہے کیونکہ انہی الہامات میں خدا نے اس کا نام عیسی رکھا، نیز براہین

احمدیہ میں درج اس کے الہامات کو جس میں اسے "**داعی الی اللہ**" اور "**سراج منیر**" بھی کہا گیا اور رسول کہا گیا سوائے لدھیانہ کے "ناسمجھ" مولویوں نے سب نے قبول کیا.

ہم اس قسط کو مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے اس بیان پر ختم کرتے ہیں جو آپ نے سنہ 1892ء میں لکھا (اس وقت تک مولانا بٹالوی پر مرزا کی اصلیت واضح ہو چکی تھی اور آپ بھی اس پر کفر کا فتویٰ لگا چکے تھے):

"کادیانی (یعنی قادیانی_ناقل) نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے تو بعض علماء پنجاب نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 15 صفحہ 119)

یہ مولانا بٹالوی کا ایک اور اقرار ہے کہ جب مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" منظر عام پر آئی تو پنجاب کے بعض علماء نے اس پر کفر کے فتوے لگائے تھے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ شخص درپردہ نبوت کا مدعی ہے... یہ پنجاب کے بعض علماء اور کوئی نہیں بلکہ لدھیانوی برادران ہی تھے.

یہ تو تھے "براہین احمدیہ" کے مصنف مرزا قادیانی کے اپنی کتاب میں درج الہامات کے بارے میں چند بیانات، اب آیئے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ سنہ 1884 میں مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے حق میں تائیدی ریویو لکھنے والے اور اس میں درج الہامات پر اس وقت ہونے والے اعتراضات کا مفصل جواب دینے والے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے بعد میں اسی کتاب "براہین احمدیہ" اور اس کے مندرجات کے بارے میں کیا لکھا؟.

جب مولانا بٹالوی مرحوم کو احساس ہو گیا کہ انہوں نے اشاعۃ السنۃ میں "براہین احمدیہ" کے حق میں تائیدی ریویو لکھ کر غلطی کی ہے تو انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کی اور اس غلطی تلافی کرنے کے عزم کا اظہار کیا چنانچہ سنہ 1891ء میں مولانا نے لکھا:

" کیونکہ اسی (اشاعۃ السنۃ) نے قادیانی کے سابق دعوی حمایت اسلام اور مقابلہ مخالفین اسلام و وعدہ تائید دین بنشا نہائے آسمانی و نصرت اصول اتفاقی اسلامی سے دھوکہ میں آکر ریویو براہین احمدیہ مندرجہ نمبر 7 وغیرہ جلد 7 میں اس کو امکانی ولی و ملہم بنایا اور لوگوں میں اس کا اعتبار جمایا تھا جس کو یہ حضرات اپنے دعاوی مستحدثہ کی تائید میں اب پیش کر رہے ہیں، اور اس کی عبارات اپنی تحریرات و رسائل میں نقل کر کے ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اپنے دعاوی کی صحت ثابت کر رہے ہیں، اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو امکانی ولی و ملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام و ولایت کا امکان جما رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا. لہٰذا اسی اشاعۃ السنۃ کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرادے اور تلافی مافات عمل میں لاوے، اور جب تک یہ تلافی پوری نہ ہو لے تب تک بلا ضرورت شدید کسی دوسرے مضمون سے تعرض نہ کرے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3 و 4)

مولانا بٹالوی مرحوم کی یہ تحریر بہت اہم ہے، اس سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

1) مولانا نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے حق جو ریویو لکھا وہ اس کے بارے میں سابقہ حسن ظن کے دھوکے میں آکر لکھا۔
2) اشاعۃ السنۃ کے اس ریویو کی وجہ سے مرزا بطور ولی اور ملہم سامنے آیا۔
3) اگر مولانا بٹالوی اس کی اس کتاب کے حق میں یہ ریویو نہ لکھتے تو مرزا نے "براہین احمدیہ" میں جو اپنے الہامات درج کیے تھے ان کی وجہ سے مرزا تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا۔
4) بہت سے علماء ہندوستان و پنجاب و عرب کا براہین احمدیہ میں درج مرزا کے الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہوچکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے اس کے الہام و ولایت کا امکان جمائے رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا۔

قارئین محترم! یہ نمبر 4 میں جس بات کی طرف مولانا بٹالوی نے اشارہ کیا ہے یہ بہت اہم ہے، ہم اب تک یہ پڑھتے آئے ہیں کہ براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے شائع ہونے کے بعد صرف لدھیانہ کے چند علماء نے مرزا کی تکفیر کی تھی، لیکن مولانا بٹالوی لکھ رہے ہیں کہ براہین احمدیہ میں درج الہامات کی وجہ سے بہت سے علماء ہندوستان و پنجاب و عرب کا مرزا کی تکفیر و تفسیق پر اتفاق ہوچکا تھا... یہ مولانا کا اشارہ کس طرف ہے؟؟ یہ غالباً حنفی عالم مولانا غلام دستگیر قصوری کے اس استفتاء کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے سنہ 1883ء میں "براہین احمدیہ" کے پہلے تین حصوں کے رد میں لکھی اپنی کتاب "تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ" کا عربی ترجمہ کرکے ہندوستان اور عرب کے علماء کے پاس بھیجی اور اس پر ان علماء کی طرف سے فتوے موصول ہوئے جن کے اندر مرزا کو کافر بتایا گیا تھا... مولانا قصوری نے یہ فتوے موصول ہونے کے بعد کوشش کی کہ بجائے انہیں شائع کرنے کے مرزا کو سمجھایا جائے شاید وہ باز آجائے (یہ فتوے بعد میں شائع بھی کردیے گئے جن پر تاریخیں سنہ 1886ء کی تھی) ورنہ اس کے علاوہ کوئی ایسا واقعہ کہیں نہیں ملتا کہ جس میں یہ ذکر ہو کہ مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" میں درج الہامات کی وجہ سے بہت سے علماء ہندوستان و عرب کے علماء مرزا قادیانی کے تکفیر و تفسیق پر متفق ہوئے ہوں.. واللہ اعلم۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سب سے پہلے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کا باقاعدہ ردّ انہی حنفی عالم مولانا غلام دستگیر قصوری کی جانب سے لکھا گیا۔

اسی طرح مولانا بٹالوی نے 1892ء میں ایک بار پھر اپنے رسالے اشاعۃ السنۃ کے بارے میں لکھا کہ :

"اشاعۃ السنۃ نے جس قدر کادیانی کو اس کے سابق دعوائے نصرت اسلام کی نظر سے مسلمان جان کر اور اس کی کتاب براہین کی جھوٹی لاف زنیوں سچے وعدے سمجھ کر اس پر ریویو لکھ کر اونچا کیا تھا، اس سے وہ چند اسکے چھپے کفر کے ظاہر ہو جانے اور اس کی کتاب براہین کے مخفی الحادات کھل کھل جانے پر اسے نیچے گرادیا اور تحت الثری تک پہنچا دیا ہے. اکثر بلاد ہندوستان و پنجاب و بمبئی و مدراس وغیرہ کے گلی کوچہ میں اس کے کفریہ عقائد و مقالات کو شائع و مشتہر کر کے مسلمانوں کو بخوبی آگاہ کر دیا ہے کہ یہ شخص زندیق و ملحد ہے اور اس کی تصانیف جن میں براہین کے فریب آمیز وذو الوجوہ عبارات و بیانات بھی داخل ہیں مجموعہ کفریات ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 15 صفحہ 8)

اس اقتباس میں مولانا بٹالوی نے صراحت کے ساتھ مرزا کی تصانیف کو جن میں براہین احمدیہ کی فریب آمیز عبارات و بیانات بھی داخل ہیں "مجموعہ کفریات" تسلیم کیا ہے، نیز یہ غلطی بھی تسلیم کی ہے کہ انہوں نے اشاعۃ السنۃ میں جو مرزا کی کتاب براہین پر (تائیدی) ریویو لکھ کر اس کو اونچا کیا تھا یہ صرف مرزا کے بارے میں ان کے سابقہ حسن ظن کی وجہ سے تھا اور اب اسی اشاعۃ السنۃ نے مرزا کو نیچے بھی گرادیا ہے.

پھر سنہ 1895ء میں مولانا بٹالوی نے لکھا کہ وہ:

"براہین کو ایک مدت سے جب سے کہ کادیانی اسلام سے مرتد ہو کر کفر بکنے لگ گیا ہے مجموعہ خرافات و اباطیل اور اس کے مندرجہ الہامات کو احتلامات شیطانیہ و گوزہائے شتر (یعنی اونٹ کے پاد_ ناقل) جانتے ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 7 جلد 18 صفحہ 202 و 203)

غور فرمائیں! مولانا بٹالوی پر آخر کار یہ بات واضح ہو گئی کہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ مجموعہ خرافات و اباطیل ہے (اباطیل "باطل" کی جمع ہے جس کا معنی جھوٹ ہوتا ہے_ ناقل) اور اس کتاب میں مرزا نے جو الہامات درج کیے ہیں (جن کا 1884ء میں مولانا بٹالوی ہی نے پرزور دفاع کیا تھا_ ناقل) دراصل شیطانی احتلام ہیں اور ان کی حیثیت اونٹ کے پاد سے زیادہ نہیں.

اسی طرح مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کو ایک اور جگہ "مجموعہ احتلامات شیطانی" لکھا (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 18، صفحہ 131).

قارئین محترم! یوں آخر کار مولانا بٹالوی نے تسلیم کیا کہ مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" رحمانی الہامات کا مجموعہ نہیں بلکہ "شیطانی احتلامات" کا مجموعہ تھی....

سنہ 1904ء میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے زیر عنوان "کرشن قادیانی اور مسلمانان" یوں لکھا:

"قادیان کے کرشن (مرزا غلام احمد) مہاراج نے پہلے وکیل و مناظر غیر اقوام منجانب اسلام کا روپ بھرا تھا، اور قرآن واسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل قرآن ہی سے نکالنے کا وعدہ دے کر (بحسب اعتراف خود) دس ہزارہ روپیہ مسلمانوں کا بٹورا وازانجا کہ ان تین سو دلائل کا وجود کتاب براہین میں تو کب ہوتا اس کے دماغ میں بھی نہ تھا، لہذا اس کتاب کے تیسرے حصے (یا جلد) سے ایک اور روپ ولی اور نبی بننے کا جمایا، اور وحی والہام (جو انبیاء و اولیاء کا خاصہ ہے) کا دعوی کرکے پیری مریدی کا جال بچھایا- ان الہاموں میں کبھی آپ نے آدم علیہ السلام کا روپ بھرا کبھی حضرت عیسی وآنحضرت ودیگر انبیاء علیہم السلام کا اوتار لیا اور اس ذریعے سے بہت سے عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں کو اپنے دام میں پھنسایا"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 8 جلد 20 صفحہ 226 و 227)

مولانا بٹالوی مرحوم نے اپنے اس بیان میں جو کہ 1904ء کا ہے یہ تسلیم کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کے تیسری جلد میں اس وحی والہام کا دعوی کیا جو کہ انبیاء کا خاصہ ہے اور یوں نبی بننے کا روپ جمایا، نیز اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسی علیہ السلام اور دیگر انبیاء کا روپ بھرا..

یوں آخر کار مولانا بٹالوی مرحوم نے یہ بات تسلیم کرلی کہ "براہین احمدیہ" میں واقعی ایسی خرافات وکفریات موجود تھیں جن کی بناء پر علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کی تھی.

قارئین محترم! اب ہم چند سوالات کا جائزہ لیتے ہیں:

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ لدھیانہ کے یہ علماء جنہوں نے سنہ 1884ء میں مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا، وہ اپنے فتوے کی تائید علماء دیوبند سے بھی حاصل کرنے کے لیے دار العلوم دیوبند گئے، لیکن دیوبند کے علماء نے ان کے فتوائے تکفیر کی تائید نہیں کی تھی اور آخر میں معاملہ دیوبند کے استاد مولانا یعقوب نانوتوی (رح) کے پاس بھیج دیا گیا، لدھیانہ کے علماء کی مولانا یعقوب نانوتوی کے ساتھ اس موضوع پر اچھی خاصی بحث ہوئی لیکن وہ مولانا یعقوب نانوتوی کو اپنے فتوائے تکفیر کی تائید کے لیے قائل نہ کر سکے.

(اس سے کچھ حضرات نے یہ دعوی کیا ہے کہ چونکہ لدھیانہ کے علماء نے مولانا یعقوب نانوتوی کو ثالث اور حکم تسلیم کر لیا تھا اس لیے ان کا فیصلہ قبول کرنا ان پر لازمی تھی لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ اس کے بعد لدھیانہ کے علماء نے مرزا قادیانی کے خلاف اپنے فتوائے تکفیر سے رجوع کر لیا تھا) .

دوسرا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ: اگر واقعی لدھیانہ کے ان علماء نے سنہ 1884ء میں مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا تو وہ فتویٰ پیش کیا جائے کہاں ہے؟ تاکہ ہم دیکھیں کہ کن دلائل کی بنیاد پر وہ فتویٰ دیا گیا تھا، اور وہ فتویٰ درست تھا یا نہیں؟.

(اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ چونکہ شائع شدہ ایسا کوئی فتویٰ آج دستیاب نہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ ایسا کوئی فتویٰ ہی نہیں دیا گیا تھا).

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے تو یہ بات مولانا محمد حسین بٹالوی نے بھی اپنے اسی ریویو میں زیر عنوان "نوٹ—لائق توجہ گورنمنٹ" یوں ذکر کی ہے:

"اس انکار و کفران پر باعث لودھیانہ کے بعض مسلمانوں کو تو صرف حسد و عداوت ہے جس کے ظاہری دو سبب ہیں. ایک یہ کہ ان کو اپنی جہالت (نہ اسلام کی ہدایت) سے گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد و بغاوت کا اعتقاد ہے، اور اس کتاب (یعنی "براہین احمدیہ"_ناقل) میں اس گورنمنٹ سے جہاد و بغاوت کو ناجائز لکھا ہے لہٰذا وہ لوگ اس کتاب کے مؤلف کو منکر جہاد سمجھتے ہیں اور از راہ تعصب و جہالت اس کے بغض و مخالفت کو اپنا مذہبی فرض خیال کرتے ہیں مگر

چونکہ وہ گورنمنٹ کے سیف واقبال کے خوف سے علانیہ طور پر ان کو منکر جہاد نہیں کہہ سکتے نہ عام مسلمانوں کے روبرو اس وجہ سے ان کو کافر بنا سکتے ہیں لہٰذا وہ اس وجہ کفر کو دل میں رکھتے ہیں اور بجز خاص اشخاص (جن سے ہم کو یہ خبر پہنچی ہے) کسی پر ظاہر نہیں کرتے، اور اس کا اظہار دوسرے لباس و پیرایہ میں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں فلاں فلاں امور کفریہ (دعوی نبوت اور نزول قرآن اور تحریف آیات قرآنیہ پائی جاتی ہیں) اس لئے اس کا مؤلف کافر ہے۔ موقع جلسہ دستار بندی مدرسہ دیوبند پر یہ حضرات بھی وہاں پہنچے اور لمبے لمبے فتوئے تکفیر مؤلف براہین احمدیہ کے لکھ کر لے گئے اور علماء گنگوہ و دیوبند وغیرہ سے ان پر دستخط و مواہیر ثبت کرنے کے خواستگار ہوئے مگر چونکہ وہ کفران کا اپنا خانہ ساز کفر تھا جس کا کتاب براہین احمدیہ میں کوئی اثر نہ پایا جاتا تھا لہٰذا علماء دیوبند و گنگوہ نے ان فتوؤں پر مہر دستخط کرنے سے انکار کیا اور ان لوگوں کو تکفیر مؤلف سے روکا۔ اور کوئی ایک عالم بھی ان کا اس تکفیر میں موافق نہ ہوا جس سے وہ بہت ناخوش ہوئے اور بلا ملاقات وہاں سے بھاگے اور **کأنھم حمر مستنفرۃ فرّت من قسورۃ** کے مصداق بنے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 170 حاشیہ)

قارئین محترم! مولانا محمد حسین بٹالوی کے اس اقتباس سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

1) لدھیانہ کے علماء نے جو مرزا قادیانی کی تکفیر کی اس کی وجہ ان کا مرزا کی ذات سے بغض و حسد ہے۔
2) اس بغض و حسد کی ایک وجہ یہ ہے کہ لدھیانہ کے یہ علماء انگریزی حکومت کے خلاف جہاد اور اس سے بغاوت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔
3) ان کا انگریزی حکومت کے خلاف جہاد اور اس سے بغاوت کا یہ اعتقاد ان کی جہالت پر مبنی ہے۔
4) چونکہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب "براہین احمدیہ" میں انگریز کی حکومت کے خلاف جہاد اور اس کے خلاف بغاوت کو ناجائز لکھا ہے اس لیے یہ لدھیانہ کے علماء مرزا کو منکر جہاد سمجھتے ہیں۔
5) اصل میں مرزا پر کفر کا فتویٰ لگانے کی یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک مرزا منکر جہاد ہے، لیکن وہ انگریزی حکومت سے ڈرتے ہیں اس لیے کھل کر مرزا کو منکر جہاد نہیں کہہ سکتے بس خاص خاص لوگوں سے یہ بات

کرتے ہیں، اور مرزا کو کافر بتانے کے لیے بظاہر یہ کہتے ہیں کہ چونکہ براہین احمدیہ میں فلاں فلاں کفریہ امور پائے جاتے ہیں اس لیے اس کا مصنف (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) کافر ہے.

6) یہ حضرات مدرسہ دیوبند کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر وہاں کے علماء سے مرزا کے خلاف لکھے اپنے لمبے لمبے فتوائے تکفیر لکھ کر ساتھ لے گئے اور وہاں کے علماء سے ان فتوؤں کی تائید کے گزارش کی لیکن وہاں کے علماء نے ان کے ان فتوؤں پر دستخط کرنے سے انکار کیا.

7) اس بات سے یہ حضرات بہت ناخوش ہوئے اور بلاملاقات وہاں سے بھاگ آئے.

8) مولانا بٹالوی نے ان علماء لدھیانہ کو "**حمر مستنفرة**" (بدکے ہوئے گدھوں) کے ساتھ تشبیہ دی.

غور فرمائیں! اس تحریر میں مولانا بٹالوی نے ان لدھیانوی علماء پر سخت تنقید کی حتی کہ انہیں بدکے ہوئے گدھوں کے ساتھ تشبیہ بھی دی لیکن یہ کہیں بھی لکھا کہ "اس کے بعد لدھیانہ کے علماء نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا" بلکہ یہ لکھا ہے کہ "جب ان حضرات کے فتوے کی تائید وہاں کسی نے نہ کی تو یہ وہاں سے ناراض ہو کر بلاملاقات واپس بھاگ آئے"، یہ ناراضگی کس بات پر تھی؟ظاہر ہے اس بات پر کہ یہ حضرات اپنے موقف پر قائم تھے کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں کفریہ باتیں لکھی ہیں اور چونکہ وہاں کے علماء نے احتیاط کے پیش نظر ان کے فتوے سے اتفاق نہ کیا تو یہ ناراض ہو کر واپس آ گئے، اگر ان حضرات نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا ہوتا تو پھر ناراض ہو کر واپس بھاگنے کا کیا معنیٰ؟.

آیئے اب یہی واقعہ ان کے قلم سے پڑھتے ہیں جن کے بارے میں یہ لکھا گیا ہے، یعنی لدھیانہ کے ان علماء کے قلم سے جو اپنے فتوے کی تائید کے لیے مدرسہ دیوبند گئے تھے، ان کے مطابق مولانا یعقوب نانوتوی (رح) نے بحث کے بعد مرزا قادیانی کے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ :

"میں اس شخص (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) کو اپنی تحقیق میں غیر مقلد جانتا ہوں، اور آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، کیونکہ آپ اس کے کل حالات سے بسبب قریب الوطن ہونے کے واقف ہیں اور نیز آپ نے اس کی کتاب براہین کی ہر چہار جلد کو دیکھ لیا ہے".

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 26 طبع جدید)

نوٹ: یہ بات ذہن میں رہے کہ اس زمانے میں "غیر مقلد" ایسے شخص کو کہا جاتا تھا جو بے دین یا نیچری قسم کا ہو جیسا کہ سر سید تھا، آج کل کی طرح اہل حدیث کو نہیں کہا جاتا تھا، جس کی تائید میں معروف اہل حدیث عالم اور شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی صاحب کا حوالہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے جس میں آپ نے لکھا ہے کہ:

"مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بریلوی حنفی ظاہر کرتے تھے، لیکن حقیقت میں وہ حنفی بھی نہ تھے، اہلحدیث تو کیا ہوئے، البتہ غیر مقلد ہو سکتے ہیں، کیونکہ وہ نہ فقہ حنفی کے پابند تھے نہ وہ صحابہ و تابعین اور ائمہ سلف کی روش پر چلنا پسند کرتے تھے".

(تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ رح کی تجدیدی مساعی، صفحہ 221)

اب دیکھیں ایک اہل حدیث عالم مرزا قادیانی کے بارے میں لکھ رہے ہیں کہ وہ حقیقت میں نہ حنفی تھا اور نہ ہی اہل حدیث، البتہ غیر مقلد ہو سکتا ہے... جس سے معلوم ہوا کہ اس وقت "غیر مقلد" اہل حدیث کو نہیں کہا جاتا تھا لہٰذا مولانا یعقوب نانوتوی (رح) کی "غیر مقلد" سے مراد بھی ایسا شخص تھا جو بے دین یا نیچری ہو.

الغرض! لدھیانہ کے ان علماء کے مطابق، مولانا یعقوب نانوتوی نے ان سے یہ کہا تھا کہ میں آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا کیونکہ آپ اس کے علاقے کے قریب پنجاب میں رہتے ہیں (جبکہ دیوبند صوبہ یوپی میں واقع ہے) اور پھر آپ حضرات نے اس کی کتاب براہین کے چاروں حصے پڑھے ہیں (جب کہ مولانا یعقوب نانوتوی نے کتاب نہیں پڑھی تھی_ناقل).

مولانا ابو القاسم رفیق دلاوی (رح) نے مولانا رشید احمد گنگوہی (رح) اور مولانا یعقوب نانوتوی (رح) کی علماء لدھیانہ کے ساتھ ہوئی اسی بحث کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"مولانا یعقوب نے فرمایا کہ میں غلام احمد کو اپنی تحقیق میں ایک آزاد خیال لامذہب جانتا ہوں، اور چونکہ آپ (یعنی علماء لدھیانہ_ناقل) قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالت سے بخوبی واقف ہیں اس کی کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، اس کے علاوہ آپ نے اس شخص کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی ہے اور میں نے اور مولانا رشید احمد صاحب نے اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا".. (آگے لکھا ہے کہ) .."بہر حال مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ مولانا یعقوب ہم سب میں بڑے ہیں، جو کچھ یہ فرمائیں گے مجھے بسر و چشم قبول ہوگا"

(رئیس قادیان، صفحہ 379،380)

پھر اسی فتاویٰ قادریہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ بعد میں مولانا یعقوب نانوتوی نے بذریعہ ڈاک مندرجہ ذیل تحریر لکھ کر بھی لدھیانہ کے ان علماء کو بھیجی تھی:

"یہ شخص (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) میری دانست میں غیر مقلد (یعنی بے دین اور نیچری_ناقل) معلوم ہوتا ہے اور اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے اور نیز اس شخص نے کسی اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا معلوم نہیں اس کو کس روح سے انسیت ہے"

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 27)

یاد رہے! اسی فتاویٰ قادریہ کی ابتداء میں ان لدھیانوی علماء نے صاف طور پر لکھا ہے کہ:

"مرزا قادیانی نے شہر لدھیانہ میں آکر 1301 ہجری میں دعوی کیا کہ میں مجدد ہوں"

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 7)

اس کے بعد آگے لکھا ہے کہ:

"جس روز قادیانی شہر لدھیانہ میں وارد ہوا تھا راقم الحروف اعنی محمد و مولوی عبد اللہ صاحب و مولوی اسماعیل صاحب نے براہین کو دیکھا تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے اور لوگوں کو قبل از دوپہر اطلاع کردی گئی کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے۔برعکس نہند نام زندگی کافور۔اور گردونواح کے شہروں میں فتوے لکھ کر روانہ کیے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے اس کی کتاب کو کوئی خرید نہ کرے"

(فتاویٰ قادریہ، صفحہ 9 طبع جدید)

قارئین محترم! یہ ان حضرات کا بیان ہے جن کی ہم بات کر رہے ہیں، کیا ان کے اپنے بیان کے بعد کسی اور کے بیان کی حاجت باقی رہ جاتی ہے؟ کیا ان حضرات نے کہیں یہ لکھا یا کہا کہ "ہم نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا"؟ اگر ایسی بات ہوتی تو سب سے پہلے مولانا بٹالوی ان کے رجوع کا ذکر کرتے کہ بٹالوی صاحب سنہ 1857ء کی جنگ آزادی کے وقت سے ان حضرات کے خلاف لکھتے رہے تھے اور ان حضرات کو گورنمنٹ انگریزیہ کا باغی اور غدار ثابت کرتے رہے تھے (یہ بات پہلے بیان ہو چکی کہ بٹالوی صاحب انگریزی حکومت کے خلاف جنگ اور اس کی بغاوت کو ناجائز سمجھتے تھے، اسی لیے وہ لدھیانہ کے ان علماء کے ساتھ پہلے سے چپقلش رکھتے تھے)۔

اس کو دوسری طرح یوں سمجھیں کہ جب سنہ 1891ء میں مولانا بٹالوی کا مرزا قادیانی کے بارے میں حسن ظن ختم ہوگیا اور انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر شائع کیا تو اس کے بعد ان کے اور مرزا قادیانی کے درمیان ایک قسم کی تحریری جنگ شروع ہو گئی، بٹالوی صاحب مرزا کو "چھوٹے کاف" کے ساتھ "کادیانی" لکھتے تھے (جو کہ لفظ "کید" سے ہے) اور جواب میں مرزا قادیانی انھیں "بطالوی" لکھتا تھا (جو کہ "باطل" کی طرف اشارہ تھا)، حتی کہ عدالت میں ایک کیس کے دوران سنہ 1899ء میں (یعنی مولانا بٹالوی کی طرف سے فتوائے تکفیر کی اشاعت کے تقریباً 8 سال بعد) گورداسپور کے ضلعی مجسٹریٹ مسٹر جے ایم ڈوئی نے مرزا قادیانی اور مولانا بٹالوی دونوں سے ایک اقرار نامے پر دستخط کروائے کہ آئندہ وہ دونوں ایک دوسرے کو دجال اور کاذب اور کافر نہیں کہیں گے، اور نہ ہی مرزا قادیانی، بٹالوی صاحب کو "بطالوی" لکھے گا اور نہ ہی بٹالوی صاحب، مرزا کو "کادیانی" لکھیں گے.. اور مولانا بٹالوی نے اس اقرار پر خود دستخط کیے (جس میں تھا کہ میں آئندہ مرزا کو کافر اور دجال اور کاذب نہیں کہوں گا).
(نوٹ: جس کی تاویل تین سال بعد مولانا بٹالوی نے یہ کی تھی کہ اس سے مراد تھا کہ مباحثے کے دوران اسے کافر نہیں لکھوں گا، یہ مطلقاً کافر نہ لکھنے کا اقرار نہیں تھا... یہاں ہماری زیر بحث یہ تاویل نہیں).

لیکن ہوا یہ کہ اس واقعہ کو مرزا قادیانی نے مولانا بٹالوی کا اپنے فتوائے تکفیر سے رجوع بنا کر پیش کیا، چنانچہ وہ اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں لکھتا ہے:
"ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اپنے حکم 24 فروری 1899ء میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے کہ وہ آئندہ مجھے دجال اور کافر اور کاذب نہیں کہے گا اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہیں لکھے گا، اور اس نے عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ آئندہ وہ مجھے کسی مجلس میں کافر نہیں کہے گا اور نہ میرا نام دجال رکھے گا اور نہ لوگوں میں مجھے جھوٹا اور کاذب کر کے مشہور کرے گا. اب دیکھو کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اس کا کہاں گیا جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے طیار کیا تھا اگر وہ اس فتویٰ دینے میں راستی پر ہوتا تو اس کو حاکم کے روبروئے یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے اس لئے میں اس کو کافر کہتا ہوں اور دجال بھی ہے اس لیے میں اس کا نام دجال رکھتا ہوں اور یہ شخص واقعی جھوٹا ہے اس لئے میں اس کو جھوٹا کہتا ہوں، (آگے مرزا قادیانی اپنے بارے میں کہتا ہے_ناقل) میں خدا تعالی کے فضل اور کرم سے اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقائد پر قائم

ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کرلیا اور حکام کے سامنے اقرار کردیا کہ میں آئندہ ان کو کافر نہیں کہوں گا اور نہ ان کا نام دجال اور کاذب رکھوں گا".

(تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 431 تا 432)

نوٹ: شاید کوئی کہے کہ یہ تو مرزا قادیانی کا بیان ہے کہ مولانا بٹالوی نے ایسے کسی اقرار نامے پر دستخط کیے تھے، اور ہمیں مرزا کے بیان پر اعتماد نہیں کہ وہ ایک جھوٹا تھا، تو یاد رہے کہ خود مولانا بٹالوی نے اپنے اشاعۃ السنۃ نمبر 4 جلد 19 کے صفحہ 100 تا 102 پر یہ اقرار نامہ مکمل نقل کیا ہے اور پھر صفحہ 103 پر لکھا ہے کہ:

"اسی مضمون کے اقرار نامے پر مجھ سے بھی دستخط کروائے گئے.... میں اس اقرار نامے کے مطابق عمل کرونگا اور اس پر دوستوں کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بھی اس پر کاربند رہیں".

(یہ مکمل اشاعۃ السنۃ بھی ہمارے پاس موجود ہے)

قارئین محترم! اب عرض ہے کہ اگر کسی کا اپنے فتوے سے رجوع ہی ثابت کرنا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کیا تحریری رجوع ہو سکتا ہے؟ اور مرزا قادیانی نے بھی مولانا بٹالوی کو اس اقرار نامے کی وجہ سے اپنے سابقہ فتوے سے رجوع کا الزام دیا، اور پھر مرزا قادیانی نے اپنے حریف مولانا بٹالوی پر اسی اقرار نامے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ ان کا وہ فتویٰ کیا ہوا جس میں انہوں نے مجھے کافر لکھا تھا؟ (نوٹ: واضح ہو کہ یہ جو کچھ عرض کیا گیا یہ صرف علماء لدھیانہ پر یہ الزام لگانے والوں کے لیے بطور الزام لکھا گیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے اپنے فتوائے کفر سے رجوع کرلیا تھا، ہمارا مقصد مولانا بٹالوی پر کسی قسم کا اعتراض کرنا نہیں).

تو بالفرض اگر لدھیانہ کے علماء کا بھی ایسا کوئی رجوع ہوتا تو پھر ان کا مولانا بٹالوی جیسا حریف جو سنہ 1857ء سے ان کے خلاف لکھ رہا تھا کیسے اس کا ذکر نہ کرتا؟؟

لہٰذا آج کچھ حضرات کا لدھیانہ کے علماء کے رجوع کا شوشہ چھوڑنا "مدعی سست اور گواہ چست" والے محاورے کے مطابق ہے.

اب آئیں ہم انہی علماء لدھیانہ سے ہی ثابت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فتوائے تکفیر سے کبھی بھی رجوع نہیں کیا تھا، اور یہ بات بھی ہمیں مولانا بٹالوی مرحوم کے اشاعۃ السنۃ میں ہی ملتی ہے، جب سنہ 1891ء میں مولانا بٹالوی کا مرزا قادیانی سے حسن ظن ختم ہوگیا اور وہ اس کی اصلیت جان گئے تو انہوں نے مرزا کے خلاف ایک فتویٰ لیا اور اس کی تائید میں ہندوستان کے بہت سے علماء سے بھی فتویٰ لیے، اسی سلسلے میں لدھیانہ کے انہی علماء کے پاس یہ فتویٰ تائید کے لیے پیش کیا گیا تو انہوں نے کیا جواب دیا؟ آیئے مولانا بٹالوی کے قلم سے ہی پڑھتے ہیں:

"بعض علماء و صوفیائے لودھیانہ —لودھیانہ کے مشہور مولویوں کے پاس یہ محتوی پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنا اشتہار 29 رمضان 1308 ہجری اس پر یہ عبارت لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیا.. یہ اشتہار ہماری طرف سے واسطے درج کرنے اس فتویٰ کے جو علماء ہندوستان نے مرزا غلام احمد کادیانی کی تکفیر وغیرہ کا دیا ہے شامل کیا جائے"..

(آگے مولانا بٹالوی لکھتے ہیں) ..

"وہ اشتہار چونکہ بہت طویل ہے اس لیے اس کے صرف چند فقرات اس مقام میں نقل کیے جاتے ہیں- چونکہ ہم نے فتویٰ سنہ 1301 ہجری میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا. یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعوی ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں، جب مرزا کادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا بعد میں عیسی موعود ہونے میں کلام شروع ہو گی، خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ اور جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے، جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں.. المشتہران: مولوی محمد و مولوی عبد اللہ و مولوی عبد العزیز سکنائے لدھیانہ"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 12 جلد 13 صفحہ 381)

مولانا بٹالوی مرحوم نے لدھیانہ کے ان علماء کی یہ تحریر من وعن شائع کر دی جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ "ہم نے سنہ 1301 ہجری میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی دعوی ہے" سنہ 1301 ہجری کی اگر عیسوی سنہ نکالی جائے تو وہ وہی 1884ء ہی بنے گی، اس تحریر پر مولانا بٹالوی

نے کوئی ایسا تبصرہ نہیں کیا کہ یہ بات غلط ہے، انہوں نے فتویٰ نہیں دیا تھا، یا انہوں نے بعد میں رجوع کرلیا تھا بلکہ مولانا بٹالوی نے کمال دیانت سے ان کی یہ بات نقل کردی کیونکہ انہیں علم تھا کہ ان حضرات نے یہ فتویٰ جاری کیا تھا اور اس سے رجوع نہیں کیا تھا ... نیز علماء لدھیانہ کے اسی بیان سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ انہوں نے اپنے سنہ 1301 ہجری والے فتوے سے کبھی رجوع نہیں کیا تھا.

اب علماء لدھیانہ کے اپنے بیان کے ہوتے ہوئے اور مولانا بٹالوی کے اس بیان کو بغیر کسی تبصرہ کے اپنے اشاعۃ السنۃ میں شائع کرنے کے بعد ہمیں کسی اور کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں کہ علماء لدھیانہ نے اپنے فتوے سے رجوع کرلیا تھا، ہاں جیسا کہ ہم نے پہلے متعدد بار ذکر کیا ہے کہ کسی ایک مسئلہ میں مختلف مفتیوں کے فتوے الگ الگ ہو سکتے ہیں، کسی کے سامنے مسئلہ کی ایسی جزئیات و تفاصیل ہوتی ہیں کہ وہ ان کے مطابق فتویٰ دیتا ہے اور کسی کے پاس جزئیات و تفاصیل نہیں ہوتیں اور وہ الگ فتویٰ دیتا ہے، یا کسی کے سامنے کسی مصنف کی کتاب موجود ہوتی ہے اور وہ اس کا تفصیلی مطالعہ کرتا ہے تو اس کا کتاب کے بارے میں فتویٰ الگ ہوتا ہے، اور کسی کے سامنے صرف کتاب کے چند اقتباسات ہوتے ہیں یا لوگوں کی بیان کردہ باتیں ہوتی ہیں تو اس کا فتویٰ الگ ہوتا ہے، اس لیے اگر دیوبند کے علماء یا کسی اور عالم نے اس وقت فتوائے کفر کی تائید کرنے میں جلدی نہیں کی تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ علماء لدھیانہ نے اپنے فتوے سے رجوع کرلیا تھا، بلکہ مولانا یعقوب نانوتوی صاحب (رح) نے تو صاف یہ فرمایا تھا کہ "میں آپ کو اس کی تکفیر سے منع نہیں کرتا" کیونکہ آپ اس کے حالات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور آپ نے اس کی کتاب کے چاروں حصوں کو بھی دیکھا ہے.

علاوہ ازیں یہ بحث بھی بے فائدہ ہے کہ علماء لدھیانہ نے جن وجوہ کی بنیاد پر اپنا فتویٰ دیا تھا وہ وجوہ غلط تھیں، لہٰذا ان کا فتویٰ غلط تھا، کیونکہ موضوع سخن مرزا کی وجوہ کفر نہیں بلکہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ کس نے دیا تھا... اور یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ یہ فتویٰ لدھیانہ کے ان علماء نے ہی دیا تھا جن کا ذکر مولانا بٹالوی نے بھی کیا ہے اور مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے اور وہ علماء لدھیانہ خود بھی اس کے مدعی ہیں، اور جن وجوہات کی بنیاد پر دیا تھا وہ وجوہ خود مولانا بٹالوی نے مختصراً اپنے ریویو میں ذکر بھی کردی تھیں، اور ان علماء

لدھیانہ کے مطابق مرزا کی تکفیر کے لیے یہ وجوہ کافی تھیں (اور بعد میں جب مرزا نے خود اپنے دعووں کی بنیاد اپنے انہی براہین احمدیہ میں درج الہامات کو قرار دیا تو پھر مولانا بٹالوی بھی اس بات سے متفق ہو گئے کہ براہین احمدیہ بھی مجموعہ کفریات کتابوں میں سے ایک ہے، جس کا حوالہ پہلے گزرا) .

ایک بد دیانتی

مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے جب سنہ 1891ء میں مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر ہندوستان کے بہت سے علماء کی تائید کے ساتھ شائع کیا تو اس میں علماء لدھیانہ کا بھی ذکر کیا اور ان کا وہ بیان بھی شائع کیا جو اوپر ذکر کیا گیا ہے، ہمارے پاس اشاعۃ السنۃ میں شائع ہونے والے اس فتویٰ کے دو مکمل نسخے (سکین) موجود ہیں ایک انڈیا آفس لائبریری لندن سے لیا گیا ہے اور دوسرا پاکستان میں موجود ایک لائبریری سے لیا گیا ہے، ان دونوں میں علماء لدھیانہ کا یہ بیان موجود ہے جو اوپر نقل کیا گیا، لیکن جب 1986ء میں لاہور کے ایک ادارے کی طرف سے یہی فتویٰ دوبارہ شائع کیا گیا تو ایک تو اس کا عنوان وہ نہیں رکھا گیا جو مولانا بٹالوی نے رکھا تھا (اگرچہ اس پر مصنف کا نام مولانا محمد حسین بٹالوی ہی لکھا ہے) مولانا بٹالوی نے اس کا نام رکھا تھا:

<u>"فتویٰ علماء پنجاب و ہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان"</u>

اور لاہور کے اس ادارے نے نام تبدیل کر کے یوں کر دیا:

<u>"پاک و ہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ"</u>

یہ نام اس لیے تبدیل کیا گیا کہ چونکہ 1884ء میں لدھیانہ کے بعض علماء کی طرف سے دیا گیا فتویٰ، مرزا قادیانی کے خلاف اولین کفر کا فتویٰ تھا اس حقیقت کا انکار آفتاب نصف النہار کے انکار کے مترادف تھا کیونکہ مولانا بٹالوی، علماء لدھیانہ اور حتی کہ خود مرزا قادیانی کے بیانات سے یہ بات ثابت شدہ تھی اور اس وقت کے کسی آدمی نے اس بات کا انکار نہیں کیا تھا کہ علماء لدھیانہ نے ایسا فتویٰ دیا تھا، نہ ہی مولانا بٹالوی مرحوم نے کبھی یہ دعوی کیا کہ "مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ میں نے دیا تھا" تو اب اس فتوے کے تقریباً سو سال بعد جب کچھ حضرات نے صرف مسلکی تعصب اور ضد کی وجہ سے یہ شوشہ چھوڑا کہ "لدھیانہ کے علماء نے کوئی فتویٰ نہیں دیا تھا بلکہ سب سے پہلا کفر کا فتویٰ وہ تھا جو سنہ 1891 میں مولانا بٹالوی نے شائع کیا تھا" تو وہ جانتے تھے کہ اور تو اور خود مولانا بٹالوی کے

بیانات بھی ان کے اس شوشے کو غلط ثابت کر رہے ہیں تو انہوں نے یہ چال چلی کہ مولانا بٹالوی کے فتوے کا عنوان تبدیل کرکے "اولین متفقہ فتویٰ" لکھا، تاکہ اگر کسی آدمی کو واقعی اشاعۃ السنۃ وغیرہ دستیاب ہو جائیں اور وہ یہ حقیقت جان لے کہ خود مولانا بٹالوی بار بار لکھتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کی تکفیر اس وقت کردی تھی جب ابھی اس کی پہلی کتاب "براہین احمدیہ" کے پہلے چار حصے منظر پر آئے تھے تو اس کا جواب ہم یوں دے سکیں کہ صاحب! ہم نے "اولین متفقہ فتویٰ" لکھا ہے، جبکہ لدھیانہ کے علماء کا فتویٰ متفقہ نہیں تھا بلکہ بہت سے دیگر علماء نے اس وقت ان کے فتوے کی تائید نہیں کی تھی، لہٰذا قارئین یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مولانا بٹالوی نے ہرگز اپنے شائع کردہ فتوے کو "مرزا قادیانی کے خلاف اولین فتوائے تکفیر" نہیں لکھا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مرزا کی تکفیر سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے کی تھی جس کی اس وقت مولانا بٹالوی نے کھل کھلا کر مخالفت کی تھی، اسی لیے مولانا بٹالوی نے بکمال دیانت اپنے فتوے میں علماء لدھیانہ کی اس تحریر کا خلاصہ بھی نقل کردیا تھا جس میں انہوں نے صاف طور پر یہ ذکر کیا تھا کہ "ہم تو مرزا کے کفر کا فتویٰ سنہ 1301 ہجری (یعنی 1884 عیسوی) میں ہی دے چکے تھے".

اور دوسری بددیانتی اپنے اس عنوان کو درست ثابت کرنے کے لیے یہ کی گئی کہ اصل فتوے سے علماء لدھیانہ کے بیان والا صفحہ ہی نکال دیا گیا جس میں علماء لدھیانہ کا یہ بیان تھا کہ "ہم نے تو سنہ 1301 ہجری میں ہی مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کردیا تھا"، یہ مسلکی تعصب کی ایک بدترین مثال ہے، کیونکہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ جس نے بھی دیا ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ آخر کار بعد میں مولانا بٹالوی جیسے لوگ جو ایک زمانے میں مرزا کی کتاب کا دفاع کرنے والوں میں تھے، اس بات سے متفق ہو گئے تھے کہ مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" میں واقعی کفریہ باتیں تھیں (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 15 صفحہ 8 حوالے پہلے گزرے) اور پھر ایک وقت آیا کہ تمام علماء اسلام اس کے کفر پر متفق تھے اور آج تک ہیں تو بھلا اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ صرف اس لیے کہ لدھیانہ کے وہ علماء چونکہ حنفی تھے اس لیے مولانا بٹالوی کے شائع شدہ فتوے سے ان کا نام ہی نکال دیا گیا؟.

میرے لیے اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ لاہور سے شائع ہونے والے اس فتوے پر "تصدیر" کے عنوان سے "مقدمہ" لکھنے والے بزرگ ایک معروف محقق ہیں اور ان کی مختلف موضوعات پر تحقیقی کتب کا میں نے مطالعہ کر رکھا ہے... لیکن افسوس کہ وہ بھی مسلکی تعصب سے نہ بچ سکے.

اس قسط کو شروع کرنے سے پہلے ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے.

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ اکابر علماء لدھیانہ (مولانا عبد القادر، مولانا سیف الرحمٰن، مولانا محمد، مولانا عبد العزیز، مولانا عبد اللہ اور ان کے ہم عصر علمائے لدھیانہ) اکابر علمائے دیوبند کے شاگرد تھے یا منتسبین میں سے ہیں یہ محض غلط فہمی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اکابر علمائے لدھیانہ نہ تو اکابر علمائے دیوبند کے شاگرد تھے اور نہ ہی منتسبین میں سے تھے بلکہ وہ خود ایک مکتب فکر کی حیثیت رکھتے تھے، براہ راست ان حضرات کو سند حدیث ولی اللہی خاندان سے حاصل ہے، یہ حضرات علمائے لدھیانہ جب تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے اس وقت تک تو دار العلوم دیوبند وجود میں ہی نہیں آیا تھا. (دیکھیں: انہی علماء لدھیانہ کے فرزند مولانا ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی کتاب "سب سے پہلا فتوائے تکفیر" صفحہ 28 اور اسی مصنف کی دوسری کتاب "تاریخ ختم نبوت" ، صفحہ 150) .

مرزا کی سب سے پہلے تکفیر کرنے والے مولانا محمد، مولانا عبد اللہ اور مولانا عبد العزیز صاحبان کے والد مولانا عبد القادر (جن کے نام کی طرف منسوب کرکے ان حضرات نے اپنے مجموعہ فتاویٰ کا نام "فتاویٰ قادریہ" رکھا) یہ مولانا عبد القادر بلاواسطہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ کے فرزند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے.

لہٰذا جو کچھ حضرات بار بار یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ "جن علماء لدھیانہ نے سنہ 1884 میں مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا، انہی کے بڑوں نے اس فتوے کو غلط بتا کر ان کی تردید کردی تھی، لہٰذا اس فتوے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی" وہ نہ جانے کس غلط فہمی یا مسلکی تعصب کا شکر ہیں، کیونکہ نہ تو ان علماء لدھیانہ نے اس وقت دیوبند کے ان علماء کی بات سے اتفاق کیا تھا اور نہ ہی انہوں نے اپنا موقف تبدیل کیا تھا اور نہ ہی ان پر یہ کرنا لازم تھا، جیسے مولانا بٹالوی نے ڈنکے کی چوٹ پر مرزا کی گمراہ کن کتاب "براہین احمدیہ" پر تائیدی ریویو لکھا جس کی تائید اس وقت کے کسی معروف عالم نے نہیں کی تھی... اور نہ اس سے اتفاق کیا تھا، حتیٰ کہ ایک وقت خود مولانا بٹالوی کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا کہ انہوں نے یہ بہت بڑی غلطی کی تھی اور براہین احمدیہ میں واقعی خرافات اور شیطانی الہامات تھے نیز یہ مرزا کی ان کتابوں میں سے ہے جو "مجموعہ کفریات" ہیں .. تو اب کوئی کہے کہ "چونکہ مولانا بٹالوی نے

براہین احمدیہ کی تائید کرکے غلطی کی تھی لہٰذا ثابت ہوا کہ انہوں نے سب سے پہلے مرزا کی کتاب براہین احمدیہ کی تائید میں کچھ لکھا ہی نہیں تھا" تو ایسی بات کرنے والے کو ہرگز" محقق" نہیں کہا جائے گا.

یا جیسا کہ میں نے پہلے اشارہ کیا کہ مولانا بٹالوی کھلم کھلا انگریزی حکومت کے حامی تھے اور اور غاصب انگریز کے خلاف جہاد اور بغاوت کو ناجائز سمجھتے تھے، جبکہ اسی زمانے کے دوسرے بہت سے بڑے بڑے علماء کا فتویٰ اس کے برعکس تھا وہ انگریز کو غاصب سمجھ کر اس کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیتے تھے اور بغاوت کو ناجائز نہیں سمجھتے تھے.. تو اب یہ کہا جائے کہ چونکہ اس بارے اس وقت کے علماء کا اختلاف تھا لہٰذا اس حقیقت کو بھی قبول نہ کیا جائے کہ مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی انگریزی حکومت کے شدید حامی تھے، تو یہ بھی احمقانہ سوچ ہوگی، تاریخی حقیقت اس طرح کی موشگافیوں سے تبدیل نہیں ہو سکتی.

اب آتے ہیں ہم دوسرے سوال کی طرف.

دوسرا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ اگر واقعی لدھیانہ کے ان علماء نے سنہ 1884ء میں مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا تھا تو وہ فتویٰ پیش کیا جائے کہاں ہے؟ تاکہ ہم دیکھیں کہ کن دلائل کی بنیاد پر وہ فتویٰ دیا گیا تھا، اور وہ فتویٰ درست تھا یا نہیں؟.

ایک صاحب نے یہ شوشہ ان الفاظ میں چھوڑا ہے کہ :

" 1884 میں تین علمائے لدھیانہ کا فتوی ایک متنازعہ فتویٰ ہے جس کی وجوہ تک معلوم نہیں استفتا پیش کرنے سے آپ عاجز ہیں اور اس فتوی کو پیش کرنا بھی آپ باعث شرم سمجھتے ہیں کیونکہ لدھیانہ کے علماء نے تکفیر کی ایک وجہ یہ بھی بتائی تھی کہ مرزا کو انگریزی زبان میں الہامات ہوتے ہیں اور جو بندہ انگریزی زبان بولتا یا سیکھتا ہے اسکے اندر سے ایمان نکل جاتا ہے اور گناہ اس سے چمٹ جاتا ہے، یہ بحث نہیں کہ 1884 والا فتویٰ پہلے تھا یا 1891 والا۔ بلکہ 1884 کے فتوی کفر کا استفتا پیش کریں تا معلوم ہو کن دلائل کے پیش نظر فتوی کفر دیا گیا ورنہ اس فتوی کی حیثیت بریلی کے فتووں سے زیادہ نہیں"

اور پھر ان صاحب نے انتہائی بددیانتی سے یہ بھی لکھ دیا کہ :

"پھر لدھیانوی بزرگوں کا اپنے فتوی سے رجوع اور آئندہ مرزا کے بارے بالکل چپ سادھ لی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہر لدھیانہ مرزا کے لیئے لقمہ تر بن گیا"

جہاں تک ان صاحب کے اس بہتان کا تعلق ہے کہ "لدھیانوی بزرگوں نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے چپ سادھ لی تھی" تو اس کا جواب تو ہم پہلے دے چکے ہیں کہ جب مولانا بٹالوی نے 1891 میں اپنے فتوے پر انہی حضرات کی تائید حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیا تو انہوں نے اپنا ایک اشتہار مولانا بٹالوی کو بھیج دیا تھا اور ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ "ہم نے تو مرزا کو 1301 ہجری (1884ء) میں ہی کافر قرار دے دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی موقف ہے"... تو اگر انہوں نے رجوع کیا ہوتا تو وہ ایسا کیوں لکھتے؟ اور اگر انہوں نے یہ غلط بیانی کی تھی تو مولانا بٹالوی نے ان کی اس بات پر کوئی تبصرہ کیوں نہ کیا؟، جب بٹالوی صاحب نے ان کے رجوع کا کہیں ذکر اذکار نہیں کیا اور نہ ہی مرزا قادیانی سمیت کسی اور نے کیا تو آج ایک صدی بعد پیدا ہونے والے محققین کی بات کو کیونکر قابل غور سمجھا جائے؟.

لیکن چونکہ کچھ لوگ دلائل کی بات نہیں سمجھتے اس لیے ان کے لیے ہم دوسرے الفاظ میں سمجھاتے ہیں... تو دوبارہ عرض ہے کہ:

مولانا بٹالوی نے جب فروری 1899 میں مرزا قادیانی کے ساتھ اس مشترکہ اقرار نامے پر دستخط کیے جس میں یہ اقرار کیا کہ "میں آج کے بعد مرزا قادیانی کو کفر، کاذب اور دجال نہیں کہوں گا" (جس کا حوالہ گزشتہ اقساط میں گزر چکا) تو اس کے بعد مولانا بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ کی اشاعت موقوف کر دی اور چھپ سادھ لی اور تین سال تک مرزا کے خلاف کچھ نہ لکھا... مولانا بٹالوی نے 1899 موقوفی کے بعد اشاعۃ السنۃ کو دوبارہ 1902 میں شائع کیا..

نیز یہ بھی یاد رہے کہ مولانا بٹالوی نے فروری 1899 میں اس اقرار نامے پر کسی کے مجبور کرنے پر دستخط نہیں کیے تھے بلکہ اپنی خوشی سے کیے تھے، چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں:

"فیصلہ واقرار نامہ منقولہ بالا کے مضمون پر مجھ سے بھی دستخط کرائے گئے ہیں اور میں نے اس فیصلے کو اپنی منشاء کے عین مطابق سمجھ کر بڑی خوشی سے اور فوراً دستخط کر دئے" (آگے لکھا) "میں نے اس وقت یہ خیال کیا کہ اگر میں ذرا بھی

تاسّل و توقف کروں گا تو مرزا کو ایک عذر اور بہانہ ہاتھ آجائے گا اور وہ بھی دستخط کرنے سے انکار کر جائے گا اور ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 104 و 105)

اور پھر اپنی بات یہاں ختم کی ہے کہ:

"اب بھی میرے دوست میرا کہا مانیں اور اس کو جانے ہی دیں جیسا کہ اس کو میں نے جانے دیا ہے اس کا نام زبان پر یا قلم پر نہ لاویں ہمارے اس بیان سے ناظرین کو معلوم ہو گا کہ ہم ان مرزا کو کیوں چھوڑا"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 108 و 109)

تو کیا مولانا بٹالوی کا اس اقرار نامے پر اپنی خوشی سے دستخط کرنا کہ "میں آج کے بعد مرزا کو کافر، کاذب اور دجال نہیں کہوں گا" اور پھر اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرنا کہ اب مرزا کا نام بھی اپنی زبان اور قلم پر نہ لایا جائے، اور پھر اس اقرار کے بعد تقریباً تین سال تک اشاعۃ السنۃ کو ہی موقوف کر دینا.. کیا یہ سب اس بات کی دلیل نہیں بن سکتے کہ مولانا بٹالوی نے اپنے شائع کردہ "متفقہ فتوے" سے صرف آٹھ سال بعد ہی رجوع کر لیا تھا؟؟ کیا اس سے زیادہ واضح اور صریح "رجوع" کوئی اور ہو سکتا ہے؟؟ کیا آپ اپنے فریق مخالف کو اجازت دیں گے کہ وہ اس عدالتی اقرار کو بنیاد بنا کر یہ دعوی کرے کہ مولانا بٹالوی نے اپنے سابقہ فتوے سے رجوع کر لیا تھا؟.

ساز خاموش ہے فریاد سے معمور ہیں ہم
نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم

جب کہ دوسری طرف 1884ء سے آج تک کوئی محقق یہ ثابت نہیں کر سکا اور نہ ہی قیامت تک ثابت کر سکتا ہے کہ لدھیانہ کے علماء نے اپنے 1884 والے فتوے سے کہیں اپنا رجوع کرنا بیان کیا ہو، یا کسی ایسے اقرار نامے پر دستخط کیے ہوں کہ وہ آئندہ مرزا کو کافر نہیں لکھیں گے، بلکہ ان کا موقف 1891 میں بھی وہی رہا جو 1884 میں تھا اور ان کا یہ موقف خود مولانا بٹالوی نے اپنے اشاعۃ السنۃ میں شائع بھی کر دیا تھا.

اس لیے صرف مسلکی تعصب کی وجہ سے ان علماء پر یہ بہتان لگانا کہ انہوں نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا سراسر زیادتی ہے.

اب ہم آتے ہیں ان صاحب کی اس بات کی طرف کہ:

"علمائے لدھیانہ کا فتوی ایک متنازعہ فتویٰ ہے جس کی وجہ تک معلوم نہیں استفتا پیش کرنے سے آپ عاجز ہیں اور اس فتوی کو پیش کرنا بھی آپ باعث شرم سمجھتے ہیں کیونکہ لدھیانہ کے علماء نے تکفیر کی ایک وجہ یہ بھی بتائی تھی کہ مرزا کو انگریزی زبان میں الہامات ہوتے ہیں اور جو بندہ انگریزی زبان بولتا یا سیکھتا ہے اسکے اندر سے ایمان نکل جاتا ہے اور گناہ اس سے چمٹ جاتا ہے"

ان چار سطروں میں موصوف نے مندرجہ ذیل دعوے کیے ہیں:

1) علمائے لدھیانہ کا فتویٰ ایک متنازعہ فتویٰ تھا.
2) اس فتوے کی وجوہ معلوم نہیں.
3) اس فتوے کا "استفتاء" کسی نے پیش نہیں کیا.
4) اس فتوے کو پیش کرنا ہم باعث شرم سمجھتے ہیں.
5) علمائے لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کی ایک وجہ یہ بھی بتائی تھی کہ مرزا کو انگریزی میں الہام ہوتے ہیں.. الخ.

اب جواب سنیے!

اگر تو چودہ صدیوں میں آج تک دنیا کے کسی بھی مفتی نے جو بھی فتویٰ دیا ہے اس پر اس وقت کے تمام مفتیان کا اتفاق ہوا ہے اور کبھی بھی دو یا دو سے زیادہ مفتیان کا کسی بھی فتوے پر کوئی کوئی اختلاف نہیں ہوا تو پھر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی بھی فتویٰ اس وقت تک فتویٰ نہیں ہوتا جب تک وہ اس زمانے کے تمام علماء کا متفقہ نہ ہو، لیکن اگر بات ایسی نہیں، بلکہ کسی بھی فتوے کے "فتویٰ" ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس پر وقت کے تمام علماء کا اتفاق ہو تو پھر اس موشگافی کا کیا مطلب کہ "علمائے لدھیانہ کا فتویٰ ایک متنازعہ فتویٰ تھا"؟؟؟ کیا مولانا بٹالوی کا "براہین احمدیہ" کی تائید میں اپنے اشاعۃ السنۃ کے پانچ نمبر لکھنا "متفقہ" اقدام تھا؟ کیا ان کے اس ریویو کی تائید کسی دوسرے مستند عالم نے کی تھی؟.

کیا آج بھی مثال کے طور پر انہی محقق صاحب کے ہم مسلک علماء میں شیعہ کے بارے میں اختلاف نہیں پایا جاتا؟ اور ہر ایک فریق کے اپنے دلائل نہیں؟

رہی دوسری بات کہ "علمائے لدھیانہ کے فتوے کی وجہ معلوم نہیں" تو کاش ان محقق صاحب نے مولانا بٹالوی کا ریویو پڑھ لیا ہوتا، اس میں مولانا بٹالوی نے علمائے لدھیانہ کے فتوے کی وجہ بیان کی ہیں (جو میں پہلے ذکر کرچکا ہوں) اور پھر مختصراً ذکر کردیتا ہوں، مولانا بٹالوی نے لکھا تھا:

""اور فریق دوم (لودھانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مؤلف (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) نے پیغمبری کا دعوی کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے..."

(اشاعۃالسنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 172)

اس کے بعد مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتاب براہین احمدیہ سے پوری 11 آیات قرآنیہ نقل کی ہیں (مثلاً: "**قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني**" .. اور "**انا اعطيناك الكوثر**".. اور "**ياأيها المدثر قم فانذر**".. اور "**انا فتحنالك فتحاً مبينا**" اور "**يا آدم اسكن انت وزوجك الجنة**" .. اور "**يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي**" وغیرہ) جن کے بارے میں مرزا نے یہ لکھا تھا کہ یہ اس پر الہام ہوئی ہیں... آگے مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

"اس قسم کی بیسیوں آیات اور ہیں جس کے مورد نزول ہونے کا مؤلف کو دعوی ہے، علاوہ براں بہت سے عربی و انگریزی فقرات ایسے اس کتب میں درج ہیں جن سے مؤلف کا دعوی نبوت مترشح ہوتا ہے جیسے یہ فقرات (عربی زبان میں)..**انت وجيه في حضرتي اخترتك لنفسي ... انا انزلناه قريباً من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل** .. ان آیات و فقرات کو دیکھ کر فریق کفر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مؤلف کتاب ان آیات قرآنی کا جو انبیاء کے شان و خطاب میں وارد ہیں اپنے آپ کو مخاطب ٹھہراتا ہے اور ان کمالات کا (جو ان آیات یا ان عربی فقرات میں مذکور اور وہ انبیاء سے مخصوص ہیں) محل ہونے کا مدعی ہے پھر اس کے دعوائے نبوت میں کیا کسر رہی"

(آگے لکھا) "ان ان دلائل تکفیر و انکار کے علاوہ فریقین ان الہامات پر کئی اعتراضات بھی کرتے ہیں جن سے ان الہامات کا غلط اور ناقابل اعتبار ہونا ثابت ہو"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحات 172 تا 174)

اب یہاں دو باتیں ہو سکتی ہیں، یا تو واقعی مولانا بٹالوی کے سامنے علمائے لدھیانہ کے فتوائے تکفیر کی یہ وجوہات آئی تھیں جو انہوں نے ذکر کردیں، یا علمائے لدھیانہ نے اپنے فتوے کی کسی قسم کی کوئی وجوہ بیان نہیں کی تھیں اور مولانا بٹالوی نے ان کی طرف یہ جھوٹ منسوب کردیا کہ وہ ان وجوہ کی بناء پر مرزا کی تکفیر کرتے ہیں .. ہمارے محقق صاحب ان دونوں باتوں میں جو پسند کریں وہ لکھ دیں .

اور پھر مزے کی بات یہ کہ یہ محقق صاحب پہلے یہ لکھتے ہیں کہ :

"جس کی وجوہ تک معلوم نہیں" ...

اور پھر صرف دو سطر پر لکھتے ہیں کہ :

" لدھیانہ کے علماء نے تکفیر کی ایک وجہ یہ بھی بتائی تھی کہ مرزا کو انگریزی زبان میں الہامات ہوتے ہیں اور جو بندہ انگریزی زبان بولتا یا سیکھتا ہے اسکے اندر سے ایمان نکل جاتا ہے اور گناہ اس سے چمٹ جاتا ہے"

یہ عجیب تضاد ہے کہ ، ان محقق صاحب کے بقول جب علمائے لدھیانہ کے فتوے کے وجوہات نا معلوم تھیں تو ان صاحب کو یہ وجہ کہاں سے معلوم ہوئی؟ یہ وجہ کہاں لکھی ہے؟ یا ان پر بھی مرزا قادیانی کی طرح کوئی الہام ہوا ہے کہ علمائے لدھیانہ نے ایک وجہ یہ بھی بتائی تھی؟؟ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے؟ .

پھر فرماتے ہیں کہ "اس فتوے کا استفتاء کسی نے پیش نہیں کیا" ، یعنی موصوف کے نزدیک کوئی عالم یا مفتی صرف اسی وقت فتویٰ دے سکتا ہے جب اس کے سامنے لکھا ہوا استفتاء پیش کیا جائے، ورنہ وہ چاہے اپنے سامنے کوئی بھی گمراہی دیکھے ، یا اس کے سامنے کوئی ایسی کتاب آئے جس میں کفریات ہوں تو اسے کوئی حق نہیں کہ وہ لوگوں کو اس گمراہی یا کتاب کے بارے میں کوئی فتویٰ دے.... واہ کیا عجیب تحقیق ہے .

آگے فرماتے ہیں کہ "اس فتوی کو پیش کرنا بھی آپ باعث شرم سمجھتے ہیں" ، ارے صاحب ! ہم اگر اس فتوے کو پیش کرنا باعث شرم سمجھتے ہوتے تو آج اس تاریخی حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے ہمیں اتنی لمبی چوڑی تحریر

لکھنی پڑتی؟ہاں شاید آپ کا اشارہ آپ کے ہم مسلک ان لوگوں کی طرف ہے جنہوں نے مولانا بٹالوی مرحوم کے فتوے کو جب تقریباً سو سال بعد دوبارہ لاہور سے شائع کیا تو شرم کے مارے اس فتوے سے ان لدھیانوی علماء کی تحریر کو حذف کردیا... کیونکہ اگر وہ اسے باقی رکھتے تو یہ یقیناً ان کے لیے باعث شرم ہوتا.

ہم توڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ لدھیانہ کے انہی علماء نے دیا تھا،اس میں شرم کیسی؟اب اس فتوے کی وجوہات وہی تھیں جو مولانا بٹالوی نے بیان کی ہیں... اور وقت نے ثابت کیا کہ یہ وجوہات صحیح تھیں کیونکہ خود براہین احمدیہ کے مصنف مرزا قادیانی نے بعد میں اقرار کیا کہ میرے دعووں کی بنیاد وہی براہین احمدیہ میں درج شدہ الہامات ہی ہیں اور واقعی ان الہامات میں میرا نام عیسی رکھا گیا،اور احمد و محمد رکھا گیا تھا.

قارئین کرام! میں بار بار اس بات کو دہرا چکا ہوں کہ میرے اس مضمون کا موضوع ہرگز یہ نہیں کہ مرزا قادیانی کا پیدائشی فقہی مسلک کیا تھا؟ یا ہوش سنبھالنے کے بعد وہ کس فقہی مسلک کا پیروکار تھا، میں نے تو صاف طور پر متعدد بار لکھا ہے کہ میرے نزدیک مرزا قادیانی ایک لادین اور نیچری قسم کا شخص تھا، اس کے اپنے اصول حدیث تھے اسی طرح وہ اپنے آپ کو آزاد خیال تصور کرتا تھا، کسی مسئلے میں کسی فقہی مسلک پر عمل کرتا تھا تو کسی دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے فقہی مسلک پر عمل پیرا تھا، اس لیے میرے اس مضمون کا مقصد صرف اور صرف مرزا قادیانی کی پہلی کتاب "براہین احمدیہ" کی اشاعت کے وقت کے حالات کو اس وقت کے اہل عصر علماء کی تحریروں سے بیان کرنا ہے اور بس... لہٰذا یہ ایک تاریخی مضمون ہے نہ کہ کسی مکتب فکر یا مسلک کے خلاف، اور اس مضمون میں اکثر مواد میں نے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے اشاعۃ السنۃ سے ہی نقل کیا ہے (جس کے مکمل سکین میں نے انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیے ہے) اور جو حالات اس وقت کے انہوں نے بتائے ہیں انہی کو بنیاد بنایا ہے، اگر میرے اندر مسلکی تعصب ہوتا تو میں کبھی بھی مولانا بٹالوی مرحوم کی تحریرات سے استدلال نہ کرتا.

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ میں مرزا قادیانی، مولانا محمد حسین بٹالوی اور اس وقت کے علماء لدھیانہ (خاندان مولانا عبد القادر لدھیانوی تلمیذ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم) کا ذکر کرتا ہوں تو کچھ دوست میرے سامنے دیوبند کے علماء کا ذکر لے آتے ہیں، جبکہ اس وقت علماء لدھیانہ کا خاندان اگرچہ حنفی مقلد تھا لیکن ایک الگ مکتب فکر کی حیثیت رکھتا تھا، نہ ہی انہوں نے دیوبند میں تعلیم حاصل کی تھی اور نہ ہی وہ دیوبند کے منتسبین میں سے تھے، لیکن جب میں مولانا بٹالوی، مرزا قادیانی اور خود ان علماء لدھیانہ کے حوالے سے پیش کرتا ہوں کہ 1884ء میں مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلا فتوائے کفر ان علماء لدھیانہ نے دیا تھا تو اس کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ دیوبند کے علماء نے ان کے فتوے کی تائید نہیں کی تھی.

میں کہتا ہوں کہ مولانا بٹالوی نے اپنے اشاعۃ السنۃ میں ان لدھیانوی علماء کے بارے میں صاف لکھا ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی، نیز مولانا بٹالوی نے ان وجوہ کا بھی صریح طور پر ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے ان

لدھیانوی علماء کے نزدیک مرزا کی تکفیر کی گئی تھی اور پھر مولانا نے ان وجوہ کا اپنی طرف سے جواب بھی دینے کی کوشش کی ہے... تو جواب یہ دیا جاتا ہے کہ لدھیانہ کے ان علماء نے اپنے فتوے کی کوئی وجہ بیان نہیں کی تھی.

اور جب تمام دستاویزی ثبوت اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ واقعی لدھیانہ کے ان علماء نے ہی سب سے پہلے مرزا قادیانی کی تکفیر (سنہ 1884ء) میں کردی تھی اور اس کا انکار ممکن نہیں رہتا تو کچھ حضرات یہ دور کی کوڑی لاتے ہیں کہ : "لدھیانوی علماء کے اس فتوے کی بنیاد غلط تھی، انہوں نے مرزا کی تکفیر جن وجوہ کی بنیاد پر کی تھی ان وجوہ کی بنیاد پر مرزا پر کفر کا فتویٰ غلط بنتا ہے" .... جبکہ میرے مضمون کا مقصد اس پر بحث کرنا نہیں کہ لدھیانوی علماء نے جن وجوہ کی بنیاد پر مرزا کی تکفیر کی تھی وہ کسی دوسرے مفتی کے نزدیک کافی تھیں یا نہیں، میں نے صرف یہ ثابت کیا ہے کہ "علماء لدھیانہ نے جن وجوہ کی بنیاد پر مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی ان علماء کی دانست میں ان وجوہ کی بنیاد پر مرزا پر کفر کا فتویٰ درست تھا" ... کسی اور کی کیا رائے تھی؟ یا کسی اور نے احتیاط کے پیش نظر یا مرزا کے بارے میں سابقہ حسن ظن کی وجہ سے یا مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کا مطالعہ خود نہ کر سکنے کی وجہ سے ان علماء لدھیانہ کی تائید نہیں کی تو اس سے علماء لدھیانہ کے فتوے پر کیا اثر پڑا؟ کیا ایک ہی مسئلہ میں دو مفتیوں کا فتویٰ الگ الگ نہیں ہو سکتا؟.

اور جب ان مسلکی تعصب سے مجبور لوگوں کی یہاں بھی دال نہ گلی تو یہ شوشہ چھوڑا کہ :

"لدھیانوی علماء نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا تھا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب دیوبند کے اس وقت کے علماء نے ان کے فتوئے تکفیر پر اپنے دستخط نہ کیے تو یہ لدھیانوی علماء اپنے فتوے سے دست بردار ہو گئے اور اس کے بعد انہوں نے مرزا کے خلاف کچھ نہیں لکھا" .

میں حیران ہوں اس دلیل پر، کیونکہ پنجاب میں (اس فتوائے تکفیر سے متعلقہ) اس وقت تین فریق تھے، ایک مرزا قادیانی جس نے براہین احمدیہ لکھی اور شائع کی، دوسرا فریق علماء لدھیانہ کا جنہوں نے سنہ 1884ء میں مرزا کی تکفیر کردی، اور تیسرا فریق مولانا محمد حسین بٹالوی کا، جنہوں نے مرزا قادیانی کی اس کتاب کی تائید اور دفاع میں مفصل ریویو اپنے اشاعۃ السنۃ کی جلد 7 کے پانچ نمبروں پر محیط لکھا اور اسی میں ان علماء لدھیانہ پر بھی سخت قسم کی تنقید کی جنہوں نے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا.. اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اگر لدھیانہ کے علماء نے اپنے فتوائے تکفیر سے رجوع کر لیا تھا تو یا انہوں نے خود یہ کہا یا لکھا ہوتا کہ "ہم نے اپنا فتوائے کفر واپس لے لیا ہے" یا انہوں نے اس کے بعد کہیں مرزا قادیانی کو "مسلمان" کہا یا لکھا ہوتا.... یا وہ فریق جس کے خلاف یہ فتویٰ تھا یعنی مرزا قادیانی، اس نے کہیں

یہ دعوی کیا ہوتا کہ "جن علماء لدھیانہ نے میرے خلاف فتوٰی دیا تھا انہوں نے فلاں موقع پر اپنے فتوے سے رجوع کرلیا تھا"، اگر یہ بھی نہیں تو وہ مولانا بٹالوی جو (بقول خود) ان علماء لدھیانہ کے خلاف 1857ء سے لکھ رہے تھے، اگر ان کے سامنے ان علماء لدھیانہ کا ایسا کوئی "رجوع" ہوتا تو وہ اسے ضرور کہیں ذکر کرتے.... لیکن ہم دیکھتے ہیں ان تین فریقوں میں سے کسی ایک نے بھی علماء لدھیانہ کے اپنے فتوے سے رجوع کا ذکر نہیں کیا، تو پھر آج کل کے ان حضرات کا یہ دعوی کہ علماء لدھیانہ نے اپنے فتوے سے رجوع کرلیا تھا کیسے مان لیا جائے؟؟ کیا فرضی باتیں بھی مانی جا سکتی ہیں؟.

بلکہ بجائے رجوع کے الٹا یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ علماء لدھیانہ مسلسل اپنے فتوے پر قائم اور مصر رہے تھے، اس فتوے کا نشانہ تو مرزا قادیانی تھا، اس نے اس فتوے کے کئی سال بعد سنہ 1905ء میں اسی شہر لدھیانہ میں ہزاروں آدمیوں کے سامنے ببانگ دہل یہ بیان دیا کہ:

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتوٰی اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا تھا".

(لکچر لدھیانہ، رخ 20 صفحہ 249)

اور یہاں مرزا قادیانی نے ہرگز یہ ذکر نہیں کیا کہ پھر ان مولویوں نے اپنے فتوے سے رجوع بھی کرلیا تھا...

جبکہ اسی مرزا قادیانی نے سنہ 1899ء میں گورداسپور کی عدالت میں ایک اقرار پر مولانا بٹالوی کے دستخط کرنے کے بعد ان کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ اس اقرار پر دستخط کرکے کہ "میں آئندہ مرزا کو کافر اور کاذب نہیں کہوں گا" انہوں نے اپنے 1891ء والے فتوے کو کالعدم کردیا ہے (حوالہ پہلے مذکور ہوا).

اسی طرح جب مولانا بٹالوی نے سنہ 1891ء میں مرزا قادیانی کے خلاف اپنا فتوٰی شائع کرنا چاہا اور ہندوستان کے مختلف علماء کی اس پر تائیدات حاصل کرنا شروع کیں اور اسی سلسلہ میں لدھیانہ کے انہی علماء سے بھی رابطہ کیا تو لدھیانہ کے ان علماء نے جو بیان لکھ کر مولانا بٹالوی کو بھیجا وہ یوں تھا:

"چونکہ ہم نے فتوٰی 1301 ہجری (یعنی 1844 عیسوی_ناقل) میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کردیا تھا یہ شخص اور ہم عقیدہ اسکے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعوی ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں"

(منقول از "اشاعۃ السنۃ" نمبر 12 جلد 13 صفحہ 381)

ان الفاظ پر غور فرمائیں! یہ سنہ 1891ء (تقریباً سنہ 1308 ہجری) کی تحریر ہے، اور اس تحریر میں لدھیانہ کے یہ علماء لکھتے ہیں کہ "ہم نے تو سنہ 1301 ہجری یعنی آج سے سات آٹھ سال پہلے ہی مرزا قادیانی کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا تھا اور اب بھی ہمارا یہی دعوی ہے" ... اور مولانا بٹالوی نے ان حضرات کا یہ بیان اپنے اشاعۃ السنۃ میں اپنے فتوے کی تائید کے طور پر شائع بھی کیا (اگرچہ مسلکی تعصب سے مجبور کچھ لوگوں نے جب سو سال بعد 1987ء میں مولانا بٹالوی کا یہ فتوی پاکستان، لاہور سے شائع کیا تو اس میں سے علماء لدھیانہ کا یہ بیان تحریف کرتے ہوئی نکال دیا)، لیکن ایسی حرکتوں سے حقیقت تھوڑے ہی چھپتی ہے.

الغرض! جب خود لدھیانہ کے علماء صاف لکھتے ہیں کہ ہم نے 1301 ہجری میں مرزا کے کفر کا فتویٰ جاری کیا تھا اور اب بھی ہمارا دعوی یہی ہے تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مسلسل اپنے پہلے فتوے پر قائم و دائم رہے تھے اور کبھی بھی اس سے رجوع نہیں کیا تھا؟؟

(اس مضمون کے آخر میں بطور ضمیمہ ہم نے علماء لدھیانہ کے مختلف فتوں کے مجموعے "فتاویٰ قادریہ" کے جدید ایڈیشن کے ان صفحات کا عکس لگادیا ہے جن میں ان حضرات کے مرزا قادیانی پر اولین فتوائے کفر کے بعد پیش آنے والے کچھ حالات کا ذکر خود انہی کے قلم سے کیا گیا ہے)

قارئین محترم! آج بھی مسلکی تعصب کے مارے کچھ حضرات علی الاعلان یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ مرزا قادیانی کی اولین کتاب "براہین احمدیہ" کے پہلے چار حصوں میں (جو آج کل مرزا کی کتابوں کے مجموعے "روحانی خزائن" کی جلد اول ہے) اس کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ سے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا جاسکے، لہٰذا سنہ 1884ء میں لدھیانہ کے جن علماء نے اس کتاب "براہین احمدیہ" کے مندرجات کی بناء پر اس کی تکفیر کی تھی وہ غلط تھی، یہ حضرات یہ سوچنے کی زحمت نہیں کرتے کہ خود مرزا قادیانی نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس کے دعوؤں کی بنیاد اسی براہین احمدیہ میں درج الہامات پر ہی ہے، اسی طرح یہ حضرات اس پر توجہ نہیں کرتے کہ سنہ 1884 میں "براہین احمدیہ" کی حمایت اور تائید میں پر زور ریویو لکھنے والے اور اس کا شدت سے دفاع کرنے والے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم پر بھی یہ واضح ہوگیا کہ ان سے یہ غلطی ہو گئی تھی اور پھر وہ یہ لکھنے پر مجبور ہوگئے کہ:

"مرزا قادیانی کی تصانیف جن میں براہین احمدیہ کی پر فریب عبارات و بیانات بھی داخل ہیں مجموعہ کفریات ہیں" (اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 15 صفحہ 8) اسی طرح انہیں یہ لکھنا پڑا کہ مرزا کی یہ کتاب براہین احمدیہ "مجموعہ احتلامات شیطانی" ہے (اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 18 صفحہ 131) حتی کہ بعد میں انہیں یہ اقرار بھی کرنا پڑا کہ "ہم براہین احمدیہ کو مجموعہ خرافات و اباطیل اور اس کے مندرجات کو احتلامات شیطانیہ اور گوزہاشتر (اونٹ کے پاد_ ناقل) مانتے ہیں" (اشاعۃ السنۃ، نمبر 7 جلد 18 صفحہ 202 و 203) ، نیز مولانا کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ "مرزا نے اس کتاب (براہین احمدیہ) کے تیسرے حصے میں ولی اور نبی بننے کا روپ جمایا، اور اس وحی والہام کو جو انبیاء و اولیاء کا خاصہ ہے کا دعوی کرکے پیری مریدی کا جال بچھایا، ان الہاموں میں کبھی اس نے حضرت آدم کا روپ بھرا اور کبھی حضرت عیسی و آنحضرت و دیگر انبیاء علیہم السلام کا اوتار لیا".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 8 جلد 20 صفحہ 226 و 227)

کیا یہ مولانا بٹالوی کا براہین احمدیہ کے بارے میں اپنے سابقہ موقف سے رجوع نہیں تھا؟ کیا اس طرح انہوں نے ان حضرات کے موقف کو قبول نہیں کرلیا تھا جنہوں نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کو مجموعہ کفریات کہا تھا؟ کیا مولانا بٹالوی کے اس تبدیلی موقف کے بعد بھی یہ بات قرین انصاف ہے کہ ان کے براہین احمدیہ کی تائید میں لکھے گئے تبصرے اور ریویو کو درست ثابت کرنے کے لیے بحث مباحثے کیے جائیں اور یہ کہا جائے کہ مولانا بٹالوی نے براہین احمدیہ کا دفاع کرکے اور لدھیانوی علماء کے فتوائے تکفیر کی مخالفت کرکے درست کیا تھا؟ کیا مولانا بٹالوی کی طرف سے بعد میں اسی "براہین" کو "مجموعہ کفریات" لکھ دینے کے بعد بھی ان کے پہلے موقف کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟؟ ایسی باتیں کرنے والے حضرات یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ یہ باتیں کرکے مولانا بٹالوی کی حمایت نہیں بلکہ ان کے براہین احمدیہ کے بارے میں بعد والے موقف سے صرف نظر کرکے اور ان کے سابقہ غلط موقف کا دفاع کرکے وہ مولانا بٹالوی کے ساتھ ظلم کررہے ہیں.

میں ان حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آج وہ علی الاعلان یہ دعوی کرسکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" میں کوئی ایسی بات نہیں جسے کفریہ کہا جاسکے ؟؟؟ اور کیا آج مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا کوئی ہم مسلک یہ بیان دے سکتا ہے (جو مولانا بٹالوی نے ایک وقت دیا تھا) کہ:

"میری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلک اِمراء اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم ہی پائی گئی ہے۔ "؟؟؟

اگلی قسط میں ، مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" سے چند اقتباسات اور مرزا قادیانی کے (بزعم خود) چند الہامات پیش کیے جائیں گے تاکہ قارئین کو معلوم ہوسکے کہ اس کتاب میں کیا کیا کفریات ہیں۔

جیسا کہ گزشتہ اقساط میں نا قابل تردید دستاویزی ثبوتوں کی روشنی میں بیان کیا گیا کہ جب مرزا قادیانی کی اولین کتاب "براہین احمدیہ" کے پہلے چار حصے شائع ہو چکے تو سنہ 1884ء بمطابق 1301 ہجری میں لدھیانہ کے مولانا عبد القادر لدھیانوی مرحوم تلمیذ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (رح) کے خاندان کے علماء نے مرزا قادیانی کی تکفیر کا فتویٰ جاری کر دیا، ان علماء کی رائے میں مرزا کی اس کتاب "براہین احمدیہ" میں کفریات موجود تھیں۔

یہ بات بھی بیان ہوئی کہ چونکہ اس وقت تک مرزا قادیانی کی خاص طور پر متحدہ پنجاب میں یہ شہرت بھی اچھی خاصی ہو چکی تھی کہ یہ شخص اسلام کا خادم اور منکرین اسلام کے ساتھ مناظرے کرتا ہے اس شہرت کی بناء پر کچھ لوگ اسے "مناظر اسلام" تصور کیے بیٹھے تھے، اسی وجہ سے اس وقت کے کئی علماء اسلام بھی مرزا کے بارے میں حسن ظن کا شکار ہو گئے لہٰذا اسی حسن ظن کی بناء پر لدھیانہ کے ان چند علماء کے فتوائے کفر کے ساتھ دوسرے کئی علماء نے اتفاق نہ کیا، ان میں سے کچھ تو پنجاب سے بہت دور تھے اور انہوں نے مرزا کی یہ کتاب "براہین احمدیہ" بالاستیعاب نہ پڑھی تھی، ان تک جو کچھ حالات پہنچے وہ پنجاب کے لوگوں کے خطوط کے ذریعے ہی پہنچے، اور کچھ ایسے بھی تھے جو پنجاب میں ہی رہتے تھے بلکہ مرزا قادیانی کے زمانہ طالب علمی سے اس کے ہم مکتب بھی رہے تھے، ان کے مرزا قادیانی کے خاندان سے بھی پہلے سے اچھی شناسائی تھی اور ان کے وہم و خیال میں بھی نہ تھا کہ ایک دن مرزا قادیانی یوں پٹری سے اتر جائے گا، اس لیے بہت سے علماء نے تو صرف اس پر اکتفاء کیا کہ مرزا قادیانی کی تکفیر کرنے سے اجتناب کیا اور اسے "شک" کا فائدہ دیا یعنی یہ کہا کہ براہین احمدیہ میں مرزا نے جو باتیں یا اپنے الہام درج کیے ہیں اگرچہ بظاہر ان سے کفر کا پہلو نکل سکتا ہے لیکن چونکہ تاویل کر کے کفر کا یہ پہلو ختم ہو سکتا ہے لہٰذا جب اس کی ان باتوں کی تاویل ممکن ہے تو پھر اس پر کفر کا فتویٰ لگانے کی ضرورت نہیں (واضح رہے کہ یہ تاویلات مرزا قادیانی نے نہیں کی تھیں بلکہ یہ ان علماء کا اپنا خیال تھا)، لیکن ان حضرات نے دوسری طرف بھی احتیاط سے کام لیا، اگر اس پر فتوائے کفر سے اجتناب کیا تو اس کی کتاب "براہین احمدیہ" کی تائید و دفاع بھی نہ کیا، بلکہ انہوں نے بھی لدھیانہ کے علماء کے ساتھ بات چیت کے بعد مرزا قادیانی کو ایک لامذہب، آزاد خیال اور نیچری قسم کا آدمی بتایا اور اس کے اس کتاب میں درج الہامات کو من جانب اللہ ہونے کا انکار کیا۔

لیکن مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے مرزا کے بارے میں اپنے سابقہ حسن ظن کی بناء پر مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کی تائید میں مفصل ریویو لکھا جو تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تھا، اس میں نہ صرف انہوں نے مرزا قادیانی کے الہامات کی تاویلیں کیں اور ان کا دفاع کیا بلکہ ان علماء لدھیانہ پر شدید تنقید بھی کی جنھوں نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ جاری کیا تھا (مولانا بٹالوی کا یہ ریویو ان کے ماہنامہ اشاعۃ السنۃ کی جلد 7 کے پانچ نمبروں 6، 7، 9، 10 اور 11 میں دیکھا جا سکتا ہے)، مولانا بٹالوی نے اپنے اس ریویو میں مرزا قادیانی کی تکفیر کرنے والے علماء لدھیانہ کے خلاف انگریزی حکومت کو بھی بھڑکایا اور یہ لکھا کہ "یہ حضرات انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کو جائز سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف بغاوت کی درست سمجھتے ہیں" ، مولانا بٹالوی نے اپنی طرف سے ان پر یہ الزام بھی لگایا کہ "ان کے مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے تکفیر جاری کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی انگریز کے خلاف جہاد کو ناجائز کہتا ہے لیکن یہ حضرات حکومت کے خوف کی وجہ سے یہ بات عوام میں نہیں کر سکتے اس لیے انہوں نے مرزا کی اس کتاب کے مندرجات کو بنیاد بنایا"، (یہ حوالے پہلے ذکر کیے جا چکے ہیں، اب دوبارہ یاد دہانی کے لیے نقل کیے جاتے ہیں) مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنے اسی ریویو میں زیر عنوان "نوٹ۔لائق توجہ گورنمنٹ" یہ بات یوں ذکر کی ہے:

"اس انکار و کفران پر باعث لودھیانہ کے بعض مسلمانوں کو تو صرف حسد و عداوت ہے جس کے ظاہری دو سبب ہیں. ایک یہ کہ ان کو اپنی جہالت (نہ اسلام کی ہدایت) سے گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد و بغاوت کا اعتقاد ہے، اور اس کتاب (یعنی "براہین احمدیہ"_ ناقل) میں اس گورنمنٹ سے جہاد و بغاوت کو ناجائز لکھا ہے لہٰذا وہ لوگ اس کتاب کے مؤلف کو منکر جہاد سمجھتے ہیں اور از راہ تعصب و جہالت اس کے بغض و مخالفت کو اپنا مذہبی فرض خیال کرتے ہیں مگر چونکہ وہ گورنمنٹ کے سیف و اقبال کے خوف سے علانیہ طور پر ان کو منکر جہاد نہیں کہہ سکتے نہ عام مسلمانوں کے روبرو اس وجہ سے ان کو کافر بنا سکتے ہیں لہٰذا وہ اس وجہ کفر کو دل میں رکھتے ہیں اور بجز خاص اشخاص (جن سے ہم کو یہ خبر پہنچی ہے) کسی پر ظاہر نہیں کرتے، اور اس کا اظہار دوسرے لباس و پیرایہ میں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ براہین احمدیہ میں فلاں فلاں امور کفریہ (دعوی نبوت اور نزول قرآن اور تحریف آیات قرآنیہ پائی جاتی ہیں) اس لئے اس کا مؤلف کافر ہے"

(بلفظہ : اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 170 حاشیہ)

اور پھر مولانا بٹالوی نے یہ بھی بتایا کہ وہ توان لدھیانوی حضرات کے خلاف 1857 سے ہی لکھتے رہے ہیں، مولانا کے الفاظ ہیں:

" دفع تعجب اور رفع انتظار کے لیے ان حضرات کے نام بھی ظاہر کر دیتے ہیں، وہ مولوی عبدالعزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر ہیں جن سب کا سنہ 57 سے باغی و بدخواہ گورنمنٹ ہونا ہم اشاعۃ السنۃ نمبر 10 جلد 6 وغیرہ میں ظاہر و ثابت کر چکے ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 6، صفحہ 171 حاشیہ)

اس سے ہمیں اس بات کا اشارہ بھی ملتا ہے کہ مولانا بٹالوی کا لدھیانہ کے مولانا عبدالقادر (رح) کے خاندان کے ساتھ پرانا جھگڑا تھا، اور یہ جھگڑا یہ تھا کے مولانا بٹالوی انگریزی حکومت کے خلاف کسی قسم کی جنگ کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور اسے غداری اور بغاوت کا نام دیتے تھے، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے 1857 جنگ آزادی کو "غدر" اور "فساد" کا نام دیا، انہی لوگوں میں مرزا قادیانی اور اس کا خاندان بھی شامل تھا، اور چونکہ لدھیانہ کا یہ خاندان انگریزی حکومت کو غاصب جان کر اس کے خلاف لڑائی کو جہاد کہتا تھا اور انگریز کے خلاف بغاوت کو جائز سمجھتا تھا اس لیے مولانا بٹالوی کو ان پر پہلے سے غصہ تھا.

بہر حال اپنے اس ریویو میں مولانا بٹالوی نے ان حضرات کے فتوائے کفر کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

"اور فریق دوم (لودھانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مؤلف (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) نے پیغمبری کا دعوی کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے..."

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 172)

اس کے بعد مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتاب براہین احمدیہ سے پوری 11 آیات قرآنیہ نقل کی ہیں (مثلاً:

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی" .. اور "انا اعطیناك الکوثر".. اور "یاأیھا المدثر قم

فانذر".. اور "انا فتحنالك فتحاً مبينا" اور "یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة" .. اور "یا عیسی اني متوفيك ورافعك الي" وغیرہ) جن کے بارے میں مرزا نے یہ لکھا تھا کہ یہ اس پر الہام ہوئی ہیں... آگے مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

"اس قسم کی بیسیوں آیات اور ہیں جس کے مورد نزول ہونے کا مؤلف کو دعوی ہے، علاوہ براں بہت سے عربی و انگریزی فقرات ایسے اس کتب میں درج ہیں جن سے مؤلف کا دعوی نبوت مترشح ہوتا ہے جیسے یہ فقرات (عربی زبان میں)..انت وجيه في حضرتي اخترتك لنفسي ... انا انزلناه قريباً من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل .. ان آیات و فقرات کو دیکھ کر فریق مکفر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مؤلف کتاب ان آیات قرآنی کا جو انبیاء کے شان و خطاب میں وارد ہیں اپنے آپ کو مخاطب ٹھہراتا ہے اور ان کمالات کا (جو ان آیات یا ان عربی فقرات میں مذکور اور وہ انبیاء سے مخصوص ہیں) محل ہونے کا مدعی ہے پھر اس کے دعوائے نبوت میں کیا کسر رہی" (آگے لکھا) "ان ان دلائل تکفیر و انکار کے علاوہ فریقین ان الہامات پر کئی اعتراضات بھی کرتے ہیں جن سے ان الہامات کا غلط اور نا قابل اعتبار ہونا ثابت ہو"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحات 172 تا 174)

قارئین محترم! مولانا بٹالوی نے جو کہ ان علماء لدھیانہ کے 1857 سے مخالف چلے آرہے تھے اپنے قلم سے مختصر طور پر ان وجوہات کا ذکر بھی کر دیا ہے جن کی وجہ سے ان علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کی تھی، لہٰذا آج اگر کوئی یہ مطالبہ کرتا ہے کہ "علماء لدھیانہ نے کن وجوہات کی بناء پر مرزا کی تکفیر کی تھی" تو اسے مولانا بٹالوی کی مندرجہ بالا تحریر پڑھ لینی چاہیے.

بہر حال یہ تو بات تھی 1884ء کی، اس کے بعد ایک وقت آیا کہ مولانا بٹالوی کو یہ احساس ہو گیا کہ انہوں نے مرزا قادیانی پر حسن ظن سے دھوکہ کھایا اور اس کی کتاب کے حق میں ریویو لکھ کر انہوں نے غلطی کی تھی، انہوں نے سر عام یہ اقرار بھی کیا کہ مرزا کی یہ کتاب "براہین احمدیہ" ان کتب میں سے ہے جو "مجموعہ کفریات" ہیں، اور براہین احمدیہ "جھوٹی لاف زنیوں" پر مشتمل بھی، مولانا کے الفاظ ہیں:

"اشاعۃ السنۃ نے جس قدر کادیانی کو اس کے سابق دعوائے نصرت اسلام کی نظر سے مسلمان جان کر اور اس کی کتاب براہین کی جھوٹی لاف زنیوں سچے وعدے سمجھ کر اس پر ریویو لکھ کر اونچا کیا تھا، اس سے وہ چند اسکے چھپے کفر کے ظاہر ہو جانے اور اس کی کتاب براہین کے مخفی الحادات کھل کھل جانے پر اسے نیچے گرادیا اور تحت الثری تک پہنچا دیا ہے. اکثر بلاد ہندوستان و پنجاب و بمبئی و مدراس وغیرہ کے گلی کوچہ میں اس کے کفریہ عقائد و مقالات کو شائع و مشتہر کرکے مسلمانوں کو بخوبی آگاہ کردیا ہے کہ یہ شخص زندیق و ملحد ہے **اور اس کی تصانیف جن میں براہین کے فریب آمیز وذوالوجوہ عبارات و بیانات بھی داخل ہیں مجموعہ کفریات ہیں**".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 15 صفحہ 8)

اور انہی مولانا بٹالوی جنہوں نے اپنے ریویو میں مرزا اور اس کے الہامات کے بارے میں پہلے یوں لکھا تھا کہ:

"مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں نیز شیطانی القا اکثر جھوٹ نکلتے اور الہامات مؤلف براہین احمد سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی میں) آج تک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا (چنانچہ ان کے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے گو ہم کو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القاء شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 7 صفحہ 284)

لیکن بعد میں یہ لکھنے پر بھی مجبور ہوئے کہ:

"براہین کو ایک مدت سے جب سے کہ کادیانی اسلام سے مرتد ہو کر کفر بکنے لگ گیا ہے مجموعہ خرافات و اباطیل اور اس کے مندرجہ الہامات کو احتلامات شیطانیہ و گوزہائے شتر (یعنی اونٹ کے پاد_ناقل) جانتے ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 7 جلد 18 صفحہ 202 و 203)

غور فرمائیں! مولانا بٹالوی پر آخر کار یہ بات واضح ہو گئی کہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ مجموعہ خرافات و اباطیل ہے (اباطیل "باطل" کی جمع ہے جس کا معنی جھوٹ ہوتا ہے_ناقل) اور اس کتاب میں مرزا نے جو الہامات درج کیے ہیں (جن کا 1884ء میں مولانا بٹالوی ہی نے پر زور دفاع کیا تھا) در اصل شیطانی احتلام ہیں اور ان کی حیثیت اونٹ کے پاد سے زیادہ نہیں.

اللہ کی رحمت ہو مولانا محمد حسین بٹالوی پر کہ انہوں نے کمال دیانت سے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور براہین احمدیہ کے حق میں لکھے اپنے ریویو کو خود ہی اپنی غلطی بتا دیا.

یہاں قابل غور یہ بات ہے کہ مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" کے متن میں تو بعد کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی، نہ ہی مرزا نے بعد میں کوئی اضافہ ہی کیا تھا، کتاب تو وہی تھی جس پر 1884 میں مولانا بٹالوی نے ریویو لکھا تھا، ایک وقت آیا کہ مولانا بٹالوی ہی اسی کتاب کو " مجموعہ کفریات " اور اس میں درج انہی الہامات کو جن کا دفاع کبھی مولانا بٹالوی نے بڑی شد و مد کے ساتھ کیا تھا بلکہ یہ تک لکھا تھا کہ مرزا جیسے شریف آدمی پر شیطانی القاء نہیں ہو سکتا، خود ہی " شیطانی احتلامات " کے لفظ سے یاد کرنے لگے، اور اسی کتاب کو اب وہ " مجموعہ خرافات و اباطیل و مجموعہ کفریات " قرار دینے لگے.. تو مولانا بٹالوی کا کون سا موقف اور کون سا بیان درست سمجھا جائے گا؟ ظاہر ہے بعد والا بیان ہی مستند سمجھ جائے گا، لہٰذا مولانا بٹالوی کے اس بعد والے بیان کے بعد بھی مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے بارے میں یہ کہنا کہ اس میں تو کوئی کفریہ بات نہ تھی، اس میں تو کوئی قابل اعتراض عبارت نہ تھی لہٰذا مولانا کا اس کتاب کے حق میں لکھا ریویو بالکل درست تھا.... ان سب باتوں کی کوئی حیثیت نہیں رہتی، کیونکہ جن مولانا بٹالوی کے دفاع میں یہ باتیں کہی جاتی ہیں وہ خود بقلم خود اپنے ریویو کو اپنی غلطی تسلیم کر چکے اور وہ خود براہین احمدیہ کو " مجموعہ کفریات " سمجھی جانے والی کتابوں میں شمار کر چکے، اور نہ ہی یہ ہی انصاف ہے کہ مولانا کے اپنے ریویو سے براءت کے بعد اس ریویو کو لے کر مولانا بٹالوی پر کوئی اعتراض کیا جائے اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے، کیونکہ وہ بھی آخر انسان تھے، پہلے انہیں مرزا پر حسن ظن تھا تو انہوں نے اسی حسن ظن سے دھوکہ کھایا، پھر جب ان پر اصل حقیقت کھلی تو انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا.

اب ہم مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" سے چند اقتباسات اور مرزا قادیانی کے (بزعم خود) چند الہامات پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ اس کتاب میں کیا کیا کفریات ہیں.

مرزا قادیانی نے اس کتاب (براہین احمدیہ) میں (بزعم خود) اپنے اوپر ہونے والے جو عربی، اردو، فارسی اور انگریزی الہامات درج کیے ان کا مفصل انڈکس مع نمبر صفحات آپ کو "براہین احمدیہ" کے پہلے چار حصوں پر مشتمل مجموعہ کتب "روحانی خزائن" جلد اول کے آخر میں ملے گا... ان پر ایک نظر ڈال لی جائے، ان عربی الہامات میں سے اکثر قرآنی آیات ہیں جن میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا تھا یا دوسرے انبیاء علیہم السلام کو... اور مرزا نے اس دعوے کے ساتھ یہ الہام درج کیے کہ انہی آیات میں اسے بھی خطاب کیا گیا ہے.

مثال کے طور پر مرزا قادیانی نے (بزعم خود) اپنے اوپر ہونے والے جو عربی الہام درج کیے ہیں، ذیل میں ان میں سے چند نقل کیے جاتے ہیں:

- لتنذر قوماً ما انذر آباؤهم
- قل اني أمرتُ وأنا أول المؤمنين (اس کے آگے یہیں مرزا نے عربی میں اس الہام کی تشریح یوں کی ہے: اي أول تائب الى الله بأمر الله في هذا الزمان أو أول من يؤمن بهذا الأمر ... یعنی اس زمانے میں اللہ کی طرف سب سے پہلا متوجہ ہونے والا یا اس امر پر سب سے پہلا ایمان لانے والا).
- قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً
- هو الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله
- قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله
- ولا تقولنّ لشيء اني فاعل ذلك غداً.
- اذا جاء نصر الله والفتح.
- قل ان افتريته فعلي اجرامي.
- ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى.
- وقل رب ادخلني مدخل صدق.
- وما كان الله ليعذبهم وأنت فيهم (اس کی تشریح عربی میں کی ہے جس کا ترجمہ ہے کہ: اللہ ان پر کامل عذاب نہیں دے گا جب تک تو ان کے اندر رہے گا).

- انا فتحنا لك فتحاً مبيناً.
- يا أيها المدثر قم فأنذر.
- وداعياً الى الله وسراجاً منيراً.
- ما رميتَ اذ رميت ولكن الله رمى.
- سبحان الذي اسرى بعبده
- لعلك باخع نفسك.
- انما انت مذكر.
- محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم.
- الم نشرح لك صدرك.
- انا اعطيناك الكوثر.
- اني متوفيك ورافعك الي.
- لا تخف انك أنت الاعلى.
- قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني.
- وجئنا بك على هؤلاء شهيدا.
- وما أرسلناك الا رحمة للعالمية.
- وما كان الله ليعذبهم وأنت فيهم.
- يا مريم اسكن انت وزوجك الجنة.

نوٹ: یہ تمام آیات قرآنیہ یا آیات قرآنیہ میں کے الفاظ ہیں، جن کے بارے میں مرزا کا دعوی ہے کہ یہ اس پر بھی بطور الہام نازل ہوئے، ظاہر ہے اگر یہ آیات مرزا پر بھی بطور الہام نازل ہوئیں تو ان میں مخاطب بھی وہی ہوگا۔

اس کے علاوہ کچھ مزید عربی الہام ملاحظہ فرمائیں؟

- **يا احمد بارك الله فيك** (اے احمد اللہ تیرے اندر برکت دے)
- **اخترتك لنفسي** (میں نے تجھے اپنی ذات کے لیے چن لیا)
- **اشكر نعمتني رأيت خديجتي** (تم میرے نعمت کا شکرادا کر، تونے میری خدیجہ کو دیکھ لیا)
- **أنت فيهم بمنزلة موسى** (توان کے اندر موسیٰ کی مانند ہے)
- **أنت مرادي ومعي** (تومراد ہے اور میرے ساتھ ہے)
- **أنت معي وأنا معك** (تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں)
- **أنت مني بمنزلة توحيدي وتفريدي** (تم میرے نزدیک میری توحید اور میری تفرید کی مانند ہے)
- **أنت مني بمنزلة لا يعلمها الخلق** (تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے کہ جو مخلوق نہیں جانتی)
- **انا انزلناه قريباً من القاديان** (ہم نے اسے قادیان کے قریب نازل کیا)
- **خلقتُ لك ليلاً ونهارا** (میں نے تیرے لیے رات اور دن تخلیق کیے)
- **ربنا عاج** (ہمارا رب عاجی ہے)
- **سرك سري** (تیراراز، میراراز ہے)
- **نحمدك ونصلي** (ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں اور تجھ پر صلوۃ بھیجتے ہیں)
- **يحمدك الله من عرشه** (اللہ اپنے عرش سے تیری تحریف کرتا ہے)
- **اني معك وكن معي اينما كنت .** (میں تیرے ساتھ ہوں تو جہاں بھی ہو میرے ساتھ رہ)
- **ينصرك رجال نوحي اليهم من السماء.** (تیری نصرت ایسے آدمی کریں گے جن کی طرف ہم آسمان سے وحی کرتے ہیں)
- **ولو كان الايمان معلقاً بالثريا لناله .** (اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی ہو تو وہ اسے پالے گے)
- **يا احمد فاضت الرحمة على شفتيك.** (اے احمد ! تیرے ہونٹوں پر رحمت جاری ہے)
- **انك بأعيننا يرفع الله ذكرك .** (تو ہماری نگرانی میں ہے اللہ تیرا ذکر بلند کرے گا)

- **ونظرنا الیك وقلنا یا نار كوني برداً وسلاماً علی ابراھیم** .(ہم نے تیری طرف دیکھا اور کہا کہ اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا)
- **واتل علیھم ما أوحي الیك من ربك**. (ان پر اس کی تلاوت کرو جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے وحی کیا گیا ہے).
- **اصحاب الصفة وما أدراك ما أصحاب الصفة تری أعینھم تفیض من الدمع یصلون علیك** . (اصحاب صفہ، اور تجھے کیا معلوم اصحاب صفحہ کیا ہیں؟ تو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں وہ تجھ پر صلوۃ بھیجتے ہیں.
- **واني فضلتك علی العالمین** (میں نے تجھے تمام جہانوں پر فضیلت دی)
- **یحمدك اللہ من عرشه** (اللہ اپنے عرش سے تیری حمد کرتا ہے)

مرزا قادیانی نے ایک فریب دینے کی بھی کوشش کی ہے، چونکہ اس کے ان الہامات میں ایسی آیات بھی تھیں جن سے قرآن کریم میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے اور مرزا نے یہی آیات اپنے الہام بنا کر لکھیں، اب اعتراض ہوتا تھا کہ مرزا نے وہ آیات اپنے بارے میں لکھ دیں جن میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب تھا، تو مرزا نے اپنے آپ کو "ظلی" رسول ثابت کرتے ہوئے یہ لکھا:

"حقیقت میں مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اسی کے لائق ہوتی ہیں، اور وہی ان کا مصداق اتم ہوتا ہے، مگر چونکہ متبع سنن آں سرور کائنات کا اپنے غایت اتباع کے جہت سے اس شخص نورانی کے لئے جو وجود باجود حضرت نبوی ہے مثل ظل کے ٹھہر جاتا ہے اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا اور ہویدا ہیں، اس کے ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں....الخ"

(براہین احمدیہ حصہ سوم، رخ جلد1 صفحہ 269 حاشیہ در حاشیہ)

قارئین محترم! اگر غور کیا جائے تو اس تحریر میں مرزا نے اپنا "ظل و بروز" والا دجل و فریب سے بھرپور فلسفہ ہی بیان کیا ہے جو وہ بعد میں پوری زندگی بیان کرتا رہا اور یہی کہتا رہا کہ میں نے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع و پیروی کی ہے اس لیے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل بن گیا، اور اصل نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے، میں الگ سے کوئی نبی نہیں بلکہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ظل اور عکس ہوں.. وغیرہ من الخرافات.

اسی کتاب میں مرزا نے اپنے کچھ اردو، فارسی اور انگریزی الہامات بھی درج کیے ہیں جن میں :

- قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں.
- دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا سے ان کو قبول نہ کی.
- آئی ایم بائی عیسی.
- آئی لو یو.
- گاڈ اس کمنگ بائی ہز آرمی.

جیسے الہام بھی ہیں.

قارئین محترم! گزشتہ قسط میں ہم نے مرزا قادیانی کی اولین کتاب "براہین احمدیہ" حصہ اول تا چہارم (روحانی خزائن جلد 1) میں درج ان الہامات پر نظر ڈالی تھی جن کے بارے میں مرزا قادیانی نے یہ دعوی کیا تھا کہ یہ الہام مجھے ہوئے ہیں، ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ "براہین احمدیہ" میں درج مرزا کے الہامات کی مکمل فہرست یا انڈکس روحانی خزائن کے قادیانی مرتبین نے اس کی جلد اول کے آخر میں دے دی ہے وہ دیکھ لی جائے.

اب سوال یہ باقی رہ گیا ہے کہ خود مرزا قادیانی، جس نے اپنی کتاب میں یہ الہامات درج کیے ہیں اس نے اپنے ان الہامات کی تشریح کیا کی؟ اور اس نے ان الہامات سے کیا معنی مراد لیا؟؟ اس پر ہم بعد میں بات کریں گے، پہلے اسی "براہین احمدیہ" سے چند مزید حوالے ملاحظہ فرمائیں، مرزا قادیانی نے اپنے اوپر ہونے والا ایک الہام یہ بھی لکھا تھا: "**انت فیھم بمنزلة موسی**.. تو ان میں بمنزلہ موسی کے ہے" (رخ 1 صفحہ 605 حاشیہ در حاشیہ)، اس کی تشریح کرتے ہوئے اس نے لکھا:

"... الہام متذکرہ بالا میں اس عاجز کی تشبیہ حضرت موسی سے دی گئی ہے، اور یہ تمام برکات حضرت سید الرسل کے ہیں جو خداوند کریم اس کی عاجز امت کو اپنے کمال لطف اور احسان سے ایسے ایسے مخاطبات شریفہ سے یاد فرماتا ہے".

(براہین احمدیہ، رخ 1 صفحہ 607 حاشیہ در حاشیہ)

یعنی مرزا قادیانی بتا رہا ہے کہ اللہ نے اسے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی ہے، لیکن اس میں میرا کوئی کمال نہیں، بلکہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے کہ اللہ کی امت کے لوگوں کو ایسے خطابات سے یاد فرماتا ہے.. اگر غور کیا جائے تو یہی وہ "ظلی بروزی نبوت" والا فلسفہ ہے، جو بعد میں مرزا نے بیان کیا، جس کا مفہوم یہ ہے کہ "میری نبوت کوئی الگ نبوت نہیں ہے، بلکہ یہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت ہے، اور مجھے جو کچھ ملا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ہی نتیجہ ہے".

پھر اسی براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے اپنے اوپر ہونے والے کچھ الہامات یہ بھی لکھے:

"**لعلك باخع نفسك الا یكونوا مؤمنین . لا تقف ما لیس لك به علم. ولا تخاطبني في الذین ظلموا انهم مغرقون. یا ابرهیم اعرض عن هذا انه عبد غیر صالح. انما أنت مذكر وماأنت**

علیھم بمسیطر.. (اور مرزا نے خود ان کا ترجمہ یوں کیا) "کیا تو اسی غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے، جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑ، اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں میرے ساتھ مخاطبت مت کر وہ غرق کیے جائیں گے. اے ابراہیم! اس سے کنارہ کر یہ صالح آدمی نہیں. تو صرف نجات دھندہ ہے ان پر داروغہ نہیں"

(براہین احمدیہ، رخ 1 صفحہ 608 حاشیہ در حاشیہ)

قارئین محترم! یہ سب الفاظ (جملہ "**انه عبد غير صالح**" کو چھوڑ کر) قرآنی آیات ہیں اور قرآن کریم میں ان آیات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب کیا گیا ہے، لیکن مرزا قادیانی اس کے متصل بعد لکھتا ہے:

"یہ چند آیات جو بطور الہام القاء ہوئی ہیں (یعنی مرزا قادیانی کو_ ناقل) بعض خاص لوگوں کے حق میں ہیں"

(براہین احمدیہ، رخ 1 صفحہ 608 حاشیہ در حاشیہ)

قارئین محترم! غور فرمائیں، مرزا اسی کتاب میں لکھ رہا ہے کہ یہ آیات اس پر بطور الہام القاء ہوئی ہے یعنی ان میں مخاطب وہ ہے، اور یہ مرزا کے وقت کے بعض لوگوں کے حق میں ہیں.

اسی طرح مرزا قادیانی نے ایک جگہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں قرآن کریم میں موجود آیت کریمہ "**اذ قال الله يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي**.." کے بارے میں لکھا کہ یہ آیت مجھ پر بطور الہام نازل ہوئی ہے، اور اس کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ یوں کیا:

"اے عیسی میں تجھے کامل اجر بخشوں گا اور یا وفات دوں گا، اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو حجت اور برہان اور برکات کی رو سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا"

(براہین احمدیہ، رخ 1 صفحہ 664 و 665 حاشیہ در حاشیہ)

اور پھر مرزا نے صراحت کے ساتھ اس کے متصل بعد لکھا:

"اس جگہ عیسیٰ کے نام سے یہی عاجز (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) مراد ہے"

(حوالہ بالا)

غور فرمائیں! قرآن کریم میں اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو خطاب کیا گیا ہے، لیکن مرزا کے بقول بعینہٖ وہی آیت اس پر بھی الہام ہوئی لیکن اس الہام میں "عیسیٰ" سے مراد وہ یعنی مرزا قادیانی ہے.

یاد رہے مرزا اس سے پہلے اسی کتاب میں انتہائی چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو "مثیل مسیح" یا "روحانی طور پر مسیح" لکھ چکا تھا، ملاحظہ فرمائیں:

".... چونکہ اس عاجز (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور اس کا محل اور مورد ہے یعنی روحانی طور پر اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے".

(براہین احمدیہ، رخ 1 صفحہ 594)

نوٹ ضروری: اوپر جو حوالہ دیا گیا، اسی جگہ مرزا قادیانی نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جسمانی طور پر دنیا میں دوبارہ نازل ہونا ہے، عام مسلمان اس حوالے کو صرف اسی حد تک لیتے ہیں، لیکن انہیں غور کرنا چاہیے کہ مرزا نے اصل دھوکہ اگلے الفاظ میں دیا ہے، وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے جسمانی طور پر دوبارہ نزول کا اقرار کرنے کے ساتھ اپنے آپ کو "روحانی" اور "بروزی" مسیح لکھ گیا اور یہ بھی لکھ گیا کہ آیت "**لیظھرہ علی الدین کلہ**" میں بیان کردہ غلبہ دین اسلام کی پیش گوئی اس عاجز (یعنی مرزا قادیانی) کے ذریعے پوری ہوگی.

آگے پڑھیں، مرزا قادیانی نے سورۃ الصّف کی آیت "**واللہ متم نورہ**" (اور اللہ اپنے نور کی تکمیل کرکے رہے گا_ناقل) کے بارے میں اسی کتاب میں لکھا:

"نیز آیت ..واللہ متم نورہ.. کا روحانی طور پر مصداق یہ عاجز ہے، اور خدائے تعالی ان دلائل و براہین کو اور ان سب باتوں کو کہ جو اس عاجز نے مخالفوں کے لئے لکھی ہیں خود مخالفوں تک پہنچا دے گا اور ان کا عاجز اور لاجواب اور مغلوب ہونا دنیا میں ظاہر کرکے مفہوم آیت متذکرہ بالا کا پورا کردیگا"

(براہین احمدیہ، رخ 1 صفحہ 597 حاشیہ در حاشیہ)

اپنی اس بات کی تائید خود مرزا نے بعد میں اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں اس طرح کی تھی:

"اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں، یہ کوئی نیا دعوی نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو، بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالی سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کردیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا.."

(ازالہ اوہام، رخ 3 صفحہ 192)

بلکہ آگے یہیں مرزا نے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ:

" تعجب ہے کہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر 6 جلد سات میں جس میں براہین کا ریویو لکھا ہے ان تمام الہامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کرچکے اور بدل و جان مان چکے ہیں"

(ازالہ اوہام، رخ 3 صفحہ 192)

اب یہ دیکھیں، مرزا قادیانی کیا لکھتا ہے:

"اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعوائے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے (یعنی براہین احمدیہ میں درج الہامات_ناقل) اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسی رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کردیں، اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے"

(اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 369)

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے اوپر ہونے والا ایک الہام یوں لکھا تھا (یہ سورۃ الفتح کی ایک آیت ہے_ناقل) : "محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم" (براہین احمدیہ،

رخ 1 صفحہ 616 حاشیہ در حاشیہ)، اس الہام کا ذکر کرتے ہوئے اس نے بعد اسی براہین احمدیہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ: "اس وحی الہی میں میرا نام محمد بھی رکھا گیا اور رسول بھی"

(ایک غلطی کا ازالہ، رخ 18 صفحہ 207)

اسی طرح اسی "براہین احمدیہ" کا پانچواں حصہ جب کئی سال بعد مرزا نے لکھا تو اس میں اس نے لکھا:

"اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ ہی نہیں رکھا بلکہ ابتدا سے انتہا تک جس قدر انبیاء علیہم السلام کے نام تھے وہ سب میرے نام رکھ دیئے گئے، چنانکہ براہین احمدیہ حصص سابقہ (یعنی حصہ اول تا چہارم کو سنہ 1880ء تا 1884ء شائع ہوئے_ناقل) میں میرا نام آدم رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے.. اردتُ ان أستخلف فخلقتُ آدم.. دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صفحہ 492 (رخ جلد 1 صفحہ 585 حاشیہ در حاشیہ_ناقل) پھر دوسری جگہ فرماتا ہے.. سبحن الذي أسرى بعبده ليلاً خلق آدم فأكرمه .. دیکھو براہین احمدیہ حصص سابقہ صفحہ 504 (رخ جلد 1 صفحہ 600 و 601_ناقل) دونوں فقروں کے معنی یہ ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو میں نے آدم کو پیدا کیا یعنی اس عاجز کو (عاجز سے مراد مرزا قادیانی_ناقل)".

(براہین احمدیہ پنجم، رخ 21 صفحہ 112)

پھر مرزا نے یہ بھی لکھا کہ:

"اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے اور میری نسبت فرمایا ہے.. ولا تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون .. یعنی میری آنکھوں کے سامنے کشتی بنا اور ظالموں کی شفاعت کے بارے میں مجھ سے بات نہ کر کہ میں ان کو غرض کروں گا".

(براہین احمدیہ پنجم، رخ 21 صفحہ 113)

پھر مرزا نے لکھا کہ:

"اسی طرح براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے.. سلام علی ابراھیم.. (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 558) (رخ جلد 1 صفحہ 666_ناقل) یعنی اے ابراہم تجھ پر سلام".

(براہین احمدیہ پنجم، رخ 21 صفحہ 114)

نیز مرزا نے یہ بھی لکھا کہ :

"ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام موسی رکھا گیا"

(براہین احمدیہ پنجم، رخ 21 صفحہ 116)

اور یہ بھی مرزا قادیانی نے لکھا کہ :

"اسی طرح خدا نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام داوود بھی رکھا جس کی تفصیل عنقریب اپنے موقع پر آئے گی، ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالی نے میرا نام سلیمان بھی رکھا"

(براہین احمدیہ پنجم، رخ 21 صفحہ 116)

یہاں تک کہ مرزا نے یہ بھی لکھا کہ :

"ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالی نے میرا نام احمد اور محمد بھی رکھا" .

(براہین احمدیہ پنجم، رخ 21 صفحہ 116)

نوٹ: ملاحظہ فرمائیں ! مرزا قادیانی نے یہ باتیں اپنی اولین کتاب "براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم" کے حوالے سے ہی لکھی ہیں، یعنی وہ خود اس بات کا اقراری ہے کہ براہین احمدیہ کے ان چار حصوں میں درج اس کے ان الہامات سے جو مرزا پر کفر کا فتویٰ لگانے والوں نے سمجھا وہی مرزا کی مراد تھی.

قارئین محترم ! مرزا قادیانی تو اپنا "ظلی و بروزی" طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے فلسفہ کی طرف اپنی اسی کتاب "براہین احمدیہ" میں اشارہ کر دیا تھا، غور فرمائیں :

"..... اے طالب حق.. ارشدک اللہ.. تم متوجہ ہو کر اس بات کو سنو کہ خداوند کریم نے اس غرض سے کہ تا اس رسول مقبول کی برکتیں ظاہر ہوں اور تا ہمیشہ اس کے نور اور اس کی قبولیت کی کامل شعاعیں مخالفین کو ملزم اور لاجواب کرتی رہیں، اس طرح پر اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کو جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہیں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں، خدا ان کو فانی اور ایک مصفا شیشہ کی طرح پا کر اپنے رسول مقبول کی برکتیں ان کے وجود بے نمود کے ذریعہ سے ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ من جانب اللہ ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات اور آیات ان

سے ظہور پذیر ہوتی ہیں حقیقت میں مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اسی کے لائق ہوتی ہیں، اور وہی ان کا مصداق اتم ہوتا ہے، مگر چونکہ متبع سنن آں سرور کائنات کا اپنے غایت اتباع کے جہت سے اس شخص نورانی کے لئے جو وجود باجود حضرت نبوی ہے مثل ظل کے ٹھہر جاتا ہے اس لئے جو کچھ اس شخص مقدس میں انوار الٰہیہ پیدا اور ہویدا ہیں، اس کے ظل میں بھی نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں.... الخ"

(براہین احمدیہ، رخ 1 صفحہ 268و269 حاشیہ در حاشیہ)

کیا یہ وہی "ظلی بروزی" نبوت کا فلسفہ نہیں جو اس کے بعد مرزا قادیانی پوری زندگی چھانٹتا رہا؟.

اب آیئے اسی کتاب "براہین احمدیہ" میں مرزا کے قلم سے لکھی چند مزید باتوں پر نظر ڈالتے ہیں، حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب "انجیل" کی تعلیم کے بارے میں مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا:

"اس تعلیم کو کامل خیال کرنا بھی بھاری غلطی ہے ایسی تعلیم ہرگز کامل نہیں ہو سکتی"

(براہین احمدیہ، رخ 1 صفحہ 427 حاشیہ در حاشیہ)

اور دو صفحے بعد یہ موشگافی لکھ ماری کہ:

"حضرت مسیح تو انجیل کی تعلیم کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے اور ایک عرصہ تک وہی ناقص کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں رہی"

(براہین احمدیہ، رخ 1 صفحہ 429 حاشیہ در حاشیہ)

قارئین محترم! اللہ تعالی نے جو بھی شریعت یا کتاب نازل نازل فرمائی، وہ شریعت اور کتاب جن کے لیے نازل کی گئ ان کے لیے وہ کامل شریعت اور کامل کتاب ہی تھی، لہٰذا مرزا قادیانی کا انجیل کی تعلیم کو "ناقص" کہنا اور حضرت عیسی علیہ السلام پر یہ طنز کرنا کہ "وہ تو انجیل کی تعلیم کو ناقص چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے" کسی بھی طرح درست نہیں اور اس میں اللہ کے ایک برگزیدہ نبی اور اللہ ہی کی طرف سے نازل کی گئ ایک کتاب کی کھلی توہین ہے بلکہ

اگر غور کیا جائے تو یہ اس نبی اور اس پر کتاب نازل کرنے والی ذات کی توہین ہے کہ اس نے ایک ناقص کتاب نازل فرمائی. العیاذ باللہ.

الغرض! بتانا یہ مقصود ہے کہ مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" میں ایسی خرافات جب سامنے آئیں تو علماء لدھیانہ (خاندان مولانا عبدالقادر لدھیانوی تلمیذ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہما اللہ) نے مرزا قادیانی کی اصلیت بھانپ لی اور اس کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کر دیا اور یہ بات ہے سنہ 1884ء کی، جبکہ کچھ دوسرے علماء ایسے بھی تھے (جو مرزا قادیانی کو زیادہ نہیں جانتے تھے اور نہ ہی انہوں نے اس کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی تھی، جس کا حوالہ آگے آرہا ہے) احتیاط کے پیش نظر فتوائے کفر دینے سے اجتناب کیا لیکن اسے "لادین" انہوں نے بھی کہا، انہوں نے نہ تو مرزا قادیانی کی اس کتاب کی تائید میں کوئی تبصرہ لکھ کر شائع کیا اور نہ ہی وہ کمر کس کر مرزا قادیانی کے دفاع میں میدان میں آئے، اور بعد میں جب مرزا قادیانی نے خود یہ اقرار کر لیا کہ علماء لدھیانہ نے جو میری اس کتاب سے سمجھا اس کا مطلب وہی تھا تو پھر علماء لدھیانہ کی رائے کا صحیح ہونا ثابت بھی ہو گیا اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ مرزا قادیانی کی عبارت کی جو تاویلیں اس وقت علماء کے پیش نظر تھیں وہ درست نہ تھیں.

مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری (رح) نے مولانا رشید احمد گنگوہی (رح) اور مولانا یعقوب نانوتوی (رح) کی علماء لدھیانہ کے ساتھ ہوئی بحث کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

" مولانا یعقوب نے فرمایا کہ میں غلام احمد کو اپنی تحقیق میں ایک آزاد خیال لامذہب جانتا ہوں، اور چونکہ آپ (یعنی علماء لدھیانہ_ناقل) قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالت سے بخوبی واقف ہیں اس کی کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، اس کے علاوہ آپ نے اس شخص کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی ہے اور میں نے اور مولانا رشید احمد صاحب نے اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا".. (آگے لکھا ہے کہ) .." بہر حال مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ مولانا یعقوب ہم سب میں بڑے ہیں، جو کچھ یہ فرمائیں گے مجھے بسر و چشم قبول ہوگا"

(رئیس قادیان، صفحہ 379،380)

معلوم ہوا کہ، جب علماء لدھیانہ نے اس مسئلہ میں مولانا رشید احمد گنگوہی سے بات چیت کی تو انہوں نے مولانا یعقوب نانوتوی کو اپنا بڑا بتا کر انہیں ان کے پاس بھیج دیا کہ جو وہ کہیں گے میں اسے قبول کرونگا، اور مولانا یعقوب نانوتوی نے علماء لدھیانہ کے ساتھ بات چیت کے بعد یہ فرمایا کہ " میری نظر میں مرزا غلام احمد ایک آزد خیال لامذہب شخص ہے، چونکہ آپ مرزا کے قریب علاقے کے ہیں اور آپ اسے اچھی طرح جانتے ہیں، نیز آپ نے اس کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی ہے جبکہ نہ میں نے پڑھی ہے اور نہ ہی مولانا رشید احمد نے پڑھی ہے اس لئے میں آپ حضرات کو اس کی تکفیر سے منع بھی نہیں کرتا... اس کے بعد نہ ہی مولانا رشید احمد گنگوہی نے اور نہ ہی مولانا یعقوب نانوتوی نے مرزا قادیانی کے حق اور تائید میں کوئی کتابچہ لکھا اور نہ ہی اس کی وکالت کی، وہ ایک "آزاد خیال لامذہب" کا دفاع کر بھی کیسے سکتے تھے؟.

یاد رہے! اس بات کا کو سراغ نہیں ملتا کہ علماء لدھیانہ نے بھی یہ وعدہ کیا تھا کہ جو مولانا یعقوب نانوتوی کہیں گے ہم بھی وہی مان لیں گے، یہ بات صرف مولانا رشید احمد گنگوہی نے اپنے بارے میں فرمائی تھی، اور نہ ہی علماء لدھیانہ نے مولانا یعقوب نانوتوی صاحب کے ساتھ بات چیت کے بعد اپنا موقف ترک کیا تھا، بلکہ وہ مسلسل اسی پر قائم رہے تھے، اور مولانا یعقوب نانوتوی نے بھی انہیں فرمایا تھا کہ "میں آپ کو مرزا کی تکفیر سے منع نہیں کرتا".

اس وقت مرزا قادیانی کے خلاف فتوائے تکفیر کی مخالفت کرنے والے ایک عالم مولانا محمد حسین بٹالوی بھی تھے، ان کی رائے بھی یہی تھی کہ مرزا کی ان عبارات والہامات کی تاویل ممکن ہے لہٰذا میری رائے میں فتوائے تکفیر نہیں بنتا، لیکن انہوں نے دوسرے علماء کے برعکس باقاعدہ مرزا قادیانی کے دفاع اور اس کی کتاب کے حق میں اپنے ماہوار رسالہ "اشاعۃ السنۃ کی جلد 7 کے پانچ نمبروں میں ایک مفصل تبصرہ لکھ ڈالا جس میں ان علماء پر سخت تنقید بھی کی جنہوں نے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، بلکہ مولانا نے یہ بھی لکھ دیا کہ ان علماء کے اس فتوے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ انگریز کے خلاف جہاد کو جائز سمجھتے ہیں، اور چونکہ مرزا نے انگریز کے خلاف جہاد اور اس کے خلاف بغاوت کو غلط کہا ہے اس لیے انہوں نے اس کے خلاف یہ فتویٰ دیا ہے، بس حکومت وقت کے خوف سے چونکہ وہ یہ وجہ بیان نہیں کر سکتے اس لیے انہوں نے بظاہر براہین احمدیہ کی عبارات کو سامنے رکھا ہے.

حتی کہ مولانا بٹالوی مرحوم نے اسی حسن ظن کی بناء پر مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے بارے میں یہ تک لکھ دیا تھا کہ:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا، اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی ولسانی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم ہی پائی گئی ہے."

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 169)

قارئین محترم! مولانا بٹالوی بھی ایک انسان تھے، وہ "عالم الغیب" نہ تھے، لہٰذا انہوں نے مرزا کے بارے میں اپنے سابقہ حسن ظن یا زمانہ طالب علمی سے اس کے ساتھ اپنے تعلق کی بناء پر یہ لکھ دیا.. لیکن جب بعد میں خود مرزا قادیانی نے یہ اقرار کیا کہ اس کے بعد والے دعووں (مثیل مسیح، اور ظلی محمد رسول اللہ وغیرہ) کی بنیاد تو انہی الہامات پر ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں، تو مولانا بٹالوی کو احساس ہوا کہ انہوں نے جو تاویلیں کی تھیں وہ درست نہ تھیں، لہٰذا انہوں نے کمال دیانت و ایمانداری سے اپنے سابقہ موقف کو غلط لکھ دیا اور براہین احمدیہ کے بارے میں لکھا کہ:

"مرزا قادیانی کی تصانیف جن میں براہین احمدیہ کی پر فریب عبارات و بیانات بھی داخل ہیں مجموعہ کفریات ہیں" (اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 15 صفحہ 8)، اسی طرح انہیں یہ لکھنا پڑا کہ مرزا کی یہ کتاب براہین احمدیہ "مجموعہ احتلامات شیطانی" ہے (اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 18 صفحہ 131) حتی کہ بعد میں انہیں یہ اقرار بھی کرنا پڑا کہ "ہم براہین احمدیہ کو مجموعہ خرافات و اباطیل اور اس کے مندرجات کو احتلامات شیطانیہ اور گوز ہاشتر (اونٹ کے پاد_ ناقل) مانتے ہیں" (اشاعۃ السنۃ، نمبر 7 جلد 18 صفحہ 202 و 203) .

نیز مولانا کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ "مرزا نے اس کتاب (براہین احمدیہ) کے تیسرے حصے میں ولی اور نبی بننے کا روپ جمایا، اور اس وحی و الہام کو جو انبیاء و اولیاء کا خاصہ ہے کا دعوی کرکے پیری مریدی کا جال بچھایا، ان الہاموں میں کبھی اس نے حضرت آدم کا روپ بھرا اور کبھی حضرت عیسی و آنحضرت و دیگر انبیاء علیہم السلام کا اوتار لیا" (اشاعۃ السنۃ، نمبر 8 جلد 20 صفحہ 226 و 227).

لہٰذا مولانا بٹالوی پر ان کے سابقہ ریویو کو لے کر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا، اور نہ ہی قادیانیوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مولانا کے بعد والے بیانات کے بعد ان کے ریویو کو اپنے حق میں بطور دلیل پیش کریں.

قارئین محترم! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جس زمانے میں مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" شائع ہوئی اور اس کے حق میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے مفصل ریویو لکھا اور صرف ریویو نہیں لکھا بلکہ اپنے ریویو کے آخر میں مسلمانوں کو یہ کتاب "براہین احمدیہ" خریدنے کی درج ذیل الفاظ کے ساتھ ترغیب بھی دی بلکہ یہ فتویٰ دے دیا کہ اس کتاب کی طباعت کے اخراجات میں مدد دینا ہر مسلمان پر واجب ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"اس کتاب کی خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑھنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نہ رہے گی، لہٰذا بحکم.. ہل جزاء الاحسان الا الاحسان.. کافہ اہل اسلام پر (اہل حدیث ہوں خواہ حنفی شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اس کی مصاریف طبع کی اعانت واجب ہے، مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے، اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک کو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ و قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد کہتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کرلے، پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہ حق نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گھر ایک نسخہ کتاب اس کی ادنی قیمت دے کر خرید کریں (بٹالوی صاحب نے یہاں حاشیے میں مکمل کتاب کی قیمت 25 روپے درج کی ہے_ناقل) اور اس پر یہ شعر پڑھیں.. شعر:

جمادے چند دادم جان خریدم ... بحمد اللہ کے بس ارزان خریدم

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 11 جلد 7 صفحہ 348)

بلکہ مولانا بٹالوی تو اس وقت سے اس کتاب "براہین احمدیہ" کی طباعت میں مرزا قادیانی کی مدد کرنے کے اشتہار اور کتاب خریدنے کی ترغیب دے رہے تھے جب ابھی اس کتاب کی پہلی جلد بھی نہیں آئی تھی (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ نمبر 7 جلد 2 ضمیمہ نمبر 6 صفحہ 8، جولائی 1879ء ... نیز دیکھیں: اشاعۃ السنۃ نمبر 9 جلد 3 صفحات 3-4، ستمبر اکتوبر 1880ء).

(نوٹ: ذہن میں رہے کہ مولانا بٹالوی مرحوم کی یہ تحریر اس وقت کی ہے جب وہ مرزا قادیانی کے بارے میں حسن ظن کا شکار تھے، بعد میں مولانا نے خود براہین احمدیہ کو مجموعہ کفریات کتابوں میں شمار کردیا تھا، جس کا حوالہ پہلے گزرا)

خلاف فتوے حاصل کرلیے تھے، شاید انہی فتاویٰ کی طرف مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے 1891ء میں اپنی اس تحریر میں اشارہ کیا تھا کہ :

"...... اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو (یعنی مرزا قادیانی کو_ ناقل) امکانی ولی و ملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام و ولایت کا امکان جمار کھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا. لہٰذا اسی اشاعۃ السنۃ کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرادے اور تلافی مافات عمل میں لاوے، اور جب تک یہ تلافی پوری نہ ہولے تب تک بلا ضرورت شدید کسی دوسرے مضمون سے تعرض نہ کرے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3 و 4)

اس تحریر میں مولانا بٹالوی نے جو الفاظ لکھے ہیں کہ :

" کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا".

یہ مولانا غلام دستگیر قصوری کے حاصل کردہ فتاویٰ ہی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف ہندوستان اور عرب کے علماء سے فتویٰ انہی نے لیا تھا.

برادری اسلام کے ادا کرنے کے واسطے مرزا قادیانی کو لکھا کہ ان مخالف شرع باتوں سے باز آؤ اور غیر دین والوں کے مقابلہ میں کتاب لکھو چھپواؤ فروخت کرو کچھ مضائقہ نہیں تو اس کو نہ مانا اور تائب نہ ہوئے، بعد ازاں فقیر نے بعض مجالس وعظ میں ذکر کیا کہ مرزا قادیانی کے الہامات میں قرآن مجید کی تحریف ہو گئی ہے اور انہوں نے انبیاء کی برابری کے مدعی ہو کر قرآن شریف کو پارہ پارہ بھی کر دیا. اس پر ان کے مؤید مؤلف رسالہ اشاعۃ السنۃ نے خلوت میں در باب الہامات مرزا کے فقیر سے مناظرہ کرنا چاہا.......... لیکن فقیر نے خلوت میں مناظرہ کو پسند نہ کیا بلکہ علماء دین کے روبرو گفتگو واسطے کہا تو اس کے قبول سے درگزر صاحب اشاعۃ السنۃ نے کیا........ بعد ازاں فقیر نے جمادی الاولی فی سنہ رواں (یعنی 1302 ہجری_ناقل) میں بذریعہ اشتہار اعلان کیا کہ صاحب براہین کے اکثر الہامات اصول دین اسلام کے مخالف ہیں، اس پر فقیر مرزا قادیانی اور ان کے مؤید اشاعۃ السنۃ سے علماء اسلام کے روبرو یہ کلام کرنے کا خواستگار ہے تاکہ حق ظاہر ہو جائے اور خواص عوام اہل اسلام کے عقائد میں خلل نہ آئے اس کا جواب بھی ان کی طرف سے کچھ نہ ملا، پھر فقیر نے اسی سال کے رمضان المبارک میں (یعنی رمضان المبارک سنہ 1302 ہجری_ناقل) میں صاحب براہین کے الہامات اور صاحب اشاعۃ السنۃ کے تاویلات کے رد میں رسالہ لکھ کر کئی علماء ہندوستان و پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے بھی اس بارہ میں کہ صاحب براہین واشاعۃ السنۃ دونوں مخالف شرع کر رہے ہیں فقیر کی موافقت فرمائی، امرتسر کے علماء کی تصدیق کے بعد وہاں کے ایک رئیس نے فقیر سے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ اول مرزا قادیانی سے اظہار حق کے لئے مناظرہ کرو، پھر جو حق ظاہر ہو اس کو اشتہار دو، اس کو فقیر نے قبول کیا اور ان سے کہا کہ ڈیڑھ سال اس انتظار میں بسر کیا ہے کہ مرزا قادیانی مناظرہ کو قبول نہیں کرتے، اس رئیس نے جواب دیا کہ ہم اس میں ساعی ہو کر مرزا قادیانی کو لکھتے ہیں، پھر چند ماہ بعد ان کا خط فقیر کے نام آیا کہ صاحب براہین لکھتے ہیں کہ میری کتاب میں تصوف ہے، تین علماء صوفیہ کے نام لکھے کہ ان کے روبرو مناظرہ کرنا چاہتا ہوں، فقیر نے اس کے جواب میں اس امر کو مان لیا اور لکھا کہ تین خاندانی علماء ہوں جو وہ لاہور سے ان کے ساتھ شامل کرکے تاریخ مناظرہ متعین کرو اور فقیر کو اطلاع دو کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو جاؤں.. پس اب تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا اور نہ وہ رسالہ شائع ہوا (یعنی جو مولانا قصوری نے براہین کے رد اور مولانا بٹالوی کے ریویو کے جواب میں اردو میں لکھا تھا_ناقل) اب اس امید پر فقیر نے شوال 1303 ہجری میں اس رسالہ کو عربی میں ترجمہ کیا کہ حضرات علماء حرمین محترمین کی تصحیح سے بھی مزین ہو جائے........."

(ملخصاً: تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ، مندرجہ "احتساب قادیانیت" جلد10 صفحات 526 تا 530 طبع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

قارئین محترم! علماء لدھیانہ کے بعد مولانا غلام دستگیر قصوری دوسری شخصیت ہیں جنہوں نے مرزا کی کتاب براہین احمدیہ اور اس کے مندرجات کو خلاف شرع بتایا اور نہ صرف بتایا بلکہ تحریری طور پر نہ صرف مرزا قادیانی کی کتاب بلکہ اس کی تائید میں اشاعۃ السنۃ میں لکھے گئے تبصرے یا ریویو میں مرزا کے الہامات کی تاویلات کا مدلل رد بھی کیا (اس کے لیے احتساب قادیانیت جلد10 میں شامل مولانا قصوری کی کتاب کا مطالعہ کیا جائے)، اور پھر مولانا قصوری نے اسی زمانے یعنی 1302 / 1303 ہجری میں اپنے اس رسالے پر پہلے ہندوستان کے علماء سے اپنے موقف کے تائیدی فتویٰ جات حاصل کیے اور پھر کتاب کا عربی ترجمہ کرکے حرمین کے کئی علماء سے بھی فتویٰ حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس استفتاء بھیجا، جو ان کی کسی کتاب کے آخر میں درج ہیں، جن میں مثال کے طور پر:

مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا کہ:

"میں نے اس سے پہلے بھی معتبر ذرائع سے مرزا قادیانی کا حال سنا ہے میرے نزدیک وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے".

مکہ مکرمہ میں حنفیوں کے مفتی شیخ محمد صالح بن صدیق حنفی نے لکھا:

"بے شک شیطان نے غلام احمد قادیانی کو ہلاکت اور نقصان کی وادیوں میں گرادیا ہے".

اسی طرح مکہ مکرمہ میں شافعیوں کے مفتی شیخ محمد سعید بن محمد بابصیل نے لکھا کہ:

"اگر مرزا قادیانی نے یہ باتیں واقعی کی ہیں تو وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والوں میں اور سخت بدمذہبوں میں سے ہے (بلکہ ان مفتی صاحب نے مرزا کی ان باتوں کی تائید کرنے والوں کے بارے میں یہی الفاظ لکھے_ناقل).

ایسی ہی آراء کا اظہار مکہ مکرمہ میں مالکیوں اور حنبلیوں کے مفتیان نے بھی فرمایا نیز مدینہ منورہ کے مفتیان بھی فرمایا (یہ مفصل فتاویٰ مولانا قصوری کی محولہ بالا کتاب کے آخر میں دیکھے جاسکتے ہیں).

مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے حرمین شریفین سے یہ فتاویٰ آنے کے بعد ایک بار پھر مرزا قادیانی کو توبہ کی دعوت دی، مولانا لکھتے ہیں :

" گزارش مؤلف : اس فتویٰ حرمین محترمین سے جمیع اہل اسلام خاص و عام پر بخوبی روشن ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کی براہین احمدیہ والی بلند پروازیوں نے ہی ان کو بشہادت مفتیان عرب و عجم دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے وہ ہر گز الہام ربانی کے مورد نہیں .... ہر چند فقیر نے ابتدائے 1302 ہجری سے اولاً بذریعہ خط و کتابت ثانیاً بوسیلہ اشتہارات بہت کوشش کی کہ مرزا قادیانی مناظرہ سے تحقیق حق کرکے اسلام میں رخنہ اندازی سے باز آجائیں مولوی محمد حسین بٹالوی کی تائید پر غرہ نہ ہو جائیں (یعنی اترانہ جائیں_ناقل)، مگر بقضائے الٰہی مؤثر نہ ہوا، تب فقیر نے رسالہ مرقومہ بالا 1303 ہجری میں حرمین شریفین میں بھیج کر فتویٰ لیا، سنہ 1305 ہجری میں جب یہ فتویٰ آیا تب راقم نے امرتسر جاکر مرزا قادیانی کے دوستوں کو دکھلایا اور ان کی معرفت مرزا قادیانی کو بلوایا کہ وہ بچشم خود اس کو ملاحظہ کرکے تائب ہو جائیں تو اس کو شائع نہ کیا جائے گا، اس پر مرزا قادیانی نہ آئے.... الخ" .

(ملخصاً: تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ، مندرجہ "احتساب قادیانیت" جلد 10 صفحہ 543)

(اس کے بعد مولانا قصوری نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو کتنی بار مناظرے کے لیے بلایا لیکن وہ نہ آیا، یہ تفصیل حوالہ مندرجہ بالا میں پڑھ لی جائے) .

قارئین محترم! اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے شائع ہونے کے بعد صرف لدھیانہ کے علماء نے ہی مرزا کی تکفیر نہیں کی تھی بلکہ مولانا غلام دستگیر قصوری نے بھی کی تھی بلکہ مولانا قصوری نے تو باقاعدہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ کے رد میں اپنا رسالہ بھی لکھا تھا جس میں انہوں نے مولانا بٹالوی کے ریویو کا رد بھی کیا تھا، اور پھر قصوری صاحب نے پہلے ہندوستان کے علماء اور سال ڈیڑھ سال بعد حرمین کے علماء سے بھی مرزا کے خلاف فتوے حاصل کر لیے تھے، شاید انہی فتاویٰ کی طرف مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے 1891ء میں اپنی اس تحریر میں اشارہ کیا تھا کہ :

"...... اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو (یعنی مرزا قادیانی کو_ ناقل) امکانی ولی و ملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہو جاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام و ولایت کا امکان جما رکھا، اور اس کو حامی اسلام بنا رکھا تھا. لہٰذا اسی اشاعۃ السنۃ کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرادے اور تلافی مافات عمل میں لاوے، اور جب تک یہ تلافی پوری نہ ہولے تب تک بلا ضرورت شدید کسی دوسرے مضمون سے تعرض نہ کرے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3 و 4)

اس تحریر میں مولانا بٹالوی نے جو الفاظ لکھے ہیں کہ:

" کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہو چکا تھا".

یہ مولانا غلام دستگیر قصوری کے حاصل کردہ فتاویٰ ہی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف ہندوستان اور عرب کے علماء سے فتویٰ انہی نے لیا تھا.

قارئین محترم! گزشتہ اقساط میں ہم نے مرزا قادیانی کی اولین تصنیف "براہین احمدیہ" کے پہلے چار حصوں کی اشاعت (1880ء تا1884ء) کے وقت اور اس کے فوراً بعد اس کی اس کتاب کے بارے میں مختلف علماء اسلام کے رد عمل کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور کوشش کی ہے کہ واقعات و حقائق کو انہی لوگوں کی تحریروں سے پیش کیا جائے جو اس زمانے میں موجود تھے ، اپنی تحقیق کا زیادہ تر مواد ہم نے معروف اہل حدیث عالم مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی مرحوم کے رسالہ "اشاعۃ السنۃ" سے لیا ہے، مثلاً مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کے اشاعۃ السنۃ سے ہمیں یہ علم ہوا کہ :

1) جب مرزا کی کتاب براہین احمدیہ شائع ہوئی تو 1884ء میں لدھیانہ کہ مولانا عبد القادر کے بیٹوں مولوی عبد العزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبد اللہ (رحمہم اللہ) نے مرزا قادیانی کی تکفیر کردی تھی (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر6 جلد7 صفحات 170 – 171)

2) اسی اشاعۃ السنۃ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جن علماء لدھیانہ نے اس وقت مرزا قادیانی کی تکفیر کی تھی انہوں نے اس تکفیر کی وجہ یہ پیش کی کہ براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے جو الہامات لکھے ہیں ان میں اپنے آپ کو ان کمالات جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے، اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء سابقین کے خطاب میں وارد ہوئی ہیں اپنے آپ کو مورد نزول بتایا ہے (یعنی یہ دعوی کیا ہے کہ یہی آیات اسے بھی الہام ہوئی ہیں) پھر اس کے دعوائے نبوت میں کیا کسر رہی؟ علاوہ برآں بہت سے عربی و انگریزی وفارسی فقرات اسے اس کتاب میں درج ہیں جن سے مؤلف کا دعوائے نبوت مترشح ہوتا ہے.. ان دلائل تکفیر کے علاوہ ان حضرات نے مرزا کے الہامات پر اور بھی کئی اعتراضات کیے. (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر6 جلد7 صفحات 172 تا174).

3) اسی اشاعۃ السنۃ سے ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے اسی وقت مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کی تائید اور اس کے دفاع میں تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ایک تبصرہ اور ریویو لکھا تھا جو اشاعۃ السنۃ کی جلد 7 کے شماروں 6، 7، اور 9، 10، 11 میں شائع ہوا، اس ریویو میں جہاں مولانا بٹالوی نے مرزا کی اس کتاب کی تعریف و توصیف کی، وہیں ان حضرات پر بھی شدید تنقید کی جنھوں نے مرزا کی اس کتاب پر اعتراضات کیے یا مرزا کی تکفیر کی تھی، اور اسی ریویو کہ اختتام پر مولانا بٹالوی نے "براہین احمدیہ" کی پبلسٹی کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے بارے میں اپنے سابقہ حسن ظن کی بناء پر یہ لکھ دیا کہ : ""اس کتاب کی

خوبی اور بحق اسلام نفع رسانی اس کتاب کو بچشم انصاف پڑھنے اور ہمارے ریویو کو دیکھنے والوں کی نظروں میں مخفی نہ رہے گی، لہذا بحکم.. ہل جزاء الاحسان الا الاحسان.. کافہ اہل اسلام پر (اہل حدیث ہوں خواہ حنفی شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اس کی مصاریف طبع کی اعانت واجب ہے، مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے، اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک کو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت دلائل عقلیہ وقرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات و خوارق مراد کہتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کرلے، پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہ حق نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گھر ایک نسخہ کتاب اس کی ادنی قیمت دے کر خرید کریں (بٹالوی صاحب نے یہاں حاشیے میں مکمل کتاب کی قیمت 25 روپے درج کی ہے_ ناقل) اور اس پر یہ شعر پڑھیں.. شعر: جمادے چند دادم جان خریدم... بحمد اللہ کے بس ارزان خریدم (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر 11 جلد 7 صفحہ 348).

4) اسی اشاعۃ السنۃ میں ہمیں مولانا بٹالوی مرحوم کی مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" کے بارے میں یہ دعا بھی ملتی ہے: "اے خدا اپنے طالبوں کے رہنما ان پر ان کی ذات سے ان کے ماں باپ سے تمام جہانوں کے مشفقون سے زیادہ رحم فرما، تو اس کتاب (یعنی "براہین احمدیہ"_ ناقل) کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے اور اس کی برکات سے ان کو مالا مال کردے، اور کسی اپنے صالح بندہ کے طفیل اس خاکسار شرمسار گناہگار کو بھی اپنے فیوض اور اس کتاب کی اخص برکات سے فیض یاب کر. آمین. وللأرض من كأس الكرام نصیب. (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر 11 جلد 7 صفحہ 348)

5) پھر اسی اشاعۃ السنۃ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب بعد میں مولانا بٹالوی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ انہوں نے مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کے حق میں ریویو لکھ کر غلطی کی تھی تو پھر انہوں نے مرزا کی اسی کتاب کو "مجموعہ کفریات" لکھا اور اس میں موجود الہامات کو مجموعہ خرافات و اباطیل و احتلامات شیطانیہ تسلیم کیا، اور یہ اقرار کیا کہ مرزا قادیانی نے اپنی اسی کتاب میں اپنے ولی اور نبی ہونے کا روپ جمایا تھا، چنانچہ بعد میں مولانا بٹالوی نے اسی کتاب "براہین احمدیہ" کے بارے میں اپنی رائے یوں ظاہر کی: "اشاعۃ السنۃ نے جس قدر کادیانی کو اس کے سابق دعوائے نصرت اسلام کی نظر سے مسلمان جان کر اور اس کی

کتاب براہین کی جھوٹی لاف زنیوں سچے وعدے سمجھ کر اس پر ریویو لکھ کر اونچا کیا تھا، اس سے وہ چند اسکے چھپے کفر کے ظاہر ہو جانے اور اس کی کتاب براہین کے مخفی الحادات کھل کھل جانے پر اسے نیچے گرا دیا اور تحت الثریٰ تک پہنچا دیا ہے ۔ اکثر بلاد ہندوستان و پنجاب و بمبئی و مدراس وغیرہ کے گلی کوچہ میں اس کے کفریہ عقائد و مقالات کو شائع و مشتہر کرکے مسلمانوں کو بخوبی آگاہ کر دیا ہے کہ یہ شخص زندیق و ملحد ہے اور اس کی تصانیف جن میں براہین کے فریب آمیز وذوالوجوہ عبارات و بیانات بھی داخل ہیں مجموعہ کفریات ہیں". (اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 15 صفحہ 8) ، پھر سنہ 1895ء میں مولانا بٹالوی نے لکھا کہ وہ: "براہین کو ایک مدت سے جب سے کہ کادیانی اسلام سے مرتد ہو کر کفر بکنے لگ گیا ہے مجموعہ خرافات واباطیل اور اس کے مندرجہ الہامات کو احتلامات شیطانیہ و گوزہائے شتر (یعنی اونٹ کے پاد_ناقل) جانتے ہیں" (اشاعۃ السنۃ، نمبر 7 جلد 18 صفحہ 202 و 203) اسی طرح مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کو ایک اور جگہ " مجموعہ احتلامات شیطانی" لکھا (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 18، صفحہ 131) اور پھر سنہ 1904ء میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے زیر عنوان "کرشن قادیانی اور مسلمانان" یوں لکھا: " قادیان کے کرشن (مرزاغلام احمد) مہاراج نے پہلے وکیل و مناظر غیر اقوام منجانب اسلام کا روپ بھرا تھا، اور قرآن واسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل قرآن ہی سے نکالنے کا وعدہ دے کر (بحسب اعتراف خود) دس ہزارہ روپیہ مسلمانوں کا بٹورا وازانجا کہ ان تین سو دلائل کا وجود کتاب براہین میں تو کب ہوتا اس کے دماغ میں بھی نہ تھا، لہٰذا اس کتاب کے تیسرے حصے (یا جلد) سے ایک اور روپ ولی اور نبی بننے کا جمایا، اور وحی والہام (جو انبیاء و اولیاء کا خاصہ ہے) کا دعوی کرکے پیری مریدی کا جال بچھایا-ان الہاموں میں کبھی آپ نے آدم علیہ السلام کا روپ بھرا کبھی حضرت عیسی وآنحضرت ودیگر انبیاء علیہم السلام کا اوتار لیا اور اس ذریعے سے بہت سے عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں کو اپنے دام میں پھنسایا" (اشاعۃ السنۃ، نمبر 8 جلد 20 صفحہ 226 و 227).

6) اسی اشاعۃ السنۃ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کئی سال بعد مولانا بٹالوی پر بھی مرزا کا کفر واضح ہو گیا تو سنہ 1891/1890 میں (علماء لدھیانہ کے فتوائے تکفیر کے تقریباً چھ سات سال بعد) انہوں نے خود مرزا کے خلاف کفر کے فتوے حاصل کیے اور انہیں اسی اشاعۃ السنۃ میں شائع کیا، اسی سلسلے میں جب مولانا بٹالوی نے ان علماء لدھیانہ سے بھی فتویٰ لینا چاہا جنہوں نے 1884ء میں اپنا فتویٰ دے دیا تھا، تو ان علماء نے مولانا بٹالوی

مرحوم کو اپنی ایک تحریر لکھ کر بھیج دی جس میں انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ :" چونکہ ہم نے فتویٰ سنہ 1301 ہجری میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا جاری کر دیا تھا. یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعوی ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں" (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر 12 جلد 13 صفحہ 381)، اور مولانا بٹالوی نے بکمال دیانت ان علماء لدھیانہ کا یہ بیان اپنے رسالے میں شائع کر دیا اور اس پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا.

7) ہم نے یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ سنہ 1986ء میں لاہور کے ایک ادارے نے جب مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کا شائع کردہ فتویٰ پاکستان میں شائع کیا تو ایک تو اس کا عنوان تبدیل کر دیا اور دوسرا اس فتوے سے وہ حصہ نکال دیا جس میں علماء لدھیانہ کا مندرجہ بالا بیان تھا، اس کی وجہ سوائے ضد اور عناد کے ہماری سمجھ میں نہیں آتی.

اسی طرح جب ہم مرزا قادیانی کی تحریرات پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں بھی یہ بات ملتی ہے کہ مرزا قادیانی کی تکفیر سب سے پہلے لدھیانہ کے علماء نے ہی کی تھی، مثلاً :

1) سنہ 1905ء میں مرزا قادیانی نے لدھیانہ میں (قادیانیوں کے بقول) ہزاروں لوگوں کے سامنے ایک لکچر دیا تھا، اس میں مرزا قادیانی نے "لدھیانہ" کا ذکر کرتے ہوئے کہا : "میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا" (لکچر لدھیانہ، رخ 20 صفحہ 249).

2) مرزا قادیانی نے ایک جگہ اپنی کتاب براہین احمدیہ میں درج الہامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ : "ان سب مقامات کا مولوی محمد حسین صاحب نے ریویو لکھا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان الہامات کو براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا، آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور عبدالعزیز کے" (اربعین نمبر 2، رخ 17 صفحہ 366).

یوں ہمیں معلوم ہوا کہ لدھیانہ کے ان علماء نے ہی مرزا قادیانی کے خلاف سب سے اولین فتوائے کفر دیا تھا، لہٰذا جب ان علماء کے (1884ء میں) شدید ناقد مولانا بٹالوی مرحوم خود بار بار یہ تسلیم کرتے ہیں کہ لدھیانہ کے علماء

نے ہی 1884 میں مرزا کی تکفیر کی تھی، نیز جس کی تکفیر کی تھی یعنی مرزا قادیانی وہ بھی خود اقراری ہے کہ اس پر سب سے اول کفر کا فتویٰ لدھیانہ کے چند مولویوں نے ہی دیا تھا، تو پھر اس بات کا انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہ جاتی، اور نہ ہی اس انکار کی کوئی ضرورت ہے، کیونکہ بعد میں ایک وقت آیا کہ مولانا بٹالوی سمیت تمام علماء اسلام کا مرزا قادیانی کی تکفیر پر اتفاق ہوگیا تھا، لہٰذا جو حضرات شد ومد کے ساتھ اس بات پر مباحثہ کرتے ہیں کہ علماء لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا کی تکفیر نہیں کی تھی ان کے اس انکار کی کوئی وجہ ہماری سمجھ نہیں آتی، کیونکہ انہوں نے جن وجوہات کی بنیاد پر تکفیر کی تھی (جن کا ذکر مولانا بٹالوی نے اپنے ریویو میں بھی کیا ہے) اگرچہ اس وقت دوسرے کچھ حضرات نے ان وجوہات کی تاویل کرکے فتوائے کفر دینے میں احتیاط سے کام لیا تھا، لیکن وقت نے ثابت کردیا کہ جو بات لدھیانہ کے علماء نے سمجھی تھی آخر کار وہی ہوئی اور پھر مولانا بٹالوی جیسوں کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ واقعی مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کا شمار ان کتابوں میں ہی ہوتا ہے جو "مجموعہ کفریات" ہیں، یوں لدھیانہ کے علماء کا فہم وفراست درست ثابت ہوا۔

اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ اس زمانے میں قصور کے ایک اور عالم مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کے رد نیز مولانا بٹالوی کی طرف سے ان کے ریویو میں مرزا قادیانی کے الہامات کی جو تاویلات کی گئیں تھیں ان کے رد میں ایک رسالہ بنام "تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ" اردو میں لکھا اور اس کی ایک نقل مرزا قادیانی کو بھیج کر اس سے توبہ کا تقاضا کیا، مرزا قادیانی نے چپ سادھ لی تو مولانا قصوری نے ہندوستان کے کئی علماء سے اس رسالے پر تقریظات لکھوائیں جن میں مرزا قادیانی کا مدعی نبوت، مدعی الہام جیسے دعووں کو مبرہن کیا گیا اور اس کے عقائد کو اسلام اور اہل اسلام کے منافی قرار دیا گیا، ان علماء کرام کی آراء آجانے کے بعد مولانا قصوری نے مرزا قادیانی کو پھر دعوت اسلام دی جسے پھر مرزا قادیانی نے نظر انداز کردیا، تو مولانا قصوری نے شوال 1303 ہجری بمطابق جولائی 1886ء میں تحقیقات دستگیریہ کا عربی ترجمہ کیا اور اس کا نام "رجم الشیاطین بردّ اغلوطات البراہین" تجویز کیا، ہندوستان کے علمائے کرام کے فتووں اور مرزا قادیانی کی کتاب کے متعلقہ حصوں پر مشتمل دستاویزات تیار کرکے حرمین شریفین کے ائمہ ومفتیان سے فتوے طلب کیے، 1305 ہجری (1888ء) میں مولانا قصوری کو حرمین سے بھی فتویٰ جات موصول ہوگئے، وہ فتاویٰ جات لے کر آپ امرتسر گئے اور اور بعض رؤساء اور اسلامی درد رکھنے والے موثر حضرات کے ذریعے مرزا قادیانی سے رابطہ کیا کہ اب بھی وقت ہے آپ توبہ کرکے

مسلمان ہونے کا اعلان کریں، بعض رؤساء نے پھر مرزا قادیانی کو مباحثہ و مناظرہ کے لئے بلایا لیکن وہ انکاری رہا... ہم ان تمام واقعات کا خلاصہ مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کی ہی اپنی کتاب سے نقل کر چکے جس سے یہ بھی ثابت ہوچکا کہ سب سے پہلے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کا باقاعدہ ردانہی حنفی عالم مولانا غلام دستگیر قصوری کی جانب سے لکھا گیا.

یہ حوالہ بھی ہم نقل کر چکے کہ مولانا بٹالوی نے 1891ء میں اس بات کا اقرار کیا تھا کہ :

"...... اشاعۃ السنۃ کا ریویو اس کو (یعنی مرزا قادیانی کو_ناقل) امکانی ولی و ملہم نہ بناتا تو وہ اپنے سابقہ الہامات مندرجہ براہین احمدیہ کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی نظروں میں بے اعتبار ہوجاتا، کیونکہ بہت سے علماء مختلف دیار ہندوستان و پنجاب و عرب کا ان الہامات کے سبب اس کی تکفیر و تفسیق و تبدیع پر اتفاق ہوچکا تھا، صرف اشاعۃ السنۃ کے ریویو نے فرقہ اہل حدیث اور اپنے خریداروں کے خیال میں اس کے الہام و ولایت کا امکان جمار کھا، اور اس کو حامی اسلام بنار کھا تھا. لہٰذا اسی اشاعۃ السنۃ کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک قرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا ویسا ہی ان دعاوی جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرادے اور تلافی مافات عمل میں لاوے..." (اشاعۃ السنۃ، نمبر 1 جلد 13، صفحہ 3 و 4)، جس سے معلوم ہوا کہ مولانا بٹالوی کو، مولانا غلام دستگیر قصوری کی کاروائی کا علم تھا کہ انہوں نے بہت سے علماء عرب و عجم سے فتوے حاصل کیے ہیں.

کچھ حضرات کو میری تحریر سے میرے بارے میں یہ غلط فہمی ہوئی کہ میں رد قادیانیت میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی خدمات کا معترف نہیں ہوں، یا میں نے ان کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے، تو اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، میں نے تو اپنے اس مضمون کا زیادہ تر مواد مولانا بٹالوی سے ہی لیا ہے، اگر میرے نزدیک وہ قابل اعتماد نہ ہوتے تو میں ان کے اشاعۃ السنۃ سے مواد کیوں لیتا؟.

آج میرا سوال ان لوگوں سے ہے جو اس ضد پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ ہم نے ہر صورت اس بات کا انکار کرنا ہے کہ علماء لدھیانہ نے مرزا قادیانی کے بارے میں اولین فتوائے کفر دیا تھا، کیا وہ آج مرزا قادیانی کی کتاب "براہین احمدیہ" (روحانی خزائن کی جلد 1) کو سامنے رکھ کر یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ اس کتاب میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں، اور کوئی کلام ایسا نہیں جو کفریہ دکھتا ہو؟؟ اگر پوری کتاب نہیں پڑھ سکتے تو روحانی خزائن کی جلد 1 کے

آخر میں (بزعم خود) مرزا کے عربی، اردو، فارسی اور انگریزی الہامات کا انڈکس موجود ہے، ان صفحات کا مطالعہ کر کے بتائیں کہ کیا آپ کے نزدیک اس میں کوئی چیز خلاف شرع نہیں؟؟

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

قارئین محترم! اس قسط میں ہم چند شبہات واعتراضات کا مختصر جائزہ لیں گے جو مرزا قادیانی کے خلاف علماء لدھیانہ کے فتوائے تکفیر کے بارے میں اٹھائے جاتے ہیں.

اعتراض نمبر1:

یہ جھوٹ ہے کہ علماء لدھیانہ میں سے کسی نے 1884ء میں مرزا قادیانی کی تکفیر کا فتویٰ دیا تھا.

جواب:

آج 1884ء پر تقریباً 134 سال گزر چکے ہیں، اور آج کے ان معترضین میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو 1884ء میں اس دنیا میں موجود تھا، لہٰذا کیوں نہ اُس زمانے کے لوگوں سے پوچھا جائے کہ ایسا کوئی فتویٰ جاری ہوا تھا یا نہیں؟ اور کیوں نہ ان سے پوچھا جائے جو علماء لدھیانہ کے ہم مسلک بھی نہیں تھے بلکہ ان کے مخالف تھے؟ تو آیئے پوچھتے ہیں مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم سے جن کے اپنے بقول ان کی علماء لدھیانہ کے ساتھ مخالفت 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد سے چلی آرہی تھی، مولانا بٹالوی مرحوم نے سنہ 1884ء میں مرزا کی کتاب براہین احمدیہ کے حق میں تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ایک مفصل تبصرہ لکھا تھا اسی تبصرے میں مولانا بٹالوی نے لدھیانہ کے ان علماء کا نام لے کر ذکر کیا ہے اور یوں لکھا ہے:

" ناظرین ان کا یہ حال سن کر متعجب اور اس امر کے منتظر ہوں گے کہ ایسے دلیر اور شیر بہادر کون ہیں جو سب علماء وقت کے مخالف ہو کر ایسے جلیل القدر مسلمان (یعنی مرزا قادیانی_ ناقل) کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنے مہربان گورنمنٹ کے (جس کے ظل حمایت میں باامن شعار مذہبی ادا کرتے ہیں) جہاد کو جائز سمجھتے ہیں. ان کے دفع تعجب اور رفع انتظار کے لیے ان حضرت کے نام بھی ظاہر کر دیتے ہیں، وہ مولوی عبدالعزیز و مولوی محمد وغیرہ پسران مولوی عبدالقادر ہیں جن سب کا سنہ 57 سے باغی وبدخواہ گورنمنٹ ہونا ہم اشاعۃ السنۃ نمبر 10 جلد 6 وغیرہ میں ظاہر وثابت کر چکے ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 6، صفحہ 171 حاشیہ)

غور فرمائیں! مولانا بٹالوی یہ 1884ء میں لکھ رہے ہیں کہ مولوی عبدالقادر لدھیانوی مرحوم کے شیر اور بہادر پسران (بیٹے) مرزا جیسے جلیل القدر مسلمان کی تکفیر کر رہے ہیں.

پھر انہی مولانا بٹالوی مرحوم نے لدھیانہ کے ان علماء کو "فریق مکفِّر" (یعنی وہ فریق جو مرزا کی تکفیر کرنے والا ہے) لکھا (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7 صفحہ 173).

حتی کہ مولانا بٹالوی نے یہ تک بیان کیا ہے کہ یہ حضرات جنھوں نے مرزا کی تکفیر کی ہے وہ اپنی تکفیر کی کیا وجہ پیش کرتے ہیں، چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں کہ :

"اور فریق دوم (لودھانوی مدعیان اسلام) اپنی تکفیر کی یہ وجہ پیش کرتے ہیں کہ ان الہامات میں مؤلف (یعنی مرزا قادیانی_ناقل) نے پیغمبری کا دعوی کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کمالات کا جو انبیاء سے مخصوص ہیں محل ٹھہرایا ہے اور ان آیات قرآنیہ کا جو خاص آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے سابقین کے خطاب میں وارد ہیں مورد نزول قرار دیا ہے..." .

(اشاعۃالسنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 172).

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر لدھیانہ کے ان علماء نے مرزا قادیانی کی اس وقت یعنی 1884ء میں تکفیر نہیں کی تھی تو کیا مولانا بٹالوی صاحب ان حضرات پر جھوٹا الزام لگا رہے ہیں کہ انہوں نے مرزا کی تکفیر کی ہے؟.

بلکہ خود وہ شخص جس کی تکفیر کی یہ بات ہو رہی ہے یعنی مرزا قادیانی وہ بھی لدھیانہ شہر کا ذکر کرتے ہوئے 1905 میں اقرار کرتا ہے کہ :

"میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا" .

(لکچر لدھیانہ، رخ 20 صفحہ 249).

لہٰذا آج ایک صدی کے بعد پیدا ہونے والے چند نام نہاد محققین کا یہ کہنا کہ لدھیانہ کے علماء نے مرزا قادیانی کی تکفیر کا کوئی فتویٰ نہیں دیا تھا یہ نہ صرف خلاف حقیقت ہے بلکہ ان کی طرف سے اپنے ہی ہم مسلک مولانا محمد حسین بٹالوی کی تکذیب بھی ہے.

اعتراض نمبر 2:

اگر ایسا کوئی فتویٰ علماء لدھیانہ نے دیا تھا تو وہ کہاں ہے؟ پیش کیا جائے تاکہ ہم دیکھیں کہ اس فتوے میں کیا لکھا تھا اور کن وجوہ کی بناء پر دیا گیا تھا.

جواب:

آپ کے لیے وہ فتویٰ دیکھنا کیوں ضروری ہے؟ جس زمانے میں یہ دیا گیا تھا اس وقت کے علماء نے وہ دیکھ لیا تھا اور خاص طور پر مولانا محمد حسین بٹالوی نے دیکھ لیا تھا، کیا مولانا بٹالوی نے یونہی اپنی طرف سے یہ ہوائی اڑادی تھی کہ لدھیانہ کے ان حضرات نے مرزا کی تکفیر کی ہے اور ان وجوہات کی بنیاد پر کی ہے؟ یا واقعی ان کی نظر سے یہ تکفیر اور وجوہات گزری تھیں؟ بینوا توجروا.. کیا آج اس فتوے کی نقل آپ کے سامنے نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ فتویٰ ہی نہیں دیا گیا تھا؟ یا فتویٰ شمار ہی وہ ہوتا ہے جو باقاعدہ کسی اخبار میں چھپ جائے؟.

پھر آپ نے فتوے کی وجوہات جان کر کیا کرنا ہے؟ کیا وجوہات آپ کو بتائی جائیں تو یہ ثابت ہوگا کہ فتویٰ نہیں دیا گیا تھا؟ لہٰذا سوال یہ نہیں کہ فتوے کی وجوہات آپ کے یا مولانا بٹالوی یا کسی اور کے نزدیک درست نہیں تھیں، بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا لدھیانہ کے علماء کے نزدیک یہ وجوہات مرزا کی تکفیر کے لیے کافی تھیں یا نہیں؟ ہر مفتی کا اپنا انداز ہوتا ہے اور اپنا فہم ہوتا ہے.

اعتراض نمبر 3:

علماء لدھیانہ کے اس فتوے کی تائید دیوبند کے علماء نے نہیں کی تھی، بلکہ یہ حضرات خود دیوبند بھی گئے تھے اور وہاں کے علماء کے ساتھ ان کا اسی موضوع پر مباحثہ بھی ہوا تھا، لیکن دیوبند کے علماء کو یہ اپنے فتوے کے حق میں قائل نہ کرسکے لہٰذا ثابت ہوا کہ ان کے فتوے کی کوئی حیثیت نہیں رہی.

جواب:

سب سے پہلی بات یہ سمجھ لیں کہ لدھیانہ کے مولانا عبد القادر رحمہ اللہ کا خاندان علماء دیوبند کا شاگرد نہ تھا اور نہ ہی یہ لوگ دار العلوم دیوبند کے فاضل تھے، مولانا عبد القادر لدھیانوی خود براہ راست شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمہما اللہ) کے شاگرد تھے، یوں لدھیانہ کے علماء کا یہ گھرانہ خود ایک الگ مکتب فکر کی حیثیت رکھتا تھا، لہٰذا ان کے فتوے کے درست ہونے کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ دیوبند سے اس پر مہر لگتی، ہاں ان حضرات نے اپنے فتوے کے حق میں قائل کرنے کے لیے دیوبند کے اس وقت کے مفتی مولانا رشید احمد گنگوہی (رح) سے بحث ضرور کی، اور اس بحث کا انجام یہ ہوا کہ مولانا گنگوہی نے اپنی طرف سے یہ فرمادیا کہ مولانا یعقوب نانوتوی (جو اس وقت دیوبند میں استاد تھے) میرے بڑے ہیں، ان کے پاس چلے جائیں جو وہ فرمائیں گے وہی میرا موقف ہوگا،

اور جب لدھیانہ کے حضرات مولانا یعقوب نانوتوی (رح) کے پاس گئے تو ان کے ساتھ بھی فتوے پر بحث مباحثہ ہوا، آخر کار مولانا یعقوب نانوتوی نے یہ فرمایا کہ :

"میں غلام احمد کو اپنی تحقیق میں ایک آزاد خیال لامذھب جانتا ہوں، اور چونکہ آپ (یعنی علماء لدھیانہ_ناقل) قریب الوطن ہونے کی وجہ سے اس کے تمام حالت سے بخوبی واقف ہیں اس کی کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، اس کے علاوہ آپ نے اس شخص کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی ہے اور میں نے اور مولانا رشید احمد صاحب نے اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا".. (بحوالہ: رئیس قادیان، صفحہ 379، 380)

لیکن لدھیانہ کے یہ علماء اپنے موقف پر قائم رہے اور وہاں سے واپس آ گئے، مولانا یعقوب نانوتوی (رح) کی وہ بات بڑی اہم ہے جو اوپر منقول ہوئی، آپ نے مرزا قادیانی کو ایک لادین اور آزاد خیال شخص کہا، آپ نے علماء لدھیانہ سے کہا کہ میں آپ کو مرزا قادیانی کی تکفیر سے منع نہیں کرتا، اور ساتھ ہی یہ بھی وضاحت فرمادی کہ آپ چونکہ اس کے قریب کے علاقے میں رہتے ہیں اس لیے جتنا آپ اس سے واقف ہیں ہم یہاں دیوبند والے اتنا اس سے واقف نہیں (یاد رہے یہ بات ہو رہی ہے 1884ء کی جب ابھی تک مرزا کی صرف ایک کتاب آئی تھی) نیز مولانا یعقوب نانوتوی نے یہ بھی فرمایا کہ : آپ نے اس کی کتاب براہین احمدیہ پڑھی ہے، جبکہ نہ میں نے پڑھی ہے اور نہ ہی مولانا رشید احمد گنگوہی نے پڑھی ہے... جس سے یہ بات بھی سمجھ آ گئی کہ ان حضرات نے مرزا پر فتوائے کفر لگانے میں احتیاط سے کیوں کام لیا، ممکن ہے وہ مکمل کتاب پڑھتے تو ان کی رائے یہ نہ ہوتی، واللہ اعلم بالصواب.

لہٰذا علماء لدھیانہ کا فتویٰ اپنی جگہ قائم و دائم رہا، ان کا فتویٰ نہ دیوبند کی تائید کا محتاج تھا اور نہ ہی کسی اور مفتی کی تصدیق کا، وہ خود مستند علماء و مفتیان تھے.

جو لوگ علماء لدھیانہ کے فتوے کو غلط ثابت کرنے کے لئے دیوبند کے علماء کا نام لیتے ہیں ان میں اگر تھوڑا سا بھی انصاف ہو تو وہ کم از کم یہ ضرور تسلیم کریں کہ علماء دیوبند کے نزدیک مرزا قادیانی اس وقت بھی ایک لادین اور آزاد خیال تھا، جیسا کہ مولانا یعقوب نانوتوی نے اپنی آخری رائے یہی دی تھی، لیکن یہ حضرات تو اس پر سارا زور لگاتے ہیں کہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ لکھنے کے بعد بھی ایک جلیل القدر مسلمان ہی تھا اور اس کی یہ گمراہ کن کتاب اسلام کی تائید میں تالیف کی گئی تھی، بلکہ مولانا بٹالوی مرحوم نے تو "براہین احمدیہ" کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا کہ :

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا، اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی ولسانی وو قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں کم ہی پائی گئی ہے.".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 6 جلد 7، صفحہ 169).

اعتراض نمبر 4:

علماء لدھیانہ نے دیوبند سے واپسی کے بعد اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد انہوں نے مرزا کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں دیا اور نہ کچھ اس کے خلاف شائع کیا.

جواب:

علماء لدھیانہ کے رجوع کے بارے میں نہ تو مولانا بٹالوی نے کچھ لکھا (جبکہ مولانا بٹالوی 1857ء سے ان کے مخالف چلے آرہے تھے)، نہ ہی مرزا قادیانی نے کچھ اس کا ذکر کیا اور نہ ہی علماء لدھیانہ نے کہیں ذکر کیا کہ ہم نے اپنے فتوے سے رجوع کر لیا ہے، ہاں اگر کوئی ایسا واقعہ ثابت کر دیا جائے کہ اس کے بعد کسی نے علماء لدھیانہ سے مرزا قادیانی کے بارے میں فتویٰ پوچھا ہو اور انہوں نے جواب میں یہ کہا ہو کہ "اب ہم اسے کافر نہیں کہتے" یا "ہم نے اپنا پہلا فتویٰ واپس لے لیا ہے" تو اس پر غور کیا جاسکتا ہے، لیکن ابھی تک ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہو سکی، بلکہ علماء لدھیانہ کے اپنے ایک بیان سے جو خود مولانا بٹالوی نے اپنے اشاعۃ السنۃ میں شائع کیا یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ بدستور اپنے فتوے پر قائم و دائم رہے تھے، تفصیل اس کی یوں ہے کہ جب کئی سال بعد مولانا بٹالوی پر بھی مرزا کا کفر واضح ہوگیا تو سنہ 1891/1890 میں (علماء لدھیانہ کے فتوائے تکفیر کے تقریباً چھ سات سال بعد) انہوں نے خود مرزا کے خلاف کفر کے فتوے حاصل کرنے شروع کیے، اسی سلسلے میں جب مولانا بٹالوی نے ان علماء لدھیانہ سے بھی فتویٰ لینا چاہا جنہوں نے 1884ء میں اپنا فتویٰ دے دیا تھا، تو ان علماء نے مولانا بٹالوی مرحوم کو اپنی ایک تحریر لکھ کر بھیج دی جس میں انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ : "چونکہ ہم نے فتویٰ سنہ 1301 ہجری میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کا جاری کر دیا تھا. یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعوی ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں شرعاً کافر ہیں" (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر 12

جلد13 صفحہ 381)، اس بیان کو مولانا بٹالوی نے بکمال دیانت اپنے رسالے میں شائع کردیا اور اس پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا، حالانکہ اگر علماء لدھیانہ کی یہ بات درست نہ ہوتی تو مولانا بٹالوی یہاں ضرور اشارہ فرمادیتے کہ ان حضرات نے فلاں وقت اپنے سابقہ فتوے سے رجوع کرلیا تھا.

نوٹ: لاہور، پاکستان کے ایک ادارے نے جب مولانا بٹالوی مرحوم کا یہ فتوی 1987ء میں شائع کیا جس میں علماء لدھیانہ کا مندرجہ بالا بیان منقول تھا تو انہوں نے علماء لدھیانہ کا یہ بیان حذف کردیا اور تحریف کے مرتکب ہوئے.

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ مرزا قادیانی نے (جس کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا گیا تھا) مولانا بٹالوی کے سنہ 899ء میں گورداسپور کی عدالت میں ایک اقرار نامے (جس میں یہ لکھا تھا کہ میں آئندہ مرزا قادیانی کو کافر، کاذب اور دجال نہیں لکھوں گا. اور جس کی تاویل تین سال بعد مولانا بٹالوی نے یہ کی تھی کہ اس سے مراد تھا کہ مباحثے کے دوران اسے کافر نہیں لکھوں گا) کو بنیاد بنا کر یہ لکھا تھا کہ بٹالوی صاحب نے اپنے 1891ء والے فتوے کی خود ہی نفی کردی (دیکھیں: تریاق القلوب، رخ 15 صفحہ 431 – 432) ، لیکن دوسری طرف مرزا قادیانی نے کہیں بھی یہ دعوی نہیں کیا کہ علماء لدھیانہ نے فلاں وقت اپنے فتوے کی نفی کردی تھی.

نیز کیا جب کوئی مفتی کسی کے بارے میں فتویٰ دے تو اس مفتی پر لازم ہے کہ وہ بعد میں ہر دن یہ اعلان کرتا رہے کہ "میں اپنے فتوے پر قائم ہوں" ورنہ یہ سمجھ جائے گا کہ اس نے اپنے سابقہ فتوے سے رجوع کرلیا ہے؟؟.

اعتراض نمبر 5:

علماء لدھیانہ کا فتویٰ غلط تھا. براہین احمدیہ میں لکھی باتوں کی وجہ سے مرزا کی تکفیر بالکل درست نہ تھی.

جواب:

آپ کے نزدیک یہ فتویٰ غلط ہو، سو ہو، لیکن علماء لدھیانہ کی رائے یہی تھی کہ ان کا فتویٰ بالکل درست ہے، نہ آپ پر ان کا فتویٰ ماننا لازم ہے اور نہ ہی علماء لدھیانہ پر اپنی رائے ترک کرکے بٹالوی صاحب یا دوسرے مفتیان کی رائے پر عمل کرنا واجب تھا، ایک ہی مسئلہ میں دو یا دو سے زیادہ مفتیان کے فتاویٰ کا مختلف ہونا معمول کی بات ہے، یہ ضروری نہیں کہ کسی فتوے پر دنیا کے تمام مفتیان کا اتفاق ہو تو وہ فتویٰ درست ہوگا ورنہ نہیں، لیکن بعد میں یہ بات

ثابت بھی ہو گئی کہ علماء لدھیانہ کی رائے اور فتویٰ درست تھا، جب خود مولانا بٹالوی پر یہ حقیقت واضح ہو چکی کہ مرزا نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے نام نہاد الہامات کا وہی مطلب لیا ہے جو علماء لدھیانہ نے سمجھا تھا، تو اس وقت مولانا بٹالوی کو یہ لکھنا پڑا کہ :

"اشاعۃ السنۃ نے جس قدر کادیانی کو اس کے سابق دعوائے نصرت اسلام کی نظر سے مسلمان جان کر اور اس کی کتاب براہین کی جھوٹی لاف زنیوں سچے وعدے سمجھ کر اس پر ریویو لکھ کر اونچا کیا تھا، اس سے وہ چند اسکے چھپے کفر کے ظاہر ہو جانے اور اس کی کتاب براہین کے مخفی الحادات کھل کھل جانے پر اسے نیچے گرا دیا اور تحت الثری تک پہنچا دیا ہے. اکثر بلاد ہندوستان و پنجاب و بمبئی و مدراس وغیرہ کے گلی کوچہ میں اس کے کفریہ عقائد و مقالات کو شائع و مشتہر کر کے مسلمانوں کو بخوبی آگاہ کر دیا ہے کہ یہ شخص زندیق و ملحد ہے اور اس کی تصانیف جن میں براہین کے فریب آمیز وذو الوجوہ عبارات و بیانات بھی داخل ہیں مجموعہ کفریات ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 9 جلد 15 صفحہ 8).

نیز مولانا بٹالوی نے بعد میں تسلیم کیا کہ :

"براہین کو ایک مدت سے جب سے کہ کادیانی اسلام سے مرتد ہو کر کفر بکنے لگ گیا ہے مجموعہ خرافات و اباطیل اور اس کے مندرجہ الہامات کو احتلامات شیطانیہ و گوزہائے شتر (یعنی اونٹ کے پاد_ ناقل) جانتے ہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 7 جلد 18 صفحہ 202 و 203)

غور فرمائیں! مولانا بٹالوی پر آخر کار یہ بات واضح ہو گئی کہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ مجموعہ خرافات و اباطیل ہے (اباطیل "باطل" کی جمع ہے جس کا معنی جھوٹ ہوتا ہے_ ناقل) اور اس کتاب میں مرزا نے جو الہامات درج کیے ہیں (جن کا 1884ء میں مولانا بٹالوی ہی نے پر زور دفاع کیا تھا_ ناقل) دراصل شیطانی احتلام ہیں اور ان کی حیثیت اونٹ کے پاد سے زیادہ نہیں.

اسی طرح مولانا بٹالوی نے مرزا کی کتاب "براہین احمدیہ" کو ایک اور جگہ "مجموعہ احتلامات شیطانی" لکھا (دیکھیں: اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 18، صفحہ 131).

یہ سب اس بات کا ثبوت ہے کہ بھلے 1884ء میں لدھیانہ کے علماء کی رائے کے ساتھ دوسرے علماء کا اتفاق نہ رہا ہو، لیکن بعد میں یہ یقینی طور پر ثابت ہو چکا کہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ میں واقعی کفریات موجود تھیں.

لہٰذا علماء لدھیانہ نے چونکہ انہی کفریات کی وجہ سے مرزا کی تکفیر کی تھی لہٰذا ان کے فتوے کے درست ہونے کی تصدیق بھی بعد میں ہو گئی، اور آج کوئی مسلمان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ مرزا کی کتاب براہین احمدیہ میں کوئی کفریہ بات نہیں ہے.

اعتراض نمبر 6:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ لدھیانہ کے ان تین علماء نے دیا تھا، وہ مسلکی تعصب کا شکار ہیں، وہ مولانا محمد حسین بٹالوی سے بغض رکھتے ہیں، چونکہ مرزا کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ شائع کرنے کا سہرا 1891/1890 میں مولانا بٹالوی کے سر ہے لہٰذا ان لوگوں کو یہ برداشت نہیں ہوتا اس لیے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سب سے پہلا فتویٰ علماء لدھیانہ نے 1884ء میں دیا تھا.

جواب:

یہ تو "مدعی سُست اور گواہ چُست" والی بات ہے، خود مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم نے کہیں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مرزا قادیانی کے خلاف مجھ سے پہلے کسی نے بھی کفر کا فتویٰ نہیں دیا تھا، بلکہ انہوں نے ہی ہمیں یہ بتایا کہ 1884ء میں لدھیانہ کے علماء نے مرزا قادیانی کی تکفیر کر دی تھی، ہم تو بٹالوی صاحب کی بات کی تصدیق کرتے ہیں، بٹالوی صاحب کے ساتھ دشمنی اور بغض وہ لوگ رکھتے ہیں جو ان کے بیان کو تسلیم نہیں کرتے اور یہ نعرے لگاتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلا فتوائے تکفیر سنہ 1891/1890 میں ہی دیا گیا تھا اس سے پہلے کسی نے اس کی تکفیر نہیں کی تھی کیونکہ یہ حضرات مولانا بٹالوی کی تکذیب کر رہے اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مولانا بٹالوی نے لدھیانہ کے علماء پر (معاذاللہ) یہ جھوٹا الزام لگایا تھا کہ انہوں نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ہے.

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ضروری نوٹ:

اس مضمون میں جو حوالے دیے گئے ہیں وہ سب اصل مصادر سے خود دیکھ کر لیے گئے ہیں، کسی دوسری کتاب سے محض حسن ظن کی بناء پر نقل نہیں کیے گئے، اس لیے کسی بھی حوالے کا فوٹو یا سکین مطالبہ پر پیش کیا جا سکتا ہے.

(حافظ عبید اللہ — 02 مارچ 2019)

مندرجہ بالا مضمون کی ایک قسط میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کا ایک فیصلہ اور اسی عدالت میں مولانا محمد حسین بٹالوی اور مرزا غلام قادیانی دونوں کی طرف سے دستخط شدہ اقرار ناموں کو اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا گیا تھا، یہ قسط بطور ضمیمہ منسلک کی جارہی ہے

نقل فیصلہ مسٹر جے ایم دوئی صاحب بہادر آئی سی ایس
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور بمقدمہ مرزا غلام احمد ساکن قادیان
نمبر مقدمہ 1/3
سرکار قیصر ہند مستغیث بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم
الزام زیر دفعہ (107) مجموعہ ضابطہ فوجداری، تاریخ مرجوعہ 15 دسمبر 1899ء

حکم

ہم نے دو اقرار ناموں کا مسودہ مشتمل بر چھ دفعات طیار کیا ہے جس کو مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے خوشی سے منظور کر لیا ہے. ان اقرار ناموں کی نظر سے یہ مناسب ہے کہ کاروائی حال مسدود کی جائے، لہٰذا ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو رہا کرتے ہیں اور ہدایت کرتے ہیں کہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے بر خلاف کوئی کاروائی نہ کی جائے.
دستخط: ڈی ایم ڈوئی. ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ 25 فروری 1899ء

(بحوالہ: اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 100)

نقل اقرار نامہ مرزاغلام احمد قادیانی بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب بہادر، ڈپٹی کمشنر وڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مرجوعہ 5 جنوری 1899 ... فیصلہ 25 فروری 1899 ... نمبر بستہ قادیان

نمبر مقدمہ 1/3

سرکار دولتمدار بنام مرزاغلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور، ملزم زیر الزام زیر دفعہ (107) مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

اقرار نامہ

میں مرزاغلام قادیانی (مولانا بٹالوی نے اپنے رسالے میں لفظ "احمد" نہیں لکھا، بلکہ صرف "مرزاغلام قادیانی" لکھا ہے، اب یہ نہیں معلوم کہ اصل اقرار نامے میں بھی ایسا ہی تھا یا مولانا بٹالوی نے نقل کرتے ہوئے لفظ "احمد" نکال دیا_ناقل) بحضور خداوند تعالی باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

(1) میں ایسی پیش گوئی کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کیئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو خواہ عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الہی ہو گی۔

(2) میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد یا درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی خواہ مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الہی ہے یہ ظاہر کردے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔

(3) میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشا ہو یا جو ایسا منشار کھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی خواہ مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الہی ہوگا۔

(4) میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے میں، میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال کافر کاذب بطالوی نہیں لکھوں گا (بٹالوی ہجے بٹالوی ہونے چاہئیں جب یہ لفظ بطالوی کرکے لکھا جاتا ہے تو اس کا اطلاق باطل پر ہوتا ہے)

میں ان کی پرائیویٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔

(5) میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلے کے لیے بلاؤں کہ وے خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں تا کہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا یا کون جھوٹا ہے، نہ میں ان کو یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیش گوئی کرنے کو بلاؤں گا۔

(6) جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ 1 و 2 و 3 و 4 و 5 و 6 میں اقرار کیا ہے۔

العبد مرزا غلام احمد بقلم خود

گواہ شد خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی

دستخط جے ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

24 فروری 1899

(شائع شدہ: اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحات 101 تا 102)

یہ اقرار نامہ نقل کرنے کے بعد مولانا محمد حسین بٹالوی نے لکھا کہ:

"اسی مضمون کے اقرار نامے پر مجھ (یعنی مولانا محمد حسین بٹالوی_ناقل) سے بھی دستخط کرائے گئے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ اس میں بجائے اس اقرار لینے کے کہ بٹالوی کو بطالوی "ط" سے نہ لکھا جائے گا، یہ اقرار لیا گیا ہے کہ قادیانی چھوٹے کاف سے نہ لکھا جائے گا"۔

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 103)

مولانا بٹالوی لکھ رہے ہیں کہ جس طرح کے اقرار نامے پر مرزا قادیانی نے دستخط کیے ہیں، بالکل ویسے ہی اقرار نام پر مجھ سے بھی دستخط لیے گئے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا والے اقرار نامے میں جہاں مرزا کا نام تھا وہاں مولانا بٹالوی کا نام آگیا، نیز جیسا کہ مولانا بٹالوی نے خود لکھا ہے کہ مجھ سے بجائے یہ اقرار لینے کے کہ بٹالوی کو بطالوی نہ لکھا جائے گا یہ اقرار لیا گیا ہے کہ قادیانی کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جائے گا... تو اب آیئے دیکھتے ہیں مولانا بٹالوی نے جس اقرار نامے پر دستخط کیے اس کی شق نمبر 4 اس طرح بنتی ہے:

"میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مرزا غلام احمد یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے میں، میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات (یعنی مرزا قادیانی کی ذات) کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال کافر کاذب کادیانی نہیں لکھوں گا میں ان کی پرائیویٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو".

آگے مولانا بٹالوی نے لکھا ہے کہ:

"میں اس اقرار نامہ کے مطابق عمل کروں گا اور اس پر دوستوں کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بھی اس پر کاربند رہیں".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 103)

خود مولانا بٹالوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

"دفعہ 4 خاکسار اور مرزا دونوں کے متعلق ہے"

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 106)

اور مولانا بٹالوی نے یہ بھی تصریح کی ہے:

"وازنجا کہ یہ فیصلہ میرے منشاء اور اس تجویز موقوفی جنگ کی بابت میں دو دفعہ رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر 5 جلد 18 وغیرہ میں اعلان مشتہر کر چکا ہوں، عین مطابق ہوا ہے لہٰذا آئندہ قادیانی سے کسی قسم کا مباحثہ کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس کی ضرورت دیکھتا ہوں اور جو اس سے پہلے پانچ چھ سال تک ہوتا رہا ہے اس کو کافی و وافی سمجھتا ہوں وہ بھی اپنی تحریر سے مجھے مخاطب نہ کرے"

المشتہر: ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنۃ، من مقام بٹالہ، ضلع گورداسپور

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 103)

پھر آگے مولانا بٹالوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ :

"فیصلہ واقرار نامہ منقولہ بالاکے مضمون پر مجھ سے بھی دستخط کرائے گئے ہیں اور میں نے اس فیصلے کو اپنی منشاء کے عین مطابق سمجھ کر بڑی خوشی سے اور فوراً اُس پر دستخط کر دیے".

(اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 104)

نوٹ ضروری: یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ جس اقرار نامہ کا اوپر ذکر ہو رہا ہے اس پر دستخط ہوئے تھے فروری 1899ء میں، اور اوپر جس اشاعۃ السنۃ کے حوالے سے اس اقرار کی نقل پیش کی گئ ہے اور اس پر مولانا بٹالوی نے اپنی طرف سے چند وضاحتیں پیش کی ہیں یہ اشاعۃ السنۃ سنہ 1902ء کا ہے، یعنی مولانا بٹالوی یہ وضاحتیں اس اقرار نامے پر دستخط کے تین سال بعد دے رہے ہیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ یہاں مرزا قادیانی کے ایک اشتہار کا جواب دینے کی کوشش کر رہے ہیں جس کے بارے میں وہ خود لکھتے ہیں کہ یہ اشتہار مرزا نے 07 دسمبر 1899 کو شائع کیا تھا (دیکھیں اشاعۃ السنۃ، نمبر 4 جلد 19 صفحہ 103 اور اسی شمارے کا صفحہ 107).. یعنی مولانا مرزا کے اس اشتہار کا نوٹس بھی دو تین سال بعد لے رہے ہیں....

یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ 1899ء میں دستخط شدہ اس اقرار نامے میں مولانا بٹالوی نے یہ اقرار کیا کہ "میں آئندہ مرزا قادیانی کو کافر، کاذب نہیں لکھوں گا".... تین سال بعد بٹالوی صاحب نے اس کا یہ مطلب بیان کیا کہ "میں نے صرف مباحثے میں مرزا کو کافر و کاذب نہ لکھنے کے اقرار پر دستخط کیے تھے" .. تو اگر یہ وضاحت درست بھی ہو تو اقرار تو ثابت ہو جاتا ہے..اب بعد میں مولانا بٹالوی اپنے اس اقرار پر قائم رہے یا نہیں یہ اقرار کرنے والا ہی بتا سکتا ہے.

یہ قسط صرف ان حضرات کے لیے لکھی گئ ہے جو تاریخی حقائق کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور جن کے نزدیک ان کے مسلک سے باہر کے لوگوں کے کسی کارنامے کو مسخ کرنا ضروری ہے، اور وہ دوسرے علماء کے بارے میں ایسی موشگافیاں کرتے ہیں کہ فلاں نے مرزا قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا تھا لیکن بعد میں رجوع کر لیا تھا، اور دلیل یہ ہے کہ انہوں نے اس کے بعد مرزا کے خلاف کچھ نہیں لکھا... ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے یہ قسط پیش کی گئ ہے، قارئین اس اقرار نامے کو پڑھ کر خود ہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں، ہم اپنی طرف سے مولانا بٹالوی صاحب پر کوئی الزام نہیں قائم کر رہے، بلکہ یہ واقعہ صرف بطور الزامی جواب پیش کیا)

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر پر
مولانا عبداللہ لدھیانوی ؒ کا اولین فتوی ۱۸۸۴ء

فتاوی قادریہ

علماء لدھیانہ

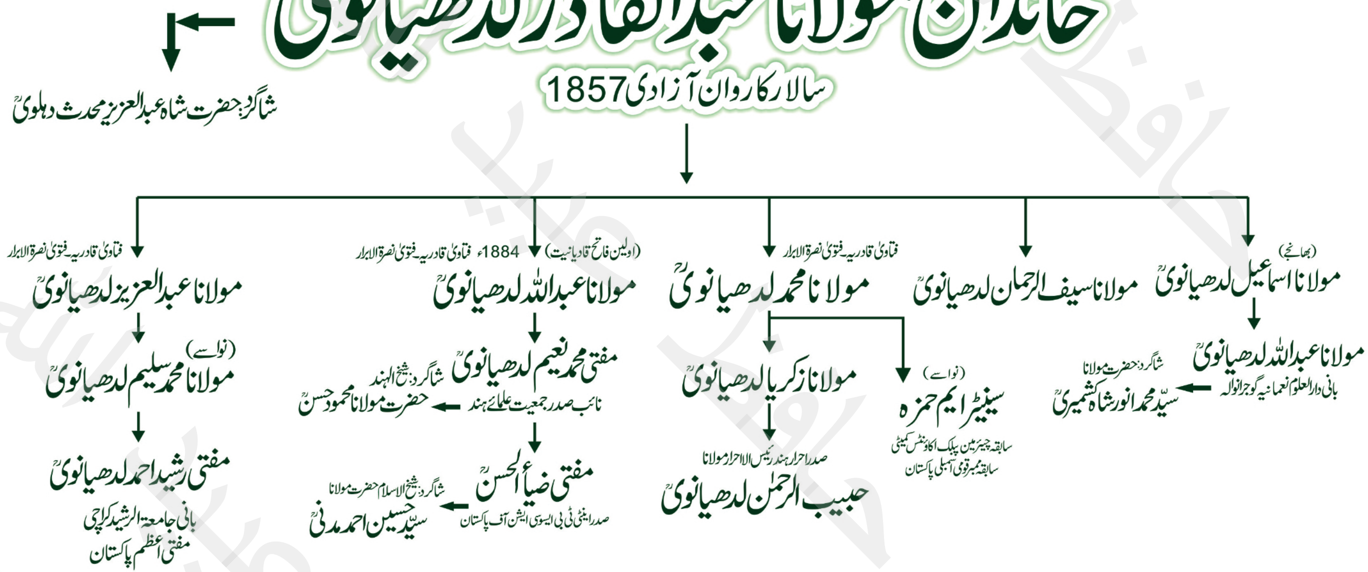
مولانا محمد لدھیانوی ؒ، مولانا عبداللہ لدھیانوی ؒ، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی ؒ

مرتب

مفتی ضیاء الحسین لدھیانوی ؒ

خاندان مولانا عبدالقادر لدھیانویؒ

سالار کاروان آزادی 1857



چونکہ یہ شخص غیر مقلدین کے نزدیک قطب اور غوثِ وقت تھا۔ محمد حسین لاہوری نے جو غیر مقلدین ہند کا مقتدا مشہور ہے، امداد قادیانی پر کمر باندھی اور اپنے رسالہ ماہواری میں ہماری مذمّت اور قادیانی کی تائید کرتا رہا۔ یعنی کلماتِ کفریہ کی اشاعت کو معاذاللہ اشاعۃ السنۃ قرار دیتا رہا۔

برعکس نہند نامِ زنگی کافور

لیکن اس ماہواری رسالہ کے ذریعہ سے بموجب شعر:

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔۔۔ خمیرِ مایۂ دوکانِ شیشہ گر سنگ است

اکثر اہل علم کو کلماتِ کفریہ قادیانی کے معلوم ہو گئے۔ اور ہمارے فتویٰ کی تصدیق کی ندا ہر طرف سے آنے لگی۔ یہاں تک کہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری نے ایک استفتاء قادیانی کے باب میں علماءِ حرمین کی خدمت میں روانہ کیا۔ مولانا مولویؒ مرحوم نے بعد کمال تتبع براہین احمدیہ ونہایت تفتیش رسالہ جات لاہوری کے یہ جواب لکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ باقی علماءِ حرمین نے اسی مضمون کے مطابق اپنی اپنی رائیں ظاہر کیں۔

پھر کچھ دیر بعد قادیانی نے بنا کنجر کی سرائے میں قیام کر کے بذریعہ مولوی عبدالقادر کے ہم کو صلح کا پیغام بدیں مضمون کہلا بھیجا کہ مخالفین دین محمدی ﷺ میرے پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب علماءِ اسلام تیرے پر تکفیر کا فتویٰ شائع کر رہے ہیں تو تو ہم کو اسلام کی طرف کس طرح دعوت دے رہا ہے۔

ع ۔۔۔ او کہ در خویشتن گم است کرا رہبری کند

مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ اگر صلح کرنی منظور ہے تو اپنے کلماتِ کفریہ سے بروز جمعہ برسرِ وعظ آکر تائب ہو یا گفتگو کر کے ہم کو ساکت کرے یا ہم سے مباہلہ کر لے۔ بجائے جواب الجواب مرزا اپنے مسکن قادیان میں جا کر خواب خرگوشی اختیار کر کے سو رہا۔

بعد اس کے ایک شخص نے کانگرس کی بابت آکر یہ سوال کیا کہ کانگریس میں شامل ہونا بہتر ہے یا نیچری کی جماعت میں شامل ہونا اولیٰ ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ نیچری کے ساتھ ملنا ہرگز درست نہیں۔ یہ شخص مرتد ہے۔ مرتد کے ساتھ علاقہ رکھنا شرعًا حرام ہے۔ اس شخص نے عیسیٰؑ کو معاذ اللہ

یوسف نجار کا بیٹا بر خلاف قرآن مجید کے قرار دیا ہے۔ عبدالقادر و شاہ دین وغیرہ معتقدین قادیانیوں نے غیر مقلدین سے مل کر یہ مشہور کیا کہ مولوی صاحبان ہندوؤں سے مل گئے ہیں اور ایک فتویٰ علماء کو دھوکہ دے کر ایسا تیار کیا کہ جس کا مضمون یہ تھا کہ جو شخص ہنود کی اعانت کرے اور مسلمانوں کو ضرر دیوے، وہ شخص کافر و فاسق ہے۔ بعد ازاں مولوی عبدالعزیز کے نام منسوب کر کے طبع کرا کر شائع کیا۔

جب علماء کو دھوکہ دینا ان کا معلوم ہوا، فوراً ہر عالم نے اپنا معذرت نامہ مولوی عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں روانہ کیا کہ ہمارا فتویٰ بالکل آپ کی نسبت نہیں، ہم آپ کو مصداق اس فتویٰ کے نہیں جانتے۔ آپ کو کافر جاننے والے خود کافر ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہیؒ و مولوی عبدالحق صاحبؒ مصنف تفسیر حقانی و مولوی غلام رسول صاحبؒ امرتسری بھی اس معذرت میں شامل ہیں۔ ان سب صاحبوں کے معذرت نامے رسالہ نصرت الابرار میں بطور اختصار کے درج کر کے شائع کیے گئے۔ جس شخص کو تفصیل وار حال معلوم کرنا ہو اس رسالہ کا ملاحظہ کر لے۔

اس وقت موقع پاکر مولوی شاہ دین و عبدالقادر نے غیر مقلدین سے مل کر محمود شاہ غیر مقلد کو بلوا کر ہمارے مقابلہ میں وعظ شروع کروایا۔ ہم نے فوراً جو اشتہار مولوی غلام دستگیر صاحب نے بابت چوری اور قید ہونے محمود شاہ مذکور کے سالہا سال سے شائع کیا ہوا تھا، از سرِ نَو طبع کر کے شائع کر دیا۔ اس وقت اکثر سکانِ بندہ ہٰذا نے اس کو بہتان سمجھا۔ جب کچھ دیر بعد محمود شاہ مذکور نے مولوی محمد حسن غیر مقلد لودھیانوی سے کچھ مبالغ بطور فریب کے بذریعہ منی آرڈر سہارنپور میں منگوائے۔ اور مولوی محمد حسن نے اس پر نالش کی اور اہل پولیس نے وہی مِسَل جس میں اس کا قید ہونا بابت چوری کے درج تھا، برآمد کرائی۔ تب سب کہنے لگے کہ مولوی صاحبان کا اشتہار سچا تھا۔ اسی طرح محمد حسین لاہوری نے جب خیال کیا کہ علماء حرمین اور اکثر علماءِ ہند نے قادیانی کی تکفیر پر مولویان لدھیانیوں کے ساتھ جن کے میں برخلاف ہوں، اتفاق کر لیا تو اب مجھ کو بھی مناسب یہی ہے کہ قادیانی کی امداد سے دستبردار ہو کر اس کی تکفیر پر کمر باندھوں۔ اسی اثناء میں قادیانی نے اپنے عیسیٰ موعود ہونے کا دعویٰ کر کے اشتہار جاری کیے اور ان اشتہاروں میں اہل علم کا نام لے کر مخاطب کر کے لکھا کہ اگر آپ کو شک ہو تو میرے

ساتھ مباحثہ کرلو۔ اشتہاروں میں ہمارا نام بھی درج کردیا ہم نے جواب میں یہ اشتہار جاری کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحق یعلو ولا یعلیٰ علیه

چراغے راکہ ایزد برفروزد
ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

بعد از حمد وصلوۃ جملہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی اشتہارات اس مضمون کے شائع کررہا ہے کہ عیسیٰ موعود میں ہوں۔ مولوی محمد، مولوی عبداللہ، مولوی عبدالعزیز وغیرہ جو میرے برخلاف ہیں میرے سے جلسۂ عام میں روبرو ایک افسر یورپین کے برمکان احسن شاہ وغیرہ ایک روز بعد عید الفطر کے گفتگو کرلیں۔ چونکہ ہم نے فتویٰ سنہ ۱۳۰۱ھ میں مرزا مذکور کو دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کا جاری کردیا تھا اور رسالہ نصرت الابرار اور فیوضاتِ مکی میں بحوالہ فتویٰ حرمین تحریر کرچکے ہیں کہ یہ شخص اور ہم عقیدہ اس کے اہل اسلام میں داخل نہیں اور اب بھی ہمارا یہی دعویٰ ہے کہ یہ شخص اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں، شرعاً کافر ہیں۔ پس مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ اوّل سرکار سے اجازت طلب کرلے کیونکہ حکام شہرہٰذا نے چند سال سے یہ حکم نافذ کررکھا ہے کہ کوئی شخص اجنبی اس شہر میں آکر بلا اجازتِ سرکار کوئی جلسہ مذہبی منعقد نہ کرے ورنہ سرکاری مجرم قرار دیا جاوے گا۔ بعد اجازت حاصل کرنے کے مکان شہزادہ نادر صاحب یا مکان خواجہ احسن شاہ صاحب یا کسی اور رئیس کے مکان کو واسطے گفتگو کے مقرر کرکے ہم کو مرزا صاحب اور صاحب مکان تحریری طور پر اطلاع دیں کہ ہمارے مکان پر مرزا سے آپ آکر بحث کرلیں۔

چونکہ ہمارے نزدیک جب مرزا قادیانی اسلام سے خارج ہے تو مرزا کو اول اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا۔ بعد میں عیسیٰ موعود ہونے میں کلام شروع

ہوگی۔ اگر مرزا قادیانی بسبب کم لیاقتی کے تنہا مناظرہ نہ کر سکے تو اپنے متبعین کو ہمراہ لے کر میدانِ گفتگو میں آوے۔ اگر اس نہج پر بھی وہ مطمئن نہ ہو تو ان اہل علموں کو جو مرزا قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں جانتے، ہمراہ لے کر مکانِ گفتگو پر حاضر ہو کر اپنے دلائل پیش کرے۔ چونکہ ہر ایک شخص بموجب زعم اپنے کے اپنے آپ کو حق پر جانتا ہے۔ لہٰذا واسطے تمیز حق اور باطل کے کوئی منصف مقرر کرنا امرِ ضروری ہے۔ لہٰذا پہلے مبادیٔ بحث جلسہ اولیٰ میں فریقین طے کر کے مقاصد میں بحث شروع کریں۔ اگر مرزا قادیانی کو اس بحث کرنے میں دشواری معلوم ہو تو ہم ایک طریق بحث کا جو نہایت آسان بتاتے ہیں۔ جس کو اختیار کرلیں۔ جس میں ان کا ایک حبہ بھی خرچ نہ ہو۔

وہ امر یہ ہے کہ مرزا قادیانی ہمارے ساتھ بلا خرچ مکہ معظمہ کو چلے یا سلطانِ روم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مدّعا کو ظاہر کرے تا اہل حق کو تاجِ نصرت سے سرفرازی حاصل ہو اور مبطل کی گردن میں طوق لعنت کا نمودار ہو اور آئندہ کوئی ایسے دعاوی باطلہ کے دعویٰ کرنے میں جرأت نہ کرے۔ اگر مرزا صاحب کو مباحثہ بلا پابندیٔ شرائط کے منظور ہو تو عید یا جمعہ کے مجمع میں حاضر ہو کر مستفید ہوں۔ اور اگر اموراتِ مذکورہ بالا سے کسی امر کی تعمیل کرنے میں پہلوتہی کریں تو ان کو لازم ہے کہ آئندہ ایسے دعاوی سے اپنا تائب ہونا ظاہر کریں۔

خلاصہ مطلب ہماری تحریراتِ قدیمہ و جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے۔ جیسا ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اسی طرح جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اور ان کے نکاح باقی نہیں رہے۔ جو چاہے ان کی عورتوں سے نکاح کرلے۔ کتب فقہ میں یہ مسائل باب مرتد میں تصریح کے ساتھ موجود ہیں۔ اگرچہ عوام کالأنعام بعض مسائل کو سن کر کہتے ہیں کہ یہ مولوی ضدی ہیں۔ جب

خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس مسئلہ کی صداقت ظاہر کر دیتا ہے تو پھر اسی منہ کہتے ہیں کہ ان مولویوں کا مسئلہ ٹھیک نکلا۔

دیکھو محمود شاہ کا جو ہم نے حال اشتہار میں لکھا تھا، خدا تعالیٰ نے اس کے مددگاروں کے ہاتھ سے صداقت ہمارے اشتہار کی ظاہر کی۔ اسی طرح جیسا ہم نے ۱۳۰۱ہجری میں مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی صداقت بھی محمد حسین لاہوری وغیرہ کی تحریرات سے ظاہر کر دی جو اس کے اوّل درجہ کے مددگار تھے۔ اور علماءِ مکہ معظّمہ نے بھی ہمارے فتویٰ کو صحیح قرار دیا۔ اب سکنائے شہر ہٰذا کو جو اس پر عقیدہ رکھتے ہیں یا کچھ ان کے دل میں اس کے کافر ہونے کا شبہ ہے مرزا قادیانی کو ہمراہ لے کر ہمارے پاس آویں اور سرکاری انتظام اگر مرزا نہ کر سکے تو اس کے مرید جو اس پر دل و جان سے فدا ہیں، اس امر کا بندوبست کر لیں۔ ورنہ سکنائے شہر سے چندہ کر لیں۔ اگر صرف لقلقہ ہی غرض ہے تو مثل برادر اپنے کے چماروں کے پیغمبر بن کر اپنا کام چلاویں۔ یعنی جیسا مرزا امام الدین قوم جاروب کش میں امام مہدی بن بیٹھا ہے تو مرزا غلام احمد چماروں کے عیسیٰ بن کر اپنا مطلب حاصل کر لیں۔

چونکہ مناظرہ کرنے میں ہر دو بحث کنندوں کا علم میں برابر ہونا امرِ ضروری ہے۔ لہٰذا کتب مروّجہ درسی میں فریقین کا امتحان لیا جاوے گا۔ اور عربی زبان میں ہر دو صاحبوں کو تحریر مع ترجمہ کرنی پڑے گی۔ تاکہ عوام کالأنعام جو مرزا کو بڑا عالم جانتے ہیں، ظاہر ہو جاوے کہ مرزا کو سوائے مرزائیت کے یعنی انشاء پردازی کے جو اس قوم کی جبلی خاصیت ہے، کچھ علمی لیاقت نہیں۔ خصوصاً علم دینی سے تو بالکل نابلد ہے۔ ورنہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کو قبل از اِتمام معرضِ بیع میں نہ لاتا، کیونکہ بیع شئ معدوم کی بدوں شرائطِ سلم جو فیما نحن فیہ میں مفقود ہیں، شرعاً ہر گز درست نہیں۔

پس جو شخص مرزا مذکور کو مجدّد یا عیسیٰ موعود اعتقاد کرتے ہیں، پرلے درجے کے نادان ہیں۔ خداتعالیٰ اس گروہ کو ورطۂ ضلالت سے نکال کر راہِ ہدایت پر لائے یا ان کے شر سے عوام کو محفوظ رکھے۔ اگر کسی طرح کا حیلہ یا بہانہ مرزا قادیانی کسی شرط کی بابت پیش کرنا چاہیں تو بالکل لغو ہے۔ کیونکہ سرکاری طور پر فیصلہ اس کا بروقت بحث ہو سکتا ہے۔ یعنی ہر دو فریق اپنے اپنے شرائط بروقت حاضری سرکار میں داخل کریں۔ جن شرائط کو سرکاری افسر منظور فرماوے وہی فریقین کو تسلیم کرنی پڑیں گی۔ بعد میں مباحثہ اس طرز سے شروع ہوگا کہ جس کی ایک ایک فرد شامل مثل سرکاری ہوگی۔ اور ایک ایک فرد فریقین کے پاس رہے گی۔ تاکہ کسی کو کمی زیادتی کی گنجائش نہ ہو۔

آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين
والصلوة والسلام على سيد المرسلين

المشتہران

مولوی محمد و مولوی عبداللہ

و مولوی عبدالعزیز سکنائے لدھیانہ عفی عنہ

مرقوم ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ

اس اشتہار کے شائع ہونے سے مرزا قادیانی مثل نمرود کے آیہ "فبهت الذي كفر" کا ما صدق علیہ ہوگیا۔ اور کل کاروائیاں اس کی هباءً منثورًا ہوگئیں۔ عالم حیرت میں آکر اپنے حواریوں کو طلب کیا۔ خصوصًا حکیم نور الدین جس کو ساٹھ سال کی عمر میں دوازدہ سالہ دختر منشی احمد جان صاحب لدھیانہ کی بذریعہ قادیانی ہاتھ لگی۔ فورًا لاہور سے فریادرسی کے واسطے طلب کیا۔ بعد مشورہ یہ امر قرار پایا کہ ان مولویوں سے ہم کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب بہ تقرریٔ ثالث ایمان میں مباحثہ شروع ہوا تو فتویٰ حرمین جس میں دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا بہ نسبت آپ کے ذکر ہے۔ تو فورًا منصف ہمارے فریق پر ارتداد کا حکم لگا کر فریق ثانی کو فتح یاب کرے گا، جس سے ہمارے کل دعاوی

پر پانی پھر جائے گا۔ پھر عیسیٰ موعود ہونے میں کسی طرح گفتگو نہیں کر سکتے، کیونکہ بے ایمان کا عیسیٰ ہونا دائرہ امکان سے خارج ہے۔

القصہ آپ نے ان مولوی صاحبان کو مخاطب کرنے میں کمال غلطی کی۔ البتہ جو اہل علم برخلاف ہرسہ مولویان آپ کو مسلمان جانتے تھے، ان کے مخاطب کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ان سے صرف عیسیٰؑ کی زندگی میں بحث کرنے کا موقع ہم کو مل سکتا ہے۔ ایمان کی بحث کا نام بحکم المرء یؤخذ بإقراره وہ زبان پر نہیں لا سکتے۔ لہٰذا اب اس سے بہتر اور کوئی مشورہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان مولوی پر کوئی الزام قائم کر کے گفتگو کرنے سے اعراض ظاہر کریں۔ اگر آپ کی بحث مولوی محمد حسین لاہوری سے مقرر ہو جو آپ کے اسلام کا اقرار کر چکے ہیں، تو نہایت مناسب ہے۔ اس عاجز کو تاریخ مقررہ سے چند روز پہلے اطلاع دیں تاکہ بخوبی انتظام کیا جاوے۔

بنابریں قادیانی نے ایک اشتہار یازدہم شوال ۱۳۰۸ھ میں بنام پادریان جاری کیا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ مسلمان ہمارے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے ہیں اس واسطے ہم پادریوں سے بحث کرنے کا اشتہار دیتے ہیں۔ سختی سے برتاؤ کا اطلاق کفر وارتداد وغیرہ جو ہمارے مذکورۃ الصدر میں ہے، مراد لیا ہے۔ اکثر عوام بلکہ خاص بھی ایسے الفاظ استعمال کرنے کو خلافِ تہذیب خیال کرتے ہیں۔ اگر بنظرِ غور خیال کریں تو ان الفاظ کا مہذب ہونا أظهر من الشمس وأبين من الأمس ہے۔ کیونکہ خنزیر کو خنزیر کہنا خلافِ تہذیب نہیں۔ البتہ جو شخص بکری کو خنزیر یا خنزیر کو بکری قرار دے تو وہ ضرور تہذیب سے خارج ہے۔ چونکہ ہمارا اشتہار مذکورہ خلافِ واقع نہیں اور واسطے خیر خواہی عوام کے قادیانی کا حال مثل کتب اسماء الرجال کے ظاہر کر دیا تاکہ عام لوگ گمراہ ہونے سے بچ رہیں۔ آمین ثم آمین

کچھ مدت بعد مولوی محمد حسین لاہوری نے اپنا ذمہ قادیانی کی امداد سے بری کرنے کے واسطے بحث شروع کر کے فتویٰ کفر کا لگا کر علماءِ ہندوستان کی مواہیر اس پر ثبت کروالیں۔ جب بوقت واپسی اس شہر لدھیانہ میں آیا تو مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس مدرسہ سرکاری وخان صاحب بہرام خان افسر پولیس کو ہمارے پاس اس عرض سے بھیجا کہ مجھ کو مولوی صاحبان اپنے مکان یا مدرسہ یا مسجد میں بلا کر

جلسہ عام میں میرے سے مضمون ان مواہیر کا جو قادیانی کی تکفیر پر علماء سے ثبت کروکر لایا ہوں معلوم کریں۔ ہم نے جواب دیا کہ ہم اس کو ہرگز اپنے پاس بلانا نہیں چاہتے کیونکہ ہم قدیم سے وعظ میں بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں سے ہرگز ملاپ نہ رکھو، رشتہ داری نہ کرو۔ اب ہم مولوی محمد حسین لاہوری کو اپنے پاس کس طرح بلاویں۔ البتہ اگر غیر مقلدی سے تائب ہوکر آوے تو ہم اس کی ملاقات کر سکتے ہیں۔

خان صاحب بہرام خان نے کہا کہ پہلے مولوی محمد حسین قادیانی کا طرف دار تھا۔ اب وہ اس کے برخلاف ہوکر اس کو کافر کہنے میں آپ سے موافق ہوگیا ہے۔ اگر آپ نرمی فرماویں تو شاید غیر مقلدی سے بھی رجوع کرکے بالکل مقلد ہو جائے۔ میں نے جواب دیا کہ برخلاف ہونا اس کا ہماری نرمی سے نہیں ہوا بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اس طرف سے برگشتہ کیا۔ اسی طرح جب خدا تعالیٰ کو اس کی ہدایت منظور ہوگی، غیر مقلدی سے بھی اس کو برگشتہ کردے گا۔ پھر خان صاحب موصوف نے کہا کہ اگر آپ اس کو بلانا نہیں چاہتے تو اپنے معتقدین کو اس کے پاس بھیج دیں کہ تا مضمون مواہیر کا ان کے گوش زد ہو جاوے۔ میں نے کہا اچھا آپ اس کو یہ کہہ دیں کہ باغ والی مسجد میں آکر مضمون تکفیرِ قادیانی کا آکر بیان کرے۔ ہم اپنے لوگوں کو کہہ دیں گے کہ تم لوگ بھی اس جلسہ میں جاکر قدرتِ ایزدی کا معائنہ کرو کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے فتویٰ کی صداقت اسی مولوی محمد حسین لاہوری کے ہاتھ سے کروائی جو اس کا پرلے درجہ کا مددگار تھا۔ اپنے رسالہ ماہواری میں بڑے زور شور سے اس کی تعریف لکھتا تھا اور ہمارے فتویٰ کی تردید چھاپتا تھا۔

عباس علی صوفی و مولوی شاہ دین و مولوی نور محمد وغیرہ نے بھی قادیانی کے خلاف پر اپنا عقیدہ برخلاف زمانہ ماضی کے ظاہر کیا، لیکن مولوی عبدالقادر اب تک اس فعل قبیح اور کفرِ صریح سے باز نہیں آیا۔ اگرچہ کلماتِ کفریہ اس کے بہت ایسے ہیں جن سے صراحتاً کفر ثابت ہوتا ہے۔ جیسے یوسف نجار کا عیسیٰؑ کو بیٹا قرار دینا اور جو معجزات ان کے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں، ان کو مشرکانہ خیال بتانا اور پیغمبروں کی نانیاں دادیاں کو فاحشہ بتلانا وغیرہ وغیرہ جو بالکل کفرِ صریح ہیں۔

کوئی صاحب جواب قادیانی سے پہلو تہی کرنا ہمارا گفتگو عیسیٰ موعود میں خیال نہ کرے، کیونکہ

کہ اگر قادیانی اپنا ایمان قائم کر کے اس بارے گفتگو شروع کرتا تو فوراً اس کو جواب میں ہم یہی رسالہ پیش کرتے۔

وهي هذا:

حسبي الله ونعم الوكيل نعم المولىٰ ونعم النصير

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوۃ! محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لودھیانوی ہیچ خدمت اہل اسلام کے عرض کرتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلماتِ کفریہ کے اوّل ۱۳۰۱ ہجری میں ہمارے ہی خاندان سے شروع ہوئی۔ اس وقت اکثر لوگ ہمارے مخالف رہے بعد میں رفتہ رفتہ کل اہل علم نے قادیانی کے ضالّ مضل ہونے پر اتفاق کیا۔ حتی کہ علماءِ حرمین شریفین نے بھی قادیانی پر دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ تحریر کر دیا۔ جیسا کہ رسائل مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب میں تفصیل وار موجود ہے۔ اگرچہ ان فتووں سے لوگوں کو بہت ہدایت ہوئی لیکن بعض بعض کور باطنوں کو اس آفتاب ہدایت مآب سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوا۔

تہی دستانِ قسمت راچہ سود از رہبرِ کامل　　　　که خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

یعنی جو کفریات اس کے صاف صاف آیاتِ قطعیات کے مخالف ہیں، ان پر ان کے ایمان کی بنیاد ہے۔ جیسا کہ رسالہ ازالۃ الاوہام میں عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے۔ اور جو خداتعالیٰ جلّ شانہٗ نے ان کے معجزے مثل اِحیاءِ اموات اور مادر زاد نابینوں کو بینا کرنا، جانور مٹی سے بنا کر خدا کے حکم سے جاندار بنا دینا وغیرہ وغیرہ جن کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان سب کو اس قادیانی نے مشرکانہ خیال لکھ کر منکرِ قرآن ہو کر اپنا کفر ظاہر کر کے زمرہ مرتدین میں داخل ہوا۔

اکثر مباحثات میں قادیانی اس امر پر زور دیتے ہیں کہ عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں اور ان کے فوت ہونے کا ثبوت آیاتِ قرآنیہ میں موجود ہے۔ اگرچہ اس کا جواب علماءِ اسلام دندان شکن اپنی اپنی تصانیفوں میں دے چکے ہیں لیکن ہماری طرف سے بھی اس امر کا جواب دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس عاجز نے اس کا جواب لکھنا شروع کیا اور نام اس کا "كشف الغطاء عن أبصار من ضل وغوي" رکھا۔